سماج گیان

(تراجم)

समाज गियान

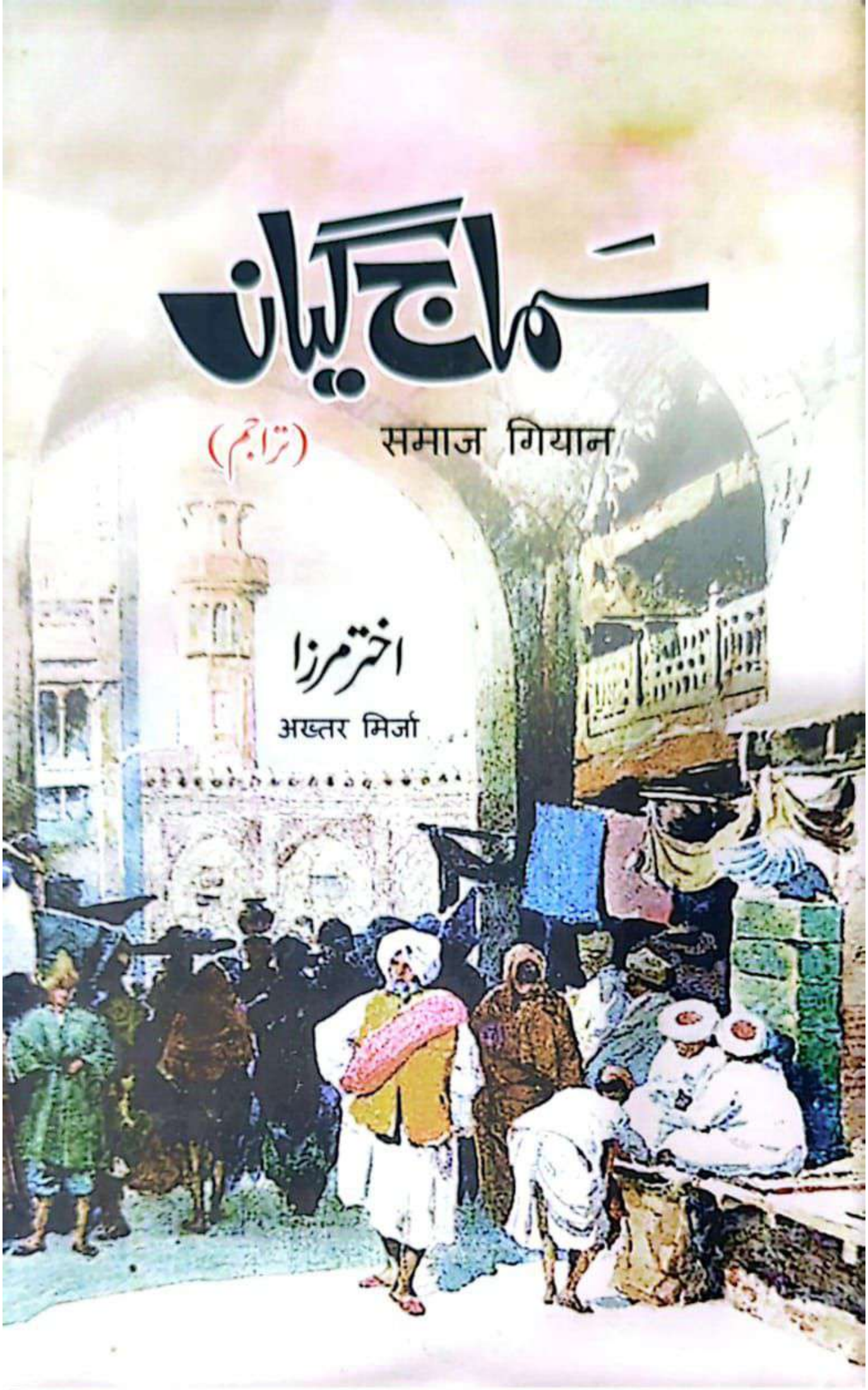

اختر مرزا

अख्तर मिर्जा

Scanned with CamScanner

سماج گیان

समाज गियान

مترجم :اختر مرزا

अनुवादक :अख्तर मिर्जा

(ہندی اَر اردو ادب کا پاک ہریاٹوی ترجمہ)

نوھرہ پبلی کیشنز۔

تصویر محل۔ بہادر پور چوک ۔بوسن روڈ۔ ملتان

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

نام کتاب: سماج گیان (تراجم)

مترجم: اختر مرزا

اشاعت اول: نومبر 2022

تعداد اشاعت: 300

سرورق: محمد ایوب

قیمت: 500 روپے

ناشر: نوھر پبلی کیشنز۔ تصویر محل۔ بہادر پور چوک بوسن روڈ۔ ملتان

پبلیشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز:

نوھر پبلی کیشنز۔

مرکزی سیکریٹیریٹ: تصویر محل۔ بہادر پور چوک۔ بوسن روڈ۔ ملتان

انتساب

میرے ماں ، باپ اَرماں بولی کے نام

فہرست

نمبر شمار	عنوان	لکھاری	صفحہ نمبر
1	نوھرہ کا کھنڈکا	راٹا تصویر احمد	5
2	بھلا ماٹس-اختر مرزا	انوپ لاٹھر	6
3	گیان کا میل	بلجیت سنگھ دھول	9
4	ہونہار بِروا	سجاد جہانیہ	13
5	ماں بولی کا قرض	اختر مرزا	15
6	چالو رَیلی مینھ	بلجیت دھول	18
7	بکھت کی مار	بلجیت دھول	26
8	کھتم تماشہ دارو کا	بلجیت دھول	34
9	ماٹس کڑے گئے	بلجیت دھول	44
10	ٹوٹا چھوریاں کا۔۔۔بہو مول کی	بلجیت دھول	54
11	دیکھ تماسہ دارو کا	بلجیت دھول	66
12	دھرتی نیں کوئ سدھارے گا	بلجیت دھول	76
13	.بیاہ کی دکان (میرج بیورو)	بلجیت دھول	89
14	بھولا	راجندر سنگھ.بیدی	99
15	پگلی	منشی پریم چند	106
16	دو بلڈ	منشی پریم چند	118
17	کپھن	منشی پریم چند	131
18	بڈے گھر کی بیٹی	منشی پریم چند	141
19	ایک ہوک	امرتا پریتم	152
20	کابلی آلا	رابندر ناتھ ٹیگور	160

نوھرہ کا کھنڈکا

سماج نیں جو گیان میرے سے دیا ھے اس سماج گیان کی صورت میں تھارے ہاتھاں میں ھے ۔ گھٹ تے گھٹ آٹھ مختلف تنظیم ار تحریک ہیں، میں جن کی ڈرائیونگ سیٹ پہ ھوں لیکن جتنا سکھی میں نوھرہ کی ٹرین چلاؤں مینھ ھوں اسا سوکھا کتے ھور کونی ۔ اَر اس کی اصل وجہ اختر مرزا بطور جنرل سیکرٹری نوھرہ ھے ۔ پتہ نئیں میرا اسا کے لیا دیا اللہ نیں بھا گیا اک اختر مرزا جسا سوھٹا ، بھاگ وان، دانش مند ، پڈھیا لکھیا ، صلح جو ، معاملہ فہم ، خوش گفتار ، سلیقہ مند ، باشعور، معلم ، مترجم، تخلیق کار ، تنقید نگار ، محقق مانُس میرے گیل جوڑ دیا ۔ کوئی بڑا سا بڑا فورم ھو، یا دفتر ھو اس بھلا مانس کا ساتھ ھمیشہ میری چھاتی چوڑی کردے ھے ۔ کسے مانُس نیں پرکھنْ واسطے مھارے سماج گیان نیں جو تین کسوٹی بنّا راکھی ہیں کئی بار ھم دونوں ان پہ تلدے رھے ھاں اَر مرزا صاحب ھمیشہ میرے تے اونچے نظر آئے ہیں ۔ پاکستان میں پہلا ہریانوی ثقافتی میلہ ملتان آرٹس کونسل میں جدھم نیں سجایا تو ایک ایک چیز مینھ اختر مرزا میرے گیل تھا ۔ ثقافتی ناچ کے واسطے کپڑے آپ خود سِوا کے لائے ارجدان کی ریہرسل شروع کرائی تو ان پروفیشنل ڈانسرز سے ڈانس کے اصلی اتار چڑھاؤ مرزا صاحب نیں آپ کر کے دکھائے اَر ان کے پیر سِدھے کرائے ۔ جد اکیڈمی آف لیٹرز میں مھاری میں ماں بولی کا مقدمہ لڑنْ گئے تو میرا کام تو بس اتنا ء تھا کہ مقتدر حلقیاں اَر شخصیات اَر دفتر کے اندر تک پہنچا دیوں باقی فیر اختر مرزا ان نیں آپ ڈھا لیویں ہیں ۔ ہریاٹوی زبان وادب کا میگزین چھاپنْا میرا خواب تھا لیکن اس تے عملی جامہ اختر مرزا اَر نجمہ عثمان ء پہراویں ہیں ۔ پورا ملک میں ھونْ آئی کانفرنساں میں بھی مھارا بھائی لٹھ گاڈدا رھوے ہے ۔ موجودہ اَر آنْ آلے سماج میں جد کوئی اللہ کا بندہ پاک ہریاٹوی زبان وادب کی تاریخ مرتب کرے گا تو اختر مرزا کا نام سنہری لفظاں میں آوے گا پاک ہریانوی قاعدہ ، میگزین، رالطے، تنظیم، ہر جگہ اختر مرزا ایک قد آور شخصیت کی صورت سامنْے نظر آوے گا ۔ یو کتاب جو اس وقت تھارے ہاتھاں میں ھے یو ہر لحاظ سے ایک بھرپور کتاب ھے دوسری زباناں کا ترجمہ اختر مرزا کا جنون ھے اَر اِسا سوھٹا ترجمہ کرا ھے کہ نیو لاگے ہے کہ جما ء اصل تخلیق ھے ۔ اللہ مھارے بھائی نیں ہر قدم اَر ہر مقام پہ عزتاں سے نوازے ۔

راٹا تصویر احمد

چئرمین نوھرہ پاکستان ۔ مدیر اعلی نوھرہ میگزین

بھلا مانُس-اختر مرزا

ہریانوی ثقافت کا دائرہ عالمی سطح پر 1947 کے بعد نمایاں طور پر پھیلا ہے۔ اگرچہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے دوران بھی ہریانوی سپاہی اپنی ثقافت کی خوشبو کو غیر ملکی سرزمین پر پھیلاتے رہے لیکن 1947 میں تقسیم ہند کے بعد ہریانوی بولنے والی آبادی کا ایک بڑا حصہ پاکستان ہجرت کر گیا۔ اس دور میں جہاں تقسیم کی وجہ سے باہمی بھائی چارہ ختم ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ہریانوی ثقافت کو بھی کافی نقصان پہنچا۔ تقسیم کے سانحے میں زیادہ تر سازندے بھی پاکستان چلے گئے۔ جس کی وجہ سے موجودہ بھارتی ریاست ہریانہ کو بہت زیادہ ثقافتی نقصان اٹھانا پڑا۔ اس کے باوجود خوشگوار پہلو یہ تھا کہ ہمارے ہریانوی بھائی چارے جو پاکستان گئے انہوں نے اپنی ثقافت کو زندہ رکھا اور وہاں بھی اسے مالا مال کیا۔ حالانکہ یہ کام اتنا آسان نہیں تھا۔ تقسیم کے بعد جو ملک پاکستان وجود میں آیا اس کی زبان اردو تھی اور عربی رسم الخط۔ ایسے میں ہریانوی ادب (جو دیوناگری رسم الخط میں تھا) ان لوگوں کی پہنچ سے دور چلا گیا۔ زیادہ تر ثقافتی مواد زبانی طور پر منتقل کیا گیا تھا۔ آج ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان میں ہریانوی کلچر اپنے صحیح مقام پر پہنچنے والا ہے۔ یہ آسانی سے نہیں ہوا۔ اس کے پیچھے بھائی اختر مرزا کی محنت اور نوھرہ جیسی ثقافتی تنظیموں کا اہم تعاون ہے۔ اختر مرزا کا جنون اتنا ہے کہ وہ ہندوستان سے دیوناگری رسم الخط میں ہریانوی ادبی مواد کو عربی رسم الخط میں ترجمہ بھی کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر بلجیت سنگھ دھول کی لکھی ہوئی کتاب "مانس کڑے گئے" کا ترجمہ بھی بھائی اختر مرزا نے کیا ہے۔ یہ ایک قابل تحسین اقدام ہے۔ ڈاکٹر دھول کا لکھا ہوا یہ مختصر مجموعہ اپنے آپ میں ہریانوی لوک زندگی کا ایک جھانکا ہے چالو ریلی مینھ، بخت کی مار، کھتم تماشا دارو کا، چھوریو، دیش بچا لیو رے، مانس کڑے گئے، ٹوٹا چھوریاں کا بہو مول کی، دیکھو تماشہ کلجگ کا، دھرتی نیں کون سدھارے گا، میرج بیورو، دیساں مینھ دیس ہریانہ جڑے دودھ دہی کا کھانا اور پردہ فاس 104 کے نام سے یہ تمام 11 مختصر ڈرامے ہریانوی لوک زندگی کو بہت اچھی

طرح سے پیش کرتے ہیں۔ ڈاکٹر بلجیت سنگھ دھول مجھے بہت عزیز ہیں۔ جب میں کروکشیتر یونیورسٹی کے یوتھ اینڈ کلچرل ڈپارٹمنٹ کے ڈائریکٹر کے طور پر کام کر رہا تھا تو وہ وقتاً فوقتاً مجھ سے رہنمائی لیتے تھے۔ انہوں نے کروکشیتر یونیورسٹی کی رتناولی تقریب اور دیگر تقریبات میں اپنی سمت اور تحریر کو ثابت کیا ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اس کتاب کا اردو (عربی رسم الخط) میں ترجمہ پاکستان کے ساتھ ساتھ دنیا کے کونے کونے میں اردو بولنے والے ہریانوی لوگوں کو بہت فائدہ دے گا۔

انوپ لاٹھر
چیئرپرسن کلچر کونسل
P.R.O. دہلی یونیورسٹی، دہلی
سابق ڈائریکٹر، یوتھ اینڈ کلچرل ڈپارٹمنٹ، کروکشیتر یونیورسٹی ۔ کروکشیتر (ہریانہ)

हरियाणवी संस्कृति का दायरा 1947 के बाद वैश्विक स्तर पर काफी विस्तृत हुआ है। हालांकि पहले और दूसरे विश्वयुद्धों के दौरान भी हरियाणवी सैनिक विदेशों की धरती तक अपनी संस्कृति की महक को फैलाते रहे, लेकिन 1947 में भारत विभाजन के पश्चात हरियाणवी भाषी आबादी का एक बड़ा हिस्सा पाकिस्तान में पलायन कर गया। उस दौर में जहां बंटवारे से आपसी भाईचारे का नुकसान हुआ, वहीं हरियाणवी संस्कृति को भी काफी नुकसान हुआ। अधिकतर साजिंदे भी विभाजन की त्रासदी में पाकिस्तान चले गए। इससे वर्तमान भारतीय राज्य हरियाणा वाले भू-भाग को काफी सांस्कृतिक नुकसान झेलना पड़ा।

इसके बावजूद सुखद पहलु यह रहा कि पाकिस्तान गए हमारे हरियाणवी भाईचारे ने वहां भी अपनी संस्कृति को जिंदा रखा और उसे समृद्ध भी किया। हालांकि यह काम इतना आसान नहीं था। विभाजन के बाद जो पाकिस्तान देश अस्तित्व में आया उसकी जुबान उर्दू थी और लिपी अरबी थी। ऐसे में हरियाणवी साहित्य (जो कि देवनागरी लिपी में था) वह उन लोगों की पहुंच से दूर हो गया। अधिकतर सांस्कृतिक सामग्री मौखिक रूप से ही

हस्तांतरित होती रही। आज के दिन हम गर्व से कह सकते हैं कि पाकिस्तान में हरियाणवी संस्कृति वाजिब मुकाम तक पहुंचने को है। यह काम इतनी आसानी से नहीं हुआ। इसके पीछे भाई अख़तर मिर्जा के कठोर प्रयास और नौहरा जैसी सांस्कृतिक सांस्थाओं का अहम योगदान है। अख़तर मिर्जा का जुनून तो इतना अधिक है कि वो भारत से देवनागरी लिपी में हरियाणवी साहित्य सामग्री मंगवाकर उसका अरबी लिपी में अनुवाद भी कर रहे हैं।

डॉ बलजीत सिंह ढुल द्वारा लिखित प्रस्तुत पुस्तक "माणस कड़ै गए" का अनुवाद भी भाई अख़तर मिर्जा द्वारा ही किया गया है। यह बहुत ही सराहनीय पहल है। डॉढुल द्वारा लिखित ये लघु नाटिका (स्किट) संग्रह अपने आप में हरियाणवी लोक जीवन की झांकी है। चालो रेली मैं, बखत की मार, खत्म तमाशा दारू का, छोरयों देश बचाल्यो रै, माणस कड़ै गये, टोटा छोरियाँ का बहू मोल की, देखो तमाशा कळजुग का, धरती नै कोण सुधारेगा, ब्याह की दुकान (मैरिज ब्यूरो), देशां मैं देश हरियाणा जड़ै दूध दही का खाना और पर्दा फास 104 नामक ये सभी 11 लघु नाटक हरियाणवी लोकजीवन को बखूबी चित्रित करते हैं। डॉ बलजीत सिंह ढुल मेरे बहुत ही अजीज हैं। जब मैं कुरूक्षेत्र विश्वविद्यालय के युवा एंव सांस्कृतिक विभाग के निदेशक के पद पर कार्यरत था तो वह समय-समय पर मुझ से मार्गदर्शन लेते रहते थे। वह कुरूक्षेत्र विश्वविद्यालय के रत्नावली समारोह और अन्य आयोजनों में अपने निर्देशन और लेखन का लोहा मनवा चुके हैं। मुझे पूर्ण विश्वास है कि इस पुस्तक के उर्दू (अरबी लिपी) में अनुवाद से पाकिस्तान के साथ-साथ दुनिया के कोने-कोने में फैले उर्दू भाषी हरियाणवी लोगों को काफी लाभ होगा।

अनूप लाठर

चेयरपर्सन कल्चर कौंसिल एंव पी.आर.ओ. दिल्ली विश्वविद्यालय

पूर्व निदेशक, युवा एंव सांस्कृतिक विभाग, कुरूक्षेत्र विश्वविद्यालय

ہماری پیدائشی مٹی، ہماری ماں بولی، ہمارے لوک گیت، لوک موسیقی، لوک رقص، کھانے اور ہماری لوک ثقافت کی خوشبو ہر انسان کے خون میں ہی نہیں بلکہ روح میں بھی پائی جاتی ہے۔ پھر وہ شخص چاہے کہیں بھی رہتا ہو، حالات جیسے بھی ہوں، عمر کے کسی بھی مرحلے میں وہ اپنی یادیں نہیں بھول سکتا۔ اپنے وطن سے الگ ہونے کے بعد یہ تعلق اسے اور بھی شدت سے ستانے لگتا ہے اور جب وہ اپنے جیسے کسی گروہ یا معاشرے میں شامل ہو جاتا ہے تو ہر کوئی اپنی بولی، اپنے ثقافتی ورثے کے دریا میں تنکے کی طرح بہنے لگتا ہے، یادوں میں کھو جاتا ہے۔ اس کی روح کے اندرونی خلفشار وہ کھوئے ہوئے جنت کو دوبارہ دریافت کرتا ہے۔یہ تاثر مجھے اس وقت محسوس ہوا جب میں نے پہلی بار پروفیسر اختر مرزا سے فون پر بات کی، وہ اپنے ہریانہ کے بارے میں بات کرتے ہوئے اتنے جذباتی انداز میں بات کر رہے تھے۔ ملک کی بد قسمتی سے تقسیم کے بعد ہریانوی بولنے والی آبادی کا ایک بڑا حصہ جنہوں نے اپنے گھر بار، کھیت اور کھیتیاں چھوڑ کر نئی سرزمین (پاکستان) پر قدم رکھا، نئی جگہوں پر حلے گئے اور مالی طور پر خوشحال ہو گئے۔ کسی نہ کسی اہم عنصر کی عدم موجودگی کا مستقل احساس، جس کے بغیر اجتماعی زندگی ناقص معلوم ہوتی ہے۔ اور اندر سے کھوکھلا بھی۔ ایسے میں جب انہیں ایسا ادب پڑھنے کو ملتا ہے، جو ان کی لسانی اور تہذیبی بھوک کو مٹانے کی کوشش کرتا ہے، تو اس کاوش کو بہت سراہا جانا چاہیے۔

ہمارے ہریانوی بولنے والے بھائی جو تقسیم کے بعد پاکستان حلے گئے انہوں نے ہریانوی بھائی چارے، ہریانوی لوک کلچر کو زندہ رکھا اور اسے مزید تقویت بخشی، حالانکہ یہ کام اتنا آسان نہیں تھا، کیونکہ پاکستان میں زبان اردو تھی۔ ایسے میں ہریانوی لوک ادب جو دیوناگری رسم الخط میں تھا، ان لوگوں کی پہنچ سے دور چلا گیا۔ یہ صرف زبانی طور پر منتقل کیا جا رہا تھا، لیکن آج ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان میں ہریانوی ثقافت اپنے صحیح مقام پر پہنچ چکی ہے۔ اور یہ کام اتنی آسانی سے نہیں ہوا تھا، اس کے پیچھے پروفیسر اختر مرزا اور ان کے تمام ساتھیوں کی محنت کا حصہ ہے جو کہ ایک ثقافتی تنظیم نوھرہ کا حصہ ہیں۔ پروفیسر مرزا صاحب

کے جذبے سے یہ بات حقیقت بن جاتی ہے۔ ہماری اپنی زبان میں ترقی ہی تمام تر ترقی کی جڑ ہے، ہماری مادری زبان ہریانوی کی ترقی کے لیے انھوں نے ہریانوی گرامر اور حروف تہجی تیار کیے ہیں، اور ہندوستان سے دیوناگری رسم الخط میں لکھے گئے ہریانوی ادب کا اردو زبان میں ترجمہ بھی کر رہے ہیں۔

میری لکھی ہوئی کتاب "مانس کڑے گئے" کا اردو میں ترجمہ بھی پروفیسر اختر مرزا نے کیا ہے۔ یہ ایک قابل تحسین اقدام ہے۔پیش کردہ کتاب اپنے آپ میں ہریانوی لوک زندگی کی ایک جھلک ہے۔ اس میں 11 مختصر ڈرامے ہریانوی لوک زندگی کو بہت اچھی طرح سے پیش کرتے ہیں۔

اس پس منظر میں میں اس کتاب میں لکھے گئے ہریانوی ڈراموں کے اردو ترجمے کا خاص طور پر خیر مقدم کرتا ہوں، تاکہ پاکستان میں آباد ہمارے ہریانوی بھائی بھی اپنی بولی کی لوک کہانیوں، محاوروں،، مزاحیہ طنزیہ روایات سے لطف اندوز ہو سکیں۔ اس کوشش میں، میں معروف اداکار، اپنے انتہائی قابل احترام گرو ڈاکٹر انوپ لاٹھر جی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں، جن کی رہنمائی میں میں نے لکھنا شروع کیا۔ اور میں پاکستان میں آباد اپنے پیارے بھائی پروفیسر اختر مرزا صاحب کے بے پناہ تعاون کا بھی تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔مجھے پوری امید ہے کہ یہ کتاب ہمارے دونوں ممالک کے درمیان ہم آہنگی اور دوستی کے پل کا کام کرے گی (جو پہلے ایک تھے)۔ آخر میں، میں مرزا صاحب اور نوہرہ تنظیم کے تمام ساتھیوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، جو اس ادارے کے ذریعے ایسی کوششیں کر کے ہریانوی لوک ادب اور لوک ثقافت کی ترقی میں اپنا حصہ ڈال رہے ہیں۔ اور میری ماں سرسوتی سے خواہش ہے کہ یہ کوشش دونوں طرف سے جاری رہے۔

ڈاکٹر بلجیت سنگھ دھول

HOD (ہندی ڈیپارٹمنٹ)

ایس اے جین (پی جی) کالج

امبالہ شہر

ہریانہ (بھارت)

अपनी जन्म -माटी की सुगंध ,मां बोली ,अपने लोकगीत ,लोक संगीत , लोकनृत्य, खान पान, अपनी लोक संस्कृति हर मनुष्य के खून में ही नहीं आत्मा में भी रच -पच पाते हैं । फिर वह मनुष्य चाहे कहीं पर भी रहे कैसे भी हालात हो ,उम्र के किसी भी पड़ाव पर उसे उनकी यादें भूल नहीं पाती । अपने वतन से बिछुड़ कर तो यह जुड़ाव और भी ज्यादा शिद्दत से सताने लगता है ,और जब वह अपने जैसे समूह या समाज में मिल बैठता है तो सब अपनी बोली , अपनी सांस्कृतिक विरासत की नदी में तिनके समान बहने लगते हैं , यादों में खोये खोये से अपनी आत्मा की भीतरी खोहों से वह खोया हुआ स्वर्ग पुनः ढूंढते हैं । यह आभास मैंने तब महसूस किया जब पहली बार प्रोफेसर अख्तर मिर्जा साहब से फोन पर बात की तो वो इतने भावुक होकर बतिया रहे थे अपने हरियाणा की बातें करते समय । देश के दुर्भाग्यपूर्ण विभाजन के बाद हरियाणवी भाषी आबादी का एक बहुत बड़ा हिस्सा जो अपने घर -बार ,खेत -खलियान छोड़कर नयी धरती (पाकिस्तान) पर पांव जमाने निकला तो सब नयी-नयी जगहों पर जाकर बसें आर्थिक रुप से संपन्न भी होते गए किंतु फिर भी किसी प्राणतत्व का अभाव लगातार महसूस करते रहे जिसके बिना सामुदायिक जीवन फीका -फीका सा लगने लगता है, और भीतर से खोखला भी। ऐसे में जब उन्हें ऐसा साहित्य पढ़ने को मिलता है , जो उनकी भाषायी और सांस्कृतिक भूख को मिटाने का प्रयास करता है तो उस प्रयास की भरपूर सराहना होनी चाहिए ।

विभाजन के बाद पाकिस्तान गए हमारे हरियाणवी भाषी भाइयों ने हरयाणवी भाईचारे को, हरियाणवी लोक संस्कृति को जिंदा रखा और उसे समृद्ध भी किया हालांकि यह काम इतना आसान नहीं था , क्योंकि पाकिस्तान में भाषा उर्दू थी। ऐसे में हरयाणवी लोक साहित्य जोकि देवनागरी लिपि में था , वह उन लोगों की पहुंच से दूर हो गया। केवल मौखिक रुप से ही हस्तांतरित होता रहा, लेकिन आज के दिन हम गर्व से कह सकते हैं कि पाकिस्तान में हरियाणवी संस्कृति वाजिब मुकाम तक पहुंची है , और यह काम इतनी आसानी से नहीं हुआ, इसके पीछे प्रोफ़ेसर अख्तर मिर्जा और उनके वह सभी साथी जो नौहरा ,एक सांस्कृतिक संस्था के कठोर प्रयासों का अहम योगदान है । प्रोफेसर मिर्जा साहब के जुनून से यह बात चरितार्थ होती है । निज भाषा उन्नति है सब उन्नति का मूल, अपनी मां बोली हरयाणवी के उत्थान हेतु इन्होंने हरियाणवी व्याकरण और

वर्णमाला भी त्यार की है , और भारत से देवनागरी लिपि में लिखी हुई हरियाणवी साहित्य सामग्री मंगावाकर उसका उर्दू जुबान में अनुवाद भी कर रहे हैं।

मेरे द्वारा लिखित प्रस्तुत पुस्तक माणस कड़ै गए, का उर्दू में अनुवाद भी प्रोफ़ेसर अख्तर मिर्जा साहब द्वारा ही किया गया है । यह बहुत ही सराहनीय पहल है । प्रस्तुत पुस्तक अपने आप में हरयाणवी लोक जीवन की झांकी है। इसमें 11 लघु नाटक हरयाणवी लोक जीवन को बखूबी चित्रित करते हैं।

इस पृष्ठभूमि में मैं अपनी इस पुस्तक में लिखित हरियाणवी नाटकों के उर्दू अनुवाद का खासतौर पर भरपूर स्वागत करता हूं , ताकि पाकिस्तान में जा बसे हमारे हरियाणवी भाई भी अपनी बोली की लोक कथा , लोकोक्तियां , मुहावरों , हास्य व्यंग परंपराओं का आनंद उठा सकें। मेरे इस प्रयास में सुप्रसिद्ध अभिनेता , मेरे परम आदरणीय गुरुवर डॉक्टर अनूप लाठर जी का दिल से आभार प्रकट करता हूं जिनके मार्गदर्शन में मैंने लिखना शुरू किया। और पाकिस्तान में जब बसे मेरे अजीज भाई प्रोफ़ेसर अख्तर मिर्जा साहब के अमित योगदान का भी हार्दिक आभार प्रकट करता हूं। मुझे पूर्ण आशा है कि यह पुस्तक हमारे दो मुल्कों (जो पहले एक ही था) के बीच सौहार्द व मैत्री का पुल बनने का काम करेगी। अंत में मैं मिर्ज़ा साहब और नौहरा संस्था के सभी साथियों को बधाई देता हूं , जो इस संस्था के माध्यम से इस प्रकार के प्रयास करके हरियाणवी लोक साहित्य और लोक संस्कृति के उत्थान में अपना योगदान दे रहे हैं। और मैं सरस्वती मां से यह कामना करता हूं कि यह प्रयास दोनों तरफ से जारी रहे

डॉ बलजीत सिंह ढुल

विभागाध्यक्ष (हिन्दी विभाग)

एस ए जैन (स्नातकोत्तर) महाविद्यालय

अंबाला शहर

हरियाणा (भारत)

ہونہار بِروا

زبان، ماں جیسی ہوتی ہے. دھرتی جو پالن ہار ہے، اس سے اُگتی ہے، ماں کے دہن سے سماعتوں کو منور کرتی ہے. موہ، محبت، نفرت، غصہ سبھی جذبوں کی ترسیل اور ابلاغ کرتی ہے. پریشانی اور خوشی کے عالم میں جیسے انسان ماں کی گود میں سر رکھ کے سکون پاتا ہے، ایسے ہی اپنی زبان میں اظہار کر کے ہر طرح کے جذبات کا کتھارسس کرتا ہے. وہ کتھارسس جسے ارسطو نے جذباتِ ترحم اور خوف کی تطہیر قرار دیا۔ اس کا ترجمہ پڑھے لکھے لوگوں نے "تزکیۂ نفس" کیا ہے۔ گویا نفس کی صفائی اور تطہیر. یونانی نابغہ کے اس نظریۂ تزکیۂ نفس کی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ شاعری ہو یا نثر دونوں ہی جذبات کا تزکیہ کرتے ہیں۔ جو اظہار کا ذریعہ بن کر اطمینان اور جذبات کے سکون و اطمینان کا باعث بنے، وہ ماں ہی تو ہوتی ہے. ماں بولی کا ترجمہ لوگ ماں سے سیکھی ہوئی زبان کرتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس سے مراد "بولی ماں" ہے.

زبان تو ماں ہے ہی مگر کچھ زبانیں بھی کچھ زبانوں کی ماں ہوتی ہیں. نصیرالدین ہاشمی دکن کو اور حافظ محمود شیرانی پنجاب کو اردو کی جنم بھومی قرار دینے کو جیسا بھی زور صرف کریں یہ امر کم و بیش طے ہے کہ اردو کی پیدائش کھڑی بولی کے ہاں ہوئی. کھڑی بولی وہی ہے جس کو ہم ہریانوی کہ کر پکارتے ہیں. یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہندی کی ماں بھی یہی کھڑی بولی ہے. بہرحال مملکتِ خداداد پاکستان میں قومی زبان اردو کی ماں کے ساتھ کچھ اچھا سلوک روا نہیں رکھا گیا. اس کی ایک وجہ شاید یہ بھی تھی کہ ہریانوی اور اردو کے رسم الخط میں فرق ہے. ہریانوی دیوناگری میں لکھی جاتی ہے جو اردو خوانوں کے لئے قطعی اجنبی ہے. بالکل ویسے ہی جیسے پنجابی کے اصل رسم الخط گورمکھی سے پاکستانی پنجابی انجان ہیں.

رسم الخط کے اس اختلاف کی بنا پر سرحد پار کا ہریانوی ادب پاکستان میں بسنے والے کروڑوں ہریانوی بولنے والوں کے لیے نامہ بری کا فریضہ سرانجام نہ دے سکا. پاکستان میں ہریانوی کے بطور زبان نہ پنپنے کی ایک وجہ یہ بھی رہی کہ ہجرت کے بعد آنے والے ہریانوی خاندان کم و بیش پورے پاکستان میں بکھر گئے. یوں ملک بھر میں چھوٹے چھوٹے جزیروں کی صورت بولنے اور سمجھنے کی حد تک تو ہریانوی زندہ رہی لیکن اس کا ادب تخلیق نہ ہو سکا. ہریانوی زبان والوں کا کوئی ایک مخصوص جغرافیائی خطہ ہوتا اور سرکار سرپرستی کرتی تو اس زبان کا ادب کہیں زیادہ ثروت مند ہوتا.

اسے میں ہریانوی کے کچھ غیور بیٹے اٹھے اور اپنی ماں بولی کے ادب و ثقافت کے فروغ کا بیڑا اٹھایا. ان میں ایک انتہائی اہم تنظیم "نوہرہ" کے نام سے ملتان میں قائم ہے جو نہ صرف ہریانوی موسیقی اور ثقافت کا احیا کرنے کو سرگرمِ عمل ہے بلکہ پاکستان میں ہریانوی کو ایک ادبی زبان کے طور پر بھی متعارف کروانے میں کوشاں ہے. رانا تصویر احمد نے یہ بیڑا اٹھایا اور گو وہ اکیلے ہی جانبِ منزل چلے تھے مگر اب لوگ مل رہے ہیں اور کاروان بنتا چلا جارہا ہے.

جناب اختر مرزا بھی "نوہرا" کے اہم اور فعال رکن ہیں. تمام عمر تعلیم و تعلم سے ربط رہا، انگریزی زبان و ادب پڑھایا. پھر ایک بین الاقوامی این جی او میں بھی تعلیم کے شعبہ سے وابستہ رہے. لکھنا پڑھنا گویا اوڑھنا بھی ہے اور بچھونا بھی. اب انہوں نے خود کو ہریانوی زبان کی خدمت کے لئے وقف کر دیا ہے. زیرِ نظر کتاب میں وہ مترجم کے طور پر سامنے آئے ہیں. اردو کے بڑے مصنفین منشی پریم چند، راجندر سنگھ بیدی اور پنجابی کی امرتا پریتم کی تخلیقات کے ساتھ ساتھ انہوں نے دیوناگری میں لکھے گئے ہریانوی ادب سے بھی خوشہ چینی کی ہے اور اسے پاکستانی ہریانوی رسم الخط میں ترجمہ کیا ہے. مؤقر اور معتبر ذرائع کی اطلاعات ہیں کہ سرحد پار لکھے جانے والے ہریانوی ادب کو پڑھنے اور اسے ترجمہ کرنے کے لئے محترم اختر مرزا نے باقاعدہ دیوناگری سیکھی. ماں بولی کی محبت میں انہوں نے خاصی مشقت اٹھائی. "سماج گیان" پاکستان میں ہریانوی زبان کو متعارف کروانے (غیر ہریانوی پاکستانیوں میں) اور فروغ کے لیے ایک اہم کاوش ہے جس کے لئے جناب اختر مرزا مبارک باد اور ہریانوی بولنے سمجھنے والوں کی طرف سے خراج تحسین کے مستحق ہیں. ہریانوی کے ایک بیٹے کی طرف سے یہ کتاب ماضی میں برتے گئے اغماض کی ایک تلافی ہے اور ہریانوی خوانوں کے کتھارسس کا ذریعہ بھی. امید ہے یہ سلسلہ جاری رہے گا.

اس کے ساتھ ساتھ ریاست پاکستان کو بھی چاہئے کہ قومی زبان کی ماں ہریانوی کے فروغ کے لئے تحقیق و اشاعت کے ادارے قائم کرے تاکہ مختلف ثقافتوں کے اس گل دستے میں ہریانوی کا پھول بھی اپنی بہار دکھا سکے.

سجاد جہانیہ
کالم نگار، فکشن رائٹر

ماں بولی کا قرض

آج منّے نیوں لاگے سے اَک میرا اپنّی ماں بولی گیلیاں کریا ہویا وعدہ پورا ہو گیا ۔میری یو کتاب میرے واسطے اتّے بھیتر کری گئی ایک خواہش، ایک کسک اَرماں گیلے کریے ہوئے وعدے کی تکمیل ہے۔بولٹا سیکھیا تو ہریاٹوی بولی کاناں مینھ پڑی جو ایب لگ بولدے آرے ساں۔ یا میری ماں ء تھی جس نیں پوری ہریاٹوی ثقافت گیتاں کی شکل مینھ میرے ہِردے مینھ نقش کر دی۔ نیوں تو کوئے بھی اپنّی ماں بولی نیں کونی چھوڈٹا چاہندا ۔ پر میرے گیل میری ماں کے دکھائے ہوئے سُپنے، کلچر، کھیت ار رسم و رواج ہمیشہ ایک فلم کی رِیل کی طریوں چالدے رئے ہیں۔ میں اَر ماں، جِب بھی کٹھے بیٹھدے، ہِر پھر کے ماں ہندستان کے گام اَر اُڑے سارا دن کے کام کاج کے بارے مینھ بھتاندی۔ ماں بستی مینھ ہونّ آلے بیاہ شادی مینھ منّے گلّے لے کے جایا کرے تھی اَر نیوں منّے بان، تیل، بھات، جُھاری، گُھڑچڈّھی، بدائی، سنتّے ار جکڑی کے گیت کئی کئی بریاں سُنّ کے باد ہو لئے تھے۔ بچپن مینھ جِب میری ماں کہندی اَک کوئے منّے ایک بریاں میرا گام دِکھا دیو تو میں نیوں سوچدا، اَک اِسا کے تھا اُڑے ؟۔ جو میری ماں تڑپیا کرے تھی۔ اَر پھیر جِب میں دو بریاں اپٹا گام دیکھنّ ہریانّہ گیا تو بیرا پاٹیا اَک کیوں تڑپیا کردی۔ 2013 مینھ انوپ لاٹھر گیلیاں دوستی ہوئی اَر نیوں پاکستان مینھ ہریاٹوی زبان کی ترویج اَر تحفظ ، ثقافت و ادب کی بڑھوتری اوڈھٹا بچھوٹا بنّ گیا۔انوپ لاٹھر نیں ہریانّہ مینھ ہریاٹوی ثقافت کی دیکھ ریکھ اَر بدھاوے واسطے جو آدرمانّ دیا جاوے سے ، اُس کا بھی کوئے حساب کونی۔ انوپ لاٹھر نیں ہریاٹوی فلماں کے ہیرو کی حیثیت تے کام شروع کریا۔ اُن کی فلم "لاڈو بسنتی" نیں پورے ہریاٹے مینھ کامیابی کا اِسا لٹھ گاڈیا کے اُس کا ریکارڈ آج تئیں کوئے دوسری فلم نئیں توڑ سکی۔ کروکشیتر یونیورسٹی میں انوپ لاٹھر کا شروع کریا ہوا پروگرام "رتناولی" اُس کے ریٹائر ہونّ کے بعد بھی چالّن لاگ رئیا سے۔ میں اس معاملے مینھ گھٹا ء بھاگوان ثابت ہویا ہوں اَک نوھرہ جیسی تنظیم گیلیاں جُڑ گیا۔ راٹا تصویر کی شکل مینھ ایک مدبّر، باوسیلہ، معاملہ فہم، زیرک اَر مخلص دوست مل گیا۔

اَر ھم نیں فیر پاچھے مُڑ کے نئیں دیکھیا۔ اپنڑی ماں بولی نیں پورے پاکستان مینھ متعارف کروانڑ واسطے جو ہو سکے سے کر رے ساں۔ ادبی کانفرنس، مشاعرے، سہ ماہی میگزین کی اشاعت اَر ہریانڑوی قاعدے کا بنڑنا کسے ایک آدمی کا کام تو ہو ء نی سکدا۔ نوھرہ کی جتنی بھی ٹیم ہے وا جمائے مخلص، بے لوث ار محنتی ہے۔ اتنے تھوڑے وقت مینھ ھم نیں اتنا زیادہ کام کر لیا سے تو یو سب ٹیم ورک کا نتیجہ سے۔

جِب کوئے نئی زبان وجود مینھ آوے ہے تو اسکا گھنکھرا حصہ ترجمہ کی شکل مینھ مڑے ہے ۔ ایب مسئلہ بڑیا اَک ہریانڑوی کا بوہت سارا ادب تو دیو ناگری مینھ ہے۔تو 2019 ء مینھ مئے اپنڑی ماں بولی کے بدھاوے کھاتر دیوناگری بھی سیکھ لی۔ بھلا ہو انوپ لاٹھر کا اَک اُنھاں نیں ڈاکٹر بلجیت دھول کی کتاب "ماٹس کڑے گئے" (جو ہریانڑوی معاشرے کے مسائل پے لکھے گئے ڈرامیاں پے مشتمل ہے) میرے تے بھیجی۔ مئے پڈھی تو جی کریا اَک اس کا ترجمہ پاک ہریانڑوی مینھ ہونڑا چاہیے۔ بلجیت بھائی کا انتہائی شکرگزار ہوں کہ اُس نیں Adaptation کی اجازت بھی دے دی۔ اس کتاب مینھ ان ڈرامیاں کے ترجمہ کے علاوہ اردو ادب کے بڈے نامی گرامی لکھاری منشی پریم چند، راجندر سنکھ بیدی، رابندناتھ ٹیگور ار امرتا پریتم کے افسانیاں کا ترجمہ بھی ہے۔

ادب کا ایک معمولی پڈھیا ار سیکھیا ہونڑ کے ناطے مئے اپنڑی ماں بولی کی خدمت مینھ نذرانے کے طور پے اپنڑی کوشش پیش کر دی ہے۔ ایب تھامیں پڈھ کے اپنڑی رائے دیو گے تو بیرا پاٹے گا اَک میں کتنا کامیاب رہیا۔ میں اپنڑی گھر آلی اَر بالکاں کا بھی مشکور ہوں جنھاں نیں ہریانڑوی کی خدمت کردے ہوئے میرا گھر تے باہر رہٹا ، گھر مینھ رہندے ہوئے اُن تے دور رہٹا برداشت کریا اَر میری حوصلہ افزائی کری۔ نوھرہ کی پوری ٹیم کی سپورٹ بِنا یو کتاب نہ تو پوری ہووے تھی اَر ناں چھپ سکے تھی۔ تصویر بھائی کا تو دیٹا دیا ء نی جا سکدا ۔ جِس نیں اس کتاب کی اشاعت مینھ دامے، درمے، سخنے میری مدد کری۔

آخر مینھ بس اس بات پے ختم کروں سوں اَک اس کتاب مینھ جو غلطیاں ہوں گی وہنھ میری کوتاہی اَر نکے ہونڑ کی وجہ تے ہوویں گی ار میں پہلے ء اس پے معذرت کر لیوں۔ اَر جے پسند آجے تو میری بھلی قسمت۔ آخر مینھ بس یا ء بات کہوں گا۔

مٹھے مٹھے بول، اپنڑی ماں بولی مینھ بول۔

اختر مرزا

جنرل سیکریٹری، نوھرہ پاکستان۔ مدیر۔ نوھرہ میگزین

نومبر 2022

چالو ریلی مینھ

کردار	
چوکیدار	منادی کرنڑ آلا
دوپھا	پڑوسی
بوڈڑا	چودھری
ماں	چودھرنڑ
بلو	چھوٹا چھورا
ماما	ماں کا بھائی
ماسٹر	پڑوسی

چوکیدار: او جی، چودھریو۔ تڑکے نیں اتوار نیں۔۔۔۔۔۔

دوپھا: رے۔ تڑکے نیں اتوار تو کونی.

چوکیدار: او۔ پرسوں نیں تو ہو گا۔

دوپھا: رے پرسوں نیں بی کونی۔

چوکیدار: او ۔ کدے تو ہوگا۔ کیوں بچلاوے سے۔ او جی چودھریو۔ کل نیں گام آئی بڈی تھائی آگے ٹریکٹر ٹرالی، پھور ویلر کھڑے پاویں گے۔ جس نیں ریلی میں جاناں ہو۔ بگ جیو۔ چودھریو۔

دوپھا: کیوں ۔ ریلی آلے سگائی کرواویں گے؟

چوکیدار: اچھیا۔ توں ان کے بھروسے بیٹھیا سے کے۔ جاناں ہو بگ جیو۔ کیوں چبولی کرے۔ کیوں بھئی؟

دوپھا: کے کردے گا؟

چوکیدار: کیوں بھئی، لٹھ کے نہیں باندھ کے لے جیوں گا۔
باہر چودھری نے سے۔ گھراں نیوں بی کونی پوچھدے، روٹی کھاوے گا کہ نئیں۔

ماں: ہے رے بلو۔ بلو ۔ رے

بلو: ہاں ماں۔ کے کہہ سے؟

ماں: رے تیرا بابو کڑے گیا؟

بلو: ہے ری ماں۔ وا تو ریلی میں گیا

ماں: دیکھیجے مرٹے نیں۔ نیوں نی سوچیا۔ گھراں کام کوٹ کرے گا۔ ار آج تو پاٹی کا وار ابی تھا۔ ار اوڑے ریلی میں چال گیا۔

بلو: اور بھتاؤں ری ماں۔ آج نی۔.... میرا بابو۔.. وا کریم کی بہو سے نی۔ اس کھاتر دکان پے تے سبجی لے کے آیا۔

ماں۔ اچھیا رے! آٹ دے آج تو۔ بیج مرٹا۔ جے ہمیں تو کچھ منگوا لیاں۔ تو اسکے گوڈے پانی پڑ جے سے۔ ار لوگاں کھاتر پھرے ساگ ڈھونڈا۔ ار تنے کے بھتاؤں بیٹا۔ اس کریم کی بہو نیں تو۔۔۔ میری چھاتی میں گھا کر را کھے سیں۔

بلو: آں ری ماں۔۔۔۔۔۔ اِسا کے کر دیا۔

ماں: رے بیٹا۔۔۔ اتنے گھراں، آئے سال۔۔۔ اسّی اسّی منٹ گڑ ہویا کردا۔ ار گھراں پچاس منٹ تے اوپر کدے نی آیا۔

بلو: آں ری ماں۔۔۔ باقی تیس منٹ گُڑ کڑے جایا کردا؟

ماں: رے۔ کریم کے۔ اور کڑے۔

بلو: "اچھیا۔۔۔۔ ٹھیک۔۔۔۔"

ماما: "بِلّو۔۔۔۔ رے بِلّو۔۔۔۔۔ سے کے گھراں؟"

ماں: "دیکھیے رے بیٹا۔۔۔۔۔کون سے؟"

بلو: "سلام ،ماما۔۔۔۔۔۔ اے ری ماں۔۔۔۔یو تو میرا ماما سے۔"

ماں: "آں رے مومن۔۔۔۔۔آج کیو کر آیا رے۔"

ماما: "اے میں تو اڑے ریلی میں آیا تھا۔سوچیا۔۔۔لے بے نیں پھیٹ جاؤں"

ماں: "ٹھیک کریا رے۔۔۔بھائی۔۔۔ہاں رے۔۔۔۔ گھراں سارے راجی کھوسی؟"

ماما: "ہاں بے بے۔ جماں موج ہو ری سے۔۔۔۔اپنی سنٹا۔۔۔۔"

ماں: "ٹھیک سے بھائی۔۔۔بلو رے۔۔۔ نیوں کر۔۔۔۔۔جا۔۔ پروین ہور کے تے دودھ لیا۔تیرے ماے نیں چاعپیاواں گے۔"

بلو: "ماں۔۔۔ ان گیلیاں تو میری لڑائی ہو ری سے۔"

ماں: "ہے رے۔۔۔۔ راجو ہور کے تے لے آ۔۔"

بلو: "ہے ری ماں۔۔۔۔ انے نیں تو کروائی تھی۔"

ماں: "رے۔۔پھیر کسے ہور کے تے لے آ۔"

بلو: "ہاں ری ماں۔۔ ایک بات بھتا۔۔۔جو کوئے اسنے لیٹ آ جے کرے۔۔۔۔تو آپاں کے دے آکراں ساں۔؟"

ماما: "ہاں اے بے بے۔۔۔۔ چاء نیں تو رہنڈ دے۔۔ایک وا تیری بھتیجی ۔۔بیاہنڈ جوگی ہو ری سے۔۔بے بے۔۔۔ کوئے ٹھیک سا۔ گھر۔ ور بھتا نیں۔"

ماں: "ہاں رے۔ کیسا ک دیکھے سے؟؟؟"

ماما: "بے بے۔۔ بات نیوں سے۔۔۔ گھر مینھ سب کا سلوک ہو۔۔۔سارے نوکری پہ ہوں۔۔۔ار گھر مینھ ایک کی چالدی ہو۔"

ماں: "آں رے بلو۔۔۔۔۔ بھائی کوئے سے رے ایسا۔۔؟؟؟"

بلو: "بِھری ماں۔۔۔۔ ایسا کام تو تھاٹے مینھ ء پا سکے سے"

ماما: "رے توں کونی چپ ہوندا۔۔۔۔چے بے بے ۔۔ نیوں ہو۔چھورے نیں اھے تو کلّے آندے ہوں۔۔۔۔ناں گھراں ماں ہو۔ ارناں بابو۔بٹیوو۔ ایکلا ہو جے تو اچھا سے۔۔"

ماں: "آں رے بلو۔۔۔۔ سے کوئے ایسا۔؟؟؟؟"

بلو: "اپٹا ڈیرے آلا بابا۔۔"

ماں: "رے گاڈٹ جوگے۔۔۔۔سارا دن الٹا بولے گا۔۔۔۔۔رے بھائی مومن۔۔۔ اس کی باتاں کا برا نا مانئیے۔ یو تو سے ء نی۔دیکھ بھائی ۔۔۔ نیوں کہیا کریں سیں۔ چراٹیے کے۔ ار بالک کھلاٹئے کے۔ ار سگائی کراٹیئے کے۔۔۔ سداء جوت لاگیا کریں سیں۔ ہم نیں کیاں نیں بیچ مینھ باڑے سے۔۔۔۔ہم نیں تو ایک پڑوسی کی کروائی تھی۔۔۔۔۔ویں ء گام میں تے کاڈھن نیں ہو رے سیں۔"

ماما: "اے بوہت جگہ جا لئے۔۔۔۔ کتے نی سوت آئی۔"

ماں: "رے بوٹے بھائی۔۔۔۔۔بھائی ملتان کانی دیکھ لئے۔ بھتیرے چھورے سیں۔"

ماما: "اچھیا۔۔۔ بے بے۔۔۔ چالوں سوں۔۔۔۔ لے پانچ رہیئے۔۔"

ماں: "رے۔۔۔ آج آج تو رہ جا۔۔"

ماما: "اے بے بے۔۔۔۔ کیاں نیں۔۔۔۔۔ او ریلی آئے کا پھور ویلر سے۔ اس میں جاؤں گا۔بھاڑا بچ جے گا۔۔۔(چلیا جے سے)

ماں: "اچھیا بھائی۔۔۔ میری بھابھی ہور نیں دعا سلام کہیے ۔۔۔۔ار بالکاں کے سر پچکارئے رے۔۔۔بلو۔۔۔ میں ڈانگراں نیں نیار دے آوں۔توں اڑے رہیئے۔۔۔۔(چلی جاوے سے)

بڈھا: "بلو۔۔آ بلو۔۔نیوں کر بیٹا۔۔۔ ایک چاء کی گھونٹ کرلیا۔۔۔جَماں جاڈّا چڑ گیا۔"

بلو: "چاء۔۔ تنّے میری ماں پیاوے گی کوفی۔۔۔۔۔۔لے۔ وا آگی۔"

ماں: "بیج مرٹے۔۔۔۔۔۔تنے سرم نی آئی؟؟؟کھا کے تین روٹ۔۔۔ ہو کے ٹیر برگا۔توں پھور بیلر مینھ جا بیٹھیا۔۔۔تنے نیوں نی سوچیا۔۔ گھراں کام کونْ کرے گا۔۔"

بڈھا: "رے میں کیاں نیں جاؤں تھا۔۔۔۔واجمال نیوں بولیا۔۔۔چال تاؤ۔۔۔پھیر منے بی نیوں سوچیا ۔۔ اَک ایک کھلّ کی بوری لے آئیے۔۔۔بھاڑا بچ جے گا۔"

ماں: "ہوں۔۔ توں بچت بینک۔۔۔۔کڑے سے ویں بچے ہوئے۔"

بڈھا: "گام تے لکڑے ء تھے۔۔۔تھام کے پھور ویلر۔۔ گائی لاگے کرنْ۔۔بھاڑے تے بی جیادا لے گے۔۔"

ماں: "جیادا لے گے۔۔۔ارتیرا کامبل کڑے سے۔؟؟؟"

بڈھا: "رے تنے کامبل کی پڑ ری سے۔۔۔منے جان مساں بچائی۔۔۔۔، دنگل پاٹ گیا۔جماں ہاتھ میں تے لے گے کھینچ کے۔ ارپگڑی کی سنْ لے۔ آندے ہوئیں بھیڑ ہوگی۔کھڑے کھڑے اونگھ آئی۔ سیامی کی ہوا تھی۔ جماں پھوڑ دئیے ۔ ایک کیکر میں کھنڈکاٹنگ گیا۔"

ماں: "کیوں۔تیرے پے رکوایانی جاوے تھا۔"

بڈھا: "رے ہاتھ تو بھتیرے مارے۔ پھیر کھڑکا میں ءسٹیا کونی۔ لاوڈ سپیکر لا رے تھے۔"

ماں: "دیکھ، کڑے بھاگ میں دھریا تھا۔۔۔۔۔ روٹ برگا کا مبل تھا۔ میں تو بلو کے چھوچھک میں لیائی تھی۔ بھتا، کے لیٹ گیا تھا؟

بڈھا: "رے میں کیاں نیں جاؤں تھا۔ گام میں تے تو نیوں لے جیں گے۔ جٹوں جنیت میں لے جیں گے۔ گام تے لکڑدے ۔ اتنے نعرے ماریں سیں۔ اتنے نعرے ماریں سیں۔ جے ایب کوئے نیوں پوچھ لے۔ روٹی کھاوے گا؟ رے، پھیربی مونھ میں تے نعرے ءلکڑیں سیں۔"

بلو: "بابو، توں پاگل تھا؟ تنے اوویں گلا پڑوایا۔ ۔۔۔ جب ویخ نعرے ماریں تھے۔ تیں بس ہاتھ ہاتھ ٹھائیں جاندا۔"

بڈھا: "رے ٹھائے تھے ہاتھ بی۔ پچھلی ریلی میں۔ ۔۔۔کسے نیں گھڑی کھول لی تھی۔"

ماں: "نیوں کرئیے روٹی کھا کے نیں۔ ۔ مہینساں نیں کھول لئے۔ ۔۔ میں پانی لائیوں سوں۔"

ماسٹر: "تاؤ جی۔۔۔ سلام ۔"

بڈھا: "سلام بھائی۔۔۔ ماسٹر۔۔۔ اور سٹا، کے گیان سے۔"

ماسٹر: "ٹھیک سے تاؤ، توں بی ڈھیلا ساء ہو ریا سے۔ کے بات؟"

بلو: "کیوں ماسٹر جی۔۔۔۔ پہلاں کونسا کس راکھیا تھا؟"

بڈھا: "ہاں بھائی ماسٹر۔۔۔۔ ریلی میں گیا تھا۔ ٹھنڈ سی لاگ گی۔"

ماسٹر: "تاؤ۔ لوگ تو پاگل ہو رے سیں۔ بھتا کے لیاویں سیں۔ گھر کا کام کھوویں۔۔ ار سارا دن بھوکے مریں۔"

بڈھا: "رے جماں سہی کہہ سے۔۔۔۔ گھراں ء تے کھا کے گئے تھے۔ ۔کسے نیں پاٹی بی کونی پوچھیا۔"

بلو: "کیوں، پاٹی پوچھن نیں کہ اوڑے گاں لے کے جا رے تھے؟"

ماسٹر: "ار،تاؤ۔۔۔ ان لیڈراں نیں تو کھاٹ تے مطلب سے۔۔۔ جوٹسیاں کی سرکار آ جے سے۔ ان نیں تو توڑا ء نی۔ نوکری پے لوآندے ہویں، ہٹواندے ہویں، تھانے میں پکڑواندے ہویں، چھٹواندے ہویں۔ ساری ہاٹ ء کھاویں سیں۔"

بڈھا: "سہی بات سے بھائی۔۔۔۔۔ یاد سے؟ او بھرتو کا چھورا، دو کلے گہنے دھر کے پولیس میں لاگیا تھا۔ ار مہینے پاچھے ہٹا دیا۔ بچارے پے، ناں دھرتی رہی، ناں نوکری ۔۔ ار بھائی، پیسے تو کڑے تھے۔"

ماسٹر: تاؤ۔۔۔ ایکلا بھرتو کا کونی تھا۔۔۔سترہ سو پولیس آئے تھے۔۔۔ 485 نہری پٹواری تھے۔ 85 تھانیدار، ار 95 ایکسائج انسپکٹر۔۔۔۔۔ انکا تو نیوں ء دھندا سے۔ تاؤ، پیسے لیویں سیں ، ار لا دیں سیں۔ اگلی سرکار آوے تو ہٹا دے سے۔ اوراں پے تے پیسے لے کے ان کی جگہ انہاں نیں لا دیں سیں۔ ان تے اگلی سرکار آ کے ان نیں ہٹا دے گی۔ آپاں تو کاندیچ ار کھودیچ آرے ساں۔

بڈھا: ار ماسٹر بھائی۔ توں پڑھیا لکھیا سے۔ ایک یو اکھباراں میں ہالواں کھانڈ کے سے؟

ماسٹر: او تاؤ۔۔۔۔۔ ہالوا کھانڈ کونی۔۔۔۔۔۔۔ یو حوالہ کانڈ سے۔۔ تاؤ، اس میں دیش کے بڈے بڈے لیڈر 65 کروڑ روئے کھا گے۔

بڈھا: بھائی یو تو آپے حلوا۔ کھانڈ ہوگیا۔۔۔۔ اتنے پیسے کھا کے تو روج ء حلوا کھاویں گے۔

بلو: ایک بات سے بابو۔۔۔۔۔۔ حلوا بی حلوا ہووے سے۔ گھٹی میں کو نیوں اترجے سے۔ جس طریوں لنگڑا آدمی پیڈیاں میں کو اتریا کرے سے۔

ماسٹر: "رے آہو۔ سن لی۔ ارتاؤ، ان ریلی آئیا کی سن لے۔ یہنہ ریلی کریں سے نری تھیلیاں کے مارے۔"

بلو: "ارماسٹر جی۔۔۔۔ لوگ کوٹسے ریلیاں میں جاویں سیں۔ وینھ اتے کام جاویں سیں۔ میرا ماما جماں چھورے دیکھدا پھرے سے۔"

ماسٹر: "ارتاؤ۔۔۔۔ تھم نے یا بات تو سنی ہوگی۔ پھلانا وجیر تولیا۔۔۔ اتنی تھیلی چڈھی۔۔۔ ار بھتیری مالا گھالی سیں۔ ایک ایک ریلی میں پانچ پانچ۔ سات سات لاکھ بنا کے لے جیں سیں۔"

بڈھا: "رے سہی ء کہوے سے۔۔ دیکھئے اتنے گام آئے چھوٹو نیں گیارہ ہجار کی مالا گھالی۔"

ماسٹر: "دیکھ تاؤ۔ اس چھوٹو کی دوائیاں کی دکان سے۔ ار ساری نقلی را کھے سے۔ ناں اسکی پکڑ دھکڑ ہوندی۔ ار اوویں کونی کوئے مالا گھالدا۔"

بڈھا: "رے ۔ یا تیری بات سہی سے۔ ایب کے ہم نیں گہیوں میں تین تین سپرے کر لئے۔ جڑی بوٹیاں کا ایک بی پیڈا کونی مریا۔"

ماسٹر: "تاؤ۔۔۔ یو مالا کونی مرٹ دیندی"

بڈھا: "رے بھائی ماسٹر۔۔ بیٹا۔۔۔ ایب ہم کے کراں۔۔۔۔۔ مہاری تو کچھ بی سمجھ میں کونی آندا۔"

ماسٹر: "تاؤ۔۔۔ ایب بی سمجھ جو۔۔۔۔۔ کچھ نی بیگڑیا۔۔۔ اور نہیں تو آڑے تو پھیر یو ء حال ہوگا۔"

"ریلی کریں تھیلیاں کے مارے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اکھٹے کرنا چاہویں نوٹ۔"

"ایک دوسرے کی کاٹ کریں۔۔۔۔۔۔ تلے سے ان کی ایک گل جوٹ"
گھپلے گھوٹالے اور ہتھیا کریں۔۔۔۔۔ انکا مقصد کرسی پانا
سیوا کراں سماج کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یو سے انکا ڈھونگ پرانا

بکھت کی مار

کردار	
1 ۔ بڈھا	چودھری
2 ۔ کالا	چھوٹا چھورا
3 ۔ پھولو	بڈا چھورا
4 ۔ ڈاکٹر	دوسرے گام تے۔ پرائیویٹ
5 ۔ ماسٹر	پڑوسی
6 ۔ شرابی	پڑوسی

بڈھا: (بیمار پڑیا سے) ہاے ۔ مرگیا رے۔۔۔۔ ہائے مرگیا۔۔۔۔بیرانی یو تاپ سے کہ اور کمیں۔ جماں کسے ٹیم بی کونی اتردا۔ ایسا کہ گیل لے کے جاوے گا۔ ہائے۔۔۔۔ ہائے۔۔۔۔۔ ار ایک یو چھورا۔۔۔۔بیرانی کت چال گیا۔
کالے۔۔۔۔۔ آکالے رے۔۔۔ کونی سنڈا کے؟

کالا: کے کہوے سے بابو؟

بڈھا: رے کڑے جا رہیا تھا۔۔۔؟

کالا: بابو۔۔۔۔ اڑے ء تھا

بڈھا: رے۔ بابو تو اڑے ء تھا۔۔۔ توں کڑے جا رہیا تھا۔؟

کالا: بھتاؤں بابو۔۔۔۔۔۔ میں تو منیر کے جا رہیا تھا۔

بڈھا: کیوں؟ ۔۔۔۔ اوڑے کے کرے تھا؟

کالا: منیر کے چھورے کی چھ مائی تھی

بڈھا: رے ۔ چھٹی ہو گی

کالا: بیرانی ۔ اوبی بابو۔۔۔۔۔۔ حلوہ کر راکھیا تھا۔

بڈھا: اچھیا۔۔۔ یو ہاتھ میں کے لے رہیا سے؟

کالا: "بابو۔۔۔ یو تو پجامے کے ٹانکی لاؤں سوں۔"

بڈھا: "رے یو کڑے پڑوایا؟"

کالا: "بھتاؤں بابو۔۔۔۔۔۔ رات نیں ویڈیو دیکھن گیا تھا۔۔۔ گمین پہ بیٹھیا تھا۔۔۔ کاٹڑا چاب گیا۔"

بڈھا: "رے بے سورے۔۔۔ تیری ماں تی دیدے۔۔۔ وا سیم دے گی

کالا: میری ماں۔۔۔؟ وا تو تڑکے آئی میں، میرے ماما کے گئی۔"

بڈھا: رے دیکھ۔۔۔ اسکی جماں سرم اُتر گی۔۔۔۔۔۔۔ اس نیں نیوں کیونی سوچیا۔۔۔ ایک تو میں بیمار پڑیا۔۔۔ ار تین دن ہوگے۔۔ یو سارا گھر ٹپکن لاگ رہیا۔۔ رے وا اوڑے لین کے گئی سے۔؟

کالا: بیرانی بابو۔۔۔۔۔۔ وا تو نیوں کہوے تھی۔۔۔۔۔ ایک تو بھائی کا بیرا لے آوں گی۔ ار پھیر گام کے روکھ دیکھیں کئی سال ہوگے

بڈھا: رے روکھ دیکھن نیں کہ وا۔ اونٹنی سے۔

کالا: منے نی بیرا؟

بڈھا: رے وا کمیں آنْ۔ جانْ کی کہوے تھی اک نہیں۔

کالا: بابو۔۔۔ وا تو نیوں کہوے تھی۔۔۔ تھم نیں ایب بیرا پاٹے گا۔ جب ڈھکٹی میں چون گھالیں پھرو گے۔

بڈھا: اچھیا رے۔۔۔۔۔

کالا: پھیر بابو۔۔۔ میں نیوں بولیا۔۔۔۔۔ ہم میرے بابو نیں ہٹ کے بیاہ لیاں گے۔

بڈھا: پھیر وا کے بولی رے؟

کالا: نیوں بولی۔۔۔ آہو۔۔۔۔۔میں آگی تھی ار تیرے بابو کا بیاہ ہوگیا تھا۔۔۔۔۔ نئی تو تھارے تو کوئے سگائی آلابی کونی آوے تھا۔

بڈھا: رے مارے تھی بکواس۔۔۔۔۔۔دیکھ بیٹا۔۔۔۔ سگائی آئیاں کی تو نیوں لین لاگی رہیا کرے تھی۔۔ جس طریاں تکڑی سی مہینس پہ گاہک آیا کریں سیں۔ ار میرا تو ناس۔ تیرے دادا نیں کریا۔۔۔ نہیں تو میری تو سیدھ ، پادھ سی۔۔۔ ویں لہور آلے پہلاں ء کر گے تھے۔ ار اسی پتاسے برگی بہو آوے تھی میرے۔

کالا: آں او بابو۔۔۔۔ کس کی؟

بڈھا: رے میری ۔۔۔ اور کس کی۔

کالا: اچھیا۔۔۔ منے سوچیا لے۔۔۔

بڈھا: گھٹا نہ سوچے۔۔۔۔ماڑا ہو جے گا۔ ار نیوں کر۔۔۔۔ جا۔۔۔۔ ار ایک گھونٹ چاء کی بٹا لیا۔

کالا: بابو۔۔۔ دودھ تو کونی۔

بڈھا: رے دھار کاڈھ لیا۔

کالا: تنے یرا کونی بابو۔۔۔۔ وا مہینس میری ماں کے ہاتھل پڑ رھی سے

بڈھا: رے پھیر ٹیکا لا لے۔

کالا: او لایا تھا۔ ایک تو ان بجلی آئیا ں نیں کھا لئے۔۔۔۔۔ناں کدے ٹائم پہ آندی۔۔۔۔۔ار اندھیرے میں حساب سا تو آیا نی۔ ار میرے پہ تو واٹیکا جھوٹے کے لاگ گیا۔

بڈھا: تنے جماں سارے الٹے کام کرئیں۔ رے او پھولو کونی آندا کے۔؟ جماں سارا دن ہو گیا۔ اوڑے ڈاکٹر کے رہ لیا۔

کالا: ڈاکٹر کے کونسی تھوڑی بھیڑ ہووے سے۔ پھیر سارے کو پاٹی چڈھ ریا سے۔ آوے گابی۔۔۔۔۔ تنے جماں تول ہو ری سے۔

پھولو: آجو ڈاکٹر صاب۔۔۔۔ آجو

ڈاکٹر: تاؤ جی۔ سلام۔۔کے گیان سے

بڈھا: گیان؟ او تو پرسوں مر گیا۔ ان کا گھر پڑ گیا تھا۔

پھولو: آہو۔ سٹ لی، چپ ہو جا

ڈاکٹر: لے تاؤ۔۔۔۔ گھبراوے ناں۔۔۔ ایک سُوا، لاؤں گا ار ینھ چار گوئی۔۔۔ جماں پھول برگا ہو جے گا۔

کالا: پھول کونسا؟ سورج مکھی کا؟

بڈھا: رے کونی چپ ہوندا؟ آبھائی ڈاکٹر۔۔تیرے کتنے بیسے ہوگے بھائی؟

ڈاکٹر: تاؤ جی۔۔۔ میں بیسے کونی لیندا۔

کالا: کیوں جی؟ تھم کونسے سرکاری ڈاکٹر سو؟

ڈاکٹر: ناں بھائی۔ میں سرکاری کونی۔ رے میں تو پرائیویٹ سوں۔ مھارے تے تو گام آئیاں نیں بیسے کٹھے کر کے نیں ۔ دوائی لیا کے دے راکھی سے۔ ارنیوں بولے بھائی۔ جڑے جڑے پانی چڈھ رہیا سے۔ اوڑے جا کے لوگا ں کی کھدمت کرو۔ ار تاؤ۔۔۔ میں دس گاماں میں جا لیا۔۔ منے تو کتے بی سرکاری ڈاکٹر پایا نی۔

بڈھا: ار بھائی۔۔۔ جے آبی جاندے۔۔۔ پھیر بی کمیں کونی کریں تھے۔

کالا: بابو۔۔۔ جماں بھوک لاگ ری سے۔۔۔۔۔۔ روٹی۔۔۔۔۔

بڈھا: رے روٹی کڑے تھی۔۔۔۔ سارا گام ڈوبیا پڑا سے۔ لاکڑی نہ گوسے۔

ڈاکٹر: اچھا تاؤ۔۔۔میں چالوں سوں۔۔۔۔اور بی دیکھٹے سیں۔۔۔۔ یا دوائی لے لئے۔

پھولو: اچھا بابو۔۔۔ لے میں جاؤں۔۔۔۔ ایک تو ڈاکٹر نیں چھوڈ آوں۔۔۔۔۔ ار کمیں کھاِنْ پیٹ کا بی لے آوں گا۔

بڈھا: اچھا رے بھائی ڈاکٹر۔۔۔۔ تیرا بھلا ہو۔ آ کاٹے ۔۔۔ نیوں کر۔۔۔ گلاس پانی کا دے ۔۔۔ یا دوائی لے لیوں

کالا: لے۔۔۔ پانْی تے چے کتناء لے لے۔۔ بارتْے آگے بھتیرا سے۔

بڈھا: رے پیٹ کا دے دے۔

کالا: بابو۔۔۔ تنے دیکھدا کونی۔۔۔ سارے گام میں تاگڑی تاگڑی پانی کھڑیا سے۔ نیوں بی کونی بیرا۔۔ کڑے سی نلکے کھڑے تھے۔ ار کڑے سی کنویں۔۔۔۔ایب تو یو ءپیٹ کا اریو ءنہانْ کا۔

بڈھا: رے ٹھیک سے بیٹا۔۔۔ تیرا کھوٹ کونی۔۔۔۔۔ یا تو بکھت کی بات سے۔۔۔ سارا گام پانی میں ڈوب رہیا۔ ار ہمیں پھیر بی تسائے مراں ساں رے۔

ماسٹر: تاؤ جی۔ سلام۔

بڈھا: سلام بھائی ماسٹر۔۔۔ آجا۔

ماسٹر: آگے تاؤ۔۔۔۔ اور سُنا۔۔۔ کے سوت سے؟

کالا: ماسٹر جی۔۔۔ سوت کا تو جماں لوگڑ ہولیا۔۔۔۔ایک تو گھر ڈھے پڑیا۔۔۔۔ ساری جیری مرگی۔۔۔۔۔ ار کھیت آلا توڑی کا کُپ ار گام آلا بٹوڑا پانی میں ترکے نیں دور نوڑے۔

بڈھا: رے پھیر ایب کونْسے اُلٹے آویں سیں۔۔۔ رے بھائی کیل نیں گام مینھ پٹواری ار تصیلدار آئے تھے۔ وینھ لوگاں کے ڈھہے ہوئے گھر ار

ڈوبے ہوئے کھیت دیکھدے پھریں تھے۔ وینھ کچھ لوگاں تے دیں گے اک نہیں۔

ماسٹر: تاؤ۔۔۔ کوری بَھکائی سے۔۔۔ کچھ بی کونی دیندے۔۔۔۔ار جب کا پانڑی بی آرہیا سے۔۔۔۔ ان وجیراں کی ار ان اپھسراں کی جماں کا کھ باجیں سیں۔ کیوں جے اوپر تے بھتیرے پیسے آویں گے۔۔۔۔ تلے ان نیں دنڑے کونی۔۔۔۔۔ان نیں کھاڑ نیں مل جیں گے۔۔۔۔تاؤ۔۔ تنے کے بھتاؤں۔۔۔ 567 کروڑ تو سنٹر گورنمنٹ نیں دیئے سیں۔ ار 130 کروڑ دیئے صوبائی گورنمنٹ نیں۔ ار ایک ایک مہینے کی سارے ملاجماں کی تنکھا کاٹی۔ ار باہر آئیاں نیں بی بھتیرے دیئے۔ پھیر آپاں نیں کچھ نی۔۔۔۔۔ار جو دیں گے بی تو اتڑے اتڑے آدمیاں نیں۔ ۔۔ ان کے نقصان ہو رے ہوں چہ ناں۔۔۔۔

کالا: سہی بات سے۔۔۔ سرپنچ کے بھائی کے گھر وینھ جماں تریڑبی کونی آ ری۔۔۔ ار وینھ بی پیسے لے گے۔۔

بڈھا: بھائی ماسٹر۔ وائے بات سے۔۔ آندھا بانڈے سیرنی ۔ ار اپ آپڑیاں نے دے۔

پھولو: سلام ماسٹر جی۔۔ لے بابو۔۔ روٹی کھا لے۔۔ لے رے کالے۔۔۔

بڈھا: رے روٹی کڑے تے لیایا۔؟

پھولو: بابو ۔۔ وینھ اتنے گام آئے سیں۔۔ وکیل ہور۔۔۔۔ جوڑ سے ملتان رہویں سیں۔ ویں ایک رکشا بھر کے لیائے تھے روٹیاں کا۔۔۔ سارے گام میں بانڈ دی۔ ار کیل نیں بی لیاویں گے۔

ماسٹر: تاؤ۔۔یو سہی کہے سے۔۔ لوگاں نیں لوگ بچائے سیں۔۔۔ جڑے کو پانڑی کونی چڈھ رہیا تھا۔۔۔ ان لوگاں نیں ۔۔ روٹی، کپڑا، اردوائی اکٹھی کر کے ۔ ار جڑے کو پانڑی چڈھ رہیا تھا۔۔۔۔۔ اوڑے جا جا کے لوگاں کی کھدمت کری سے۔ ۔۔۔ تاؤ۔۔ سرکار کے بھروسے تو کدے کے مر لیندے۔

شرابی: رے آج کس نیں مارے سے۔۔۔۔۔ سلام ماسٹر جی۔۔۔۔

بڈھا: رے توں آج بی پی رہیا سے۔؟

شرابی: کیوں تاؤ؟ آج کونسی سی موس سے؟

بڈھا: رے تیری تو کدے نی ہوندی۔۔۔۔۔ توں تو روج ءپیوے سے۔

شرابی: روجھ کڑے پیوں سوں تاؤ۔کے ہوگیا جے ہفتے میں پانچ سات دن پی لیا ساں۔

بڈھا: رے ہور کے ہفتے میں بیس دن ہوویں سیں۔۔ اس پانڑی کے بارے مینھ بی سوچ لیو کمیں۔

شرابی: پانڑی نیں تو ایک دن میں ٹھوا دیوں گا۔

بڈھا: رے نیوں کس طریاں؟

شرابی: تاؤ۔۔ نیوں کر ۔۔۔ سارے پانی کی دارو بنوا دے۔۔۔۔۔۔ ار سارے گوشیاں کے سموسے بنوا دے۔۔۔۔ جماں سارا کچھ ٹھوا دیوں گا۔۔۔

بڈھا: رے کمیں سوچ لے۔۔

شرابی: (روندے ہوئے) تاؤ۔۔۔۔ سوچ کے نیں پیوں سوں۔۔۔۔۔ کھیت مینھ جاؤں۔۔۔ کھیت کانی نی دیکھیا جانداا۔۔۔پندرہ کلے جیری کے ایب بی پانی میں ڈوب رے سیں۔ ان میں کٹک بی کونی

بوئی جاندی۔۔۔۔۔ ار گام مینھ آوں۔۔۔ گھر کانی نی دیکھیا جاندا۔۔۔ میری آنکھیاں کے آگے۔۔۔ میرا گھر پڑ گیا۔۔۔۔ تاؤ۔۔۔ تین مہینس کاندھ تلے دب کے مرگی۔۔۔۔ گات میں آگ لاگ جے سے۔۔۔۔ اس آگ نیں بجھاؤ کھاتر گھونٹ لے لیوں سوں۔۔ نئیں جے دارو پیؤ کا چاء کونی ۔ (روندا ہویا بیٹھ جے سے)

بڈھا: رے بیٹا۔۔۔۔ مالک نیں کردی۔۔۔۔ کسے کا کھوٹ کونی۔

شرابی: ناں تاؤ۔۔۔۔ مہارا کھوٹ سے ۔۔۔ جس نیں جیری لائی۔

بڈھا: رے کے کراں بھائی۔۔۔۔۔ یا تو بکھت کی مار سے۔۔۔۔ جس طریاں بی آدمی پہ بکھت پڑ جیا سے۔۔۔۔ واتو کاٹنا ء پڑے سے۔۔

شرابی: سہی کہوے سے تاؤ۔ مالک نیں پہلاں تو سوکا گیر کے مارے۔۔۔۔ لوگ لہور تئیں جا کے تین تین ہجار کے ڈرام تیل کے لے کے آئے۔ اتنے کھرچے کر کے جو جیری بنائی ۔ مالک نے وائے کھوس لی ۔ ارجے کسے کی بچی ، وا بیماری نیں کھا لی۔

بڈھا: بھائی ماسٹر۔۔۔ بکھت گھٹا جور آور ہووے سے۔ جوٹ سے جوہڑ کا کدے پانی نہ پیا ہو۔ کے بیرا کدے اسکی گارا کھانی پڑ جے۔ بھائی۔ کسے کا کھوٹ کونی۔۔۔ ایب تو یا بات سے۔۔

اسی مصیبت بھاری آگی۔۔۔۔۔۔ گھر تے کر دئیے باہر۔

کسے کا کسور نہیں۔

یا سے بکھت کی مار۔۔۔۔۔ یا سے بکھت کی مار

کھتم تماشہ دارو کا

کردار

-چوکیدار	منادی کرنٹ آلا
2 ۔شرابی	چودھری
3 ۔ماں	چودھرنٹ
4 ۔کرمو	چھوٹا چھورا
5۔چاچی	پڑوسنٹ
6۔ماسٹر	پڑوسی
7۔پولیس آلا	
8۔حوالدار	

چوکیدار: او جی چودھریو۔۔۔۔۔۔ ایک جولائی تے سارے علاقے میں دارو بند ہو جے گی۔۔۔۔جو کوئے داروئے پا گیا۔ اس نیں پولیس پکڑ کے لے جے گی۔ دو ہجار روئے جرمانہ ارتین سال کی قید ہووے گی۔

کرمو: رے چوکیدار۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیاں کا گیوا دیوے سے؟

چوکیدار: او تنے نی بیرا۔۔۔۔ دارو پے جوت باج رہیا سے۔

کرمو: یا تو جماں سہی بات سے۔۔۔ نیوں کریے۔۔۔ سارے گام میں کو اعلان کر دئیے۔

ماں: کرموں۔۔۔۔۔ اے رے کرموں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کرموں: کے کہوے سے ری ماں؟

ماں: رے گاڈنٹ جوگے۔۔۔۔۔۔۔۔ توں ایب لگ اَڑے ء پھرے سے۔ کھیت مینھ نی گیا؟

کرموں: بھتاؤں ری ماں۔۔۔۔ جب میں جاؤں تھانی۔۔۔۔۔۔۔۔منے وا سلیم کی بہو مل گی

ماں: دیکھ ۔۔۔ کیو کر ٹوٹن نے ہو رہیا سے۔۔۔ پھیر

کرموں: پھیر وانیوں بولی۔۔۔آں او۔۔۔ مہاری برسین کٹوا لیا نیں۔

ماں: پھیر تو ۔۔ توں کٹوا لایا ہو گا؟

کرموں: اچھیا۔۔۔۔ وا کہہ دے۔۔۔ ار میں ناٹ جیوں۔

ماں: پھیر تو بیٹا۔۔۔ گنڈاسے میں بی کٹوائی ہوگی

کرموں: آہو۔۔۔ تھارا بی تو ڈر رہوے سے۔۔۔۔ تھم لاگن دیو سو کسے کے گنڈاسے دھورے؟

پڑوسن: اے کرموں کی ماں۔۔۔۔۔ سے کے گھراں؟

ماں: اے بھیتر آ جا۔۔۔ کونسی سے؟۔۔۔آں اے بے بے۔۔۔ آ ج کس طریاں آئی سے؟

پڑوسن: اے بے بے۔۔۔۔ میں اڑے بھوری ہور کے آئی تھی۔۔۔۔ سوچیا۔۔۔ لے آئی اوئی بے بے نے پھیٹ جاؤں۔ اریو کرموں کا بابو کڑے جا رہیا سے۔

کرموں: آں ری چاچی۔۔۔۔ ایک بات پوچھوں؟

پڑوسن: چے بھائی دو پوچھ لے۔

کرموں: توں میرے بابو نیں کیاں تے پوچھے سے؟

پڑوسن: لے اے۔ گاڈن جوگا۔۔۔بول ۔ منے کے کروانا سے اس پے۔

ماں: اے یو تو سے ءنی۔۔۔۔۔ اسکی باتاں کا برا ناں مانئیے۔۔۔۔ آں اے۔۔ ساچیوں۔۔ تھارے آلا ایب بی دارو پیوے سے کے؟

پڑوسن: اے بے بے۔۔۔ میں تو نیوں کہوں۔۔۔ جب یہنھ ٹھیکے کھلے تھے جب ء ٹھیک تھا۔ بچ مرٹا۔ پی پا کے۔ واری سبیری گھراں تو آجا کردا۔ ار ایب تو دس دس دن نی گھراں بڑدا۔ بائک نی چیلک۔۔۔ منے تو رات نیں ایکلی نے ایسا ڈر لاگے سے۔

ماں: اور اے۔۔۔۔۔

پڑوسن: اے بے بے۔۔۔ میں تو نیوں کہوں سوں ۔ اسے سرابیاں تے تو۔ کنواری ء ٹھیک تھی۔

ماں: ناں اے۔ کنواریاں کا بی کونی ٹیم پاس ہوندا۔

پڑوسن: آں اے۔ توں نی چالدی؟

ماں: آں اے۔ کڑے؟

پڑوسن: آج گام یہنھ ڈی۔ سی آوے گا۔ کمیٹی بنے گی۔۔۔۔ ساری لوگائی سکول میں کٹھی ہو ری سیں۔

ماں: چال بے بے۔۔۔۔ رے کرموں۔۔۔ بیٹا اڑے رہیے۔۔۔ میں یا آئی تھوڑی وار یہنھ۔۔

(دونوں چلی جاویں سیں۔ ار بابو آوے سے جو شرابی سے)

شرابی: کرموں۔۔۔ رے کرموں۔۔۔ کڑے گیا؟

کرموں: بابو۔ جماں سوکھا دیکھ کے آیا سے۔۔۔ میری ماں ایب گئی سے۔ ار لیا بلا کے نیں لیاؤں سوں۔

شرابی: رے جا بلا لیا۔۔۔ کے آج تک تیری ماں نی دیکھی کدے۔

ماسٹر: رے بارو۔۔۔ توں آج بی پی رہیا رے۔۔۔۔

شرابی: کے بات ماسٹر۔۔۔ آج کو ٹسا روجا سے؟

ماسٹر: رے تیرا تو کدے روجا نی ہوندا۔ روجھ پیوے سے۔

شرابی: روج کڑے پیواں ساں۔۔۔کے ہو گیا۔۔۔ ہفتے ینھ پانچ سات دن پی لیا ساں۔

ماسٹر: رے اور کے ہفتے ینھ بیس دن ہوویں سیں۔ کیوں عجت کا ناس کرے سے؟

شرابی: رے ماسٹر۔۔۔ تنے مھاری عجت میں کیا ں کی کمی دیکھے سے۔ کسے کا دیٹا بے شک ہو۔ لیٹا کونی بھائی۔

ماسٹر: رے دیکھی تھی تیری عجت۔۔۔پرسوں توں گاٹ میں دارو ئیے پڑیا تھا۔ ار کُتے تیرا مونہہ چاٹیں تھے۔

شرابی: بات سن رے ماسٹر۔۔۔ واگاٹ کس کی؟

ماسٹر: بھائی تھاری۔

شرابی: ار وینھ کتے کس کے؟

ماسٹر: بھائی وینھ بی تھارے۔

شرابی: ارمونہہ رے۔

ماسٹر: بھائی تیرا۔

شرابی: پھیر چاٹن دے۔۔۔ تیرے میٹر ینھ کھرچا آوے سے؟

ماسٹر: اور توں کربی کے سکے سے۔؟ اچھا چال ایک بات تو بھتا۔ ایب تو ٹھیکے بی بند ہو گے۔ توں یا دارو کڑے تے لیاوے سے؟

شرابی: رے ماسٹر۔۔۔ ٹھیکے بند ہوئے ہونگے۔۔۔ دارو تو نی ہوئی۔

ماسٹر: توں کہٹا کے چاہوے سے؟

شرابی: رے توں لینٹی کتنی چاہوے۔؟ بول۔۔ ٹرک بھروا دیوں۔؟

ماسٹر: کے کہوے سے ؟۔۔ٹرک رے۔۔۔کے بات؟ پولیس آئے کو نی پکڑدے؟

شرابی: پکڑیں سیں۔۔۔ پھیر پیسے لے کے چھوڑ دے سیں۔ ان کے تو بھاگ کھل رے سیں۔ اچھی دارو کھوس لیں سیں ار پیسے لے کے چھوڑ دے سیں۔ ایک بات بھتا۔۔۔۔جے یہ ڈھنگ سر پکڑدے۔ یا دارو نہیں بند ہووے تھی۔

ماسٹر: رے یا دارو تو بند ہووے گی۔

شرابی: رے ۔نہیں ہوسکدی۔

ماسٹر: رے ہووے گی۔

شرابی: رے یا تو خام خواہی گریب ماری کرٹی تھی۔ یہ بجلیاں کے بل، بیج، کھاد، دوائی، رے ساری چیجاں کے بھاء بدھا دیئے۔ رے اور تو کے، چُون بھی پندرہ روئے کلو آوے سے۔

ماسٹر: بھائی ، یو قیمت دارو بند ہویاں تے کونی بدھی۔

شرابی: اور کیاں تے بدھی سے؟

ماسٹر: پچھلے پانچ سالاں میں اتنے گھپلے ہوئے سیں۔ یہ وجیر پچاس ہجار کروڑ کھا گے۔

شرابی: پچاس ہجار کروڑ ۔ رے۔ ایک بات سے بھائی ماسٹر۔۔۔۔۔ حاجما بگن کا لے رے سیں۔

ماسٹر: حاجما؟ رے یہ تو پیسے تھے۔۔۔۔۔۔ ڈانگراں کا گھاس یھ کھا گے۔ کھادبیھ کھا گے۔ رے اور تو کے۔۔۔یہ تو تار کول بی کھا گے

شرابی: بگن کریں سیں بھائی۔

ماسٹر: ار بات سٹ۔۔۔۔۔۔آج گام میں ڈی۔سی آوے گا۔۔۔۔۔ پولیس آلے پھریں سیں۔ باہر نہ لکڑیے۔۔۔ جو پھنس گیا جمانت لگ نہیں ہووے گی۔

شرابی: رے چال نیں۔۔۔دیکھے نی پولیس آئے۔۔۔۔۔بیس روپیاں میں پولیسیا تھمبویا رہوے سے۔۔۔ ار بات سن۔۔۔ جد کا یو لیٹا دیٹا سا چال رہیا سے۔ جمانت کا کوئے کھے ءنی میرے بھائی۔۔

ماسٹر: چال بھائی، تیری مرجی سے ۔۔۔۔ اچھا پھیر۔۔۔۔

شرابی: اچھا بھائی ماسٹر۔ اوکے۔ بائی بائی۔ ٹاٹا۔ گڈ نائٹ

کرموں: بابو۔ وا آگی میری ماں۔۔۔ماں۔ یو دیکھ۔ یو کھڑیا۔ جماں پھائی برگا ہو رہیا سے۔

ماں: بے شرم۔ شرم تو نہیں آندی ہوگی۔ بیج مرٹے۔ دس دناں میں گھر انس بڑیا سے۔ کڑے جا رہیا تھا؟

شرابی: تھارے گھراں جا رہیا تھا۔ اور کڑے۔

ماں: دس دن مہارے گھراں بیٹھیا رہیا۔ تنے شرم نہیں آئی۔؟

شرابی: اچھیا۔ تنے مہارے گھراں سترہ سال ہوگے۔ تنے نہیں آندی شرم؟

ماں: بیج مرٹے۔ میں تو اڑے بیاہ راکھی سوں۔

شرابی: رے میں پھیر کوٹسا ان نے گودی لے راکھیا سوں۔۔۔۔۔۔ میں بی بیاہ راکھیا سوں۔

ماں: دیکھ کڑے بھاگ مینھ دھریا تھا۔۔۔۔۔ کے اس بنا میں کنواری رہوں تھی۔

شرابی: کنواری؟؟؟؟؟ رے توں اوٹ ء منے لی۔ ۔۔۔ نہیں جے بیرانی کڑے پھر دی دھکے کھاندی۔۔۔۔ ان سونی گائیاں کی جوں۔

ماں: کے کہے اوٹ لی؟؟؟؟؟؟ میں آگی۔۔۔۔ تیرا یو ڈھونڈ بس گیا ۔ نہیں جے بیرا نی کس ڈیرے پہ بیٹھیا پاوے ہے۔ار با ت سن۔۔۔۔ یا پھوج جام راکھی۔۔۔ ان نے بی سنبھال لے۔

شرابی: ان نیں سنبھالے گا اللہ۔۔۔۔۔ار اس پھوج میں میرا کھوٹ نہیں سے۔۔۔۔ دیکھ ۔جب دو بالک ہوئے ۔۔۔ منے تیرے تی کہیا۔پریشن کروا لے۔ پھیر جب توں نیوں بولی کہ اللہ مہر کے تو راسن کارڈ پے اتنی کھانڈ آوے سے۔ ار اٹے تھوڑی سی۔۔۔پھیر منے بی سوچ لیاکہ میری گیل تو جے کمیں ہو جے۔۔۔۔ پر توں تو پوری بوری لیایا کریے۔

ماں: بیج مرٹے۔۔۔۔ کیوں بے عجتی کرے سے؟

شرابی: بے عجتی؟ رے تنے مھارے بارٹے آگے تے نیم کی ڈالی نی سوکھٹ دی۔ ۔۔۔۔لے چھورا۔۔۔۔۔۔۔۔۔لے چھوری۔۔۔۔

ماں: لے۔ میں تو کھا لی۔۔۔۔تنے ار تیرے بالکا نیں۔ نہیں کے میں اسی اسی تھی۔ایب آدھی بی کونی رہ ری۔

شرابی: رے تیرا کچھ نہیں بگڑ رہیا۔توں سبجی منڈی آلی گاں برگی ہو ری سے۔

ماں: دیکھ۔ میں تو تیرے آگے ہاتھ جوڑوں سوں۔۔۔۔۔توں اس دارو نیں چھوڈدے۔۔۔۔۔بیج مرٹے۔۔۔ یا کہ تیرے بیاہ راکھی سے؟

شرابی: رے کس طریاں چھوڈدیوں دارو؟ رات میرے سپنے میں آئی۔

ماں: دارو۔۔۔۔ ار تیرے سپنے میں۔۔۔۔وا کے کہوے تھی۔؟

شرابی: نیوں بولی۔۔۔ آں رے۔۔۔۔میں تھارے کیاں مینھ کونی آئی رے۔؟ سگائیاں مینھ بی آئی۔۔۔ تھارے بیاہ مینھ آئی۔ تھارے

چھورے جمان پہ آئی۔رے۔ تھم نیں تو کمیں دیکھیا بی کونی تھا۔ تھانے تھارے تے دکھائے۔کورٹ کچہری تھارے تے دکھائی۔رے تھم نیں تو بولٹا بی کونی آوے تھا۔ بڈے بڈے وکیلاں گیل بولٹا سکھا دیا۔ایب تھمیں منے نیوں چھوڈو گے رے۔؟

ماں: بس منے بیرا پاٹ گیا۔ توں نہیں ماندا۔کسے نیں سہی کہیا سے۔"بھانگ مانگے بھگڑے۔ ار سلپھا مانگے گھی۔۔۔دارو مانگے کھونسڑے۔۔جتنی مرجی پی۔۔۔"
جابیٹا کرموں۔۔۔۔سرپنچ آئے گھر مینھ پولیس آلے بیٹھے سیں۔ بلا کے لیا۔

شرابی: رے جا بلا لیا۔۔۔پولیس آئیاں تے کونڈ ڈرے سے؟ پولیس آئیاں کے تو۔ میں بیاہ راکھیا سوں۔

ماں: بیج مرٹے ایک سالا سے تیرا پولیس میں۔جابیٹا۔ بلا کے لیا پولیس آئے نیں۔۔ ار میں جاوں گی اتے گھراں۔

شرابی: ناں۔۔۔گھراں نہ جائیے۔۔۔اوڑے تو تالا لاگ رہیا سے۔

ماں: کیوں؟ مہارے گھر کے کڑے گئے؟

شرابی: تھانے میں۔

ماں: تھانے میں کیاں تے؟

شرابی: انکی بھٹی پکڑلی دارو کی۔

ماں: لے بیج مرٹا۔۔۔۔ لاگ رہیا بھکانڈ۔۔۔وینھ تو دارو کے ہاتھ بی کونی لاندے۔

شرابی: ار میں جا رہیا تھا۔

پولیس: رے۔۔۔۔دارو پی رہیا؟

شرابی: کیوں؟ تنے کونی دیکھدا؟

پولیس: رے دکھے سے۔ جب ء تو کہوں سوں۔

شرابی: رے ۔ توں کونڑ سے؟

پولیس: میں پولیس آلا سوں۔

شرابی: دیکھو رے پولیس آلا۔۔۔ پولیس آئے اسے اسے ہویا کریں سیں۔

پولیس: رے ۔ اور کسے کسے ہویا کریں سیں

شرابی: وینھ دیکھ۔۔۔۔۔ وینھ کھڑے لٹھاں کے سہارے۔

پولیس: رے یو دیکھ میرا آئی۔ڈی کارڈ۔۔۔ میں پولیس آلا سوں۔

شرابی: رے توں منے جماں پاگل سوچے سے کے؟ یا پھوٹو سی دکھایاں تے توں پولیس آلا ہو گیا۔

پولیس: رے اور کے دیکھے گا؟

شرابی: رے تیرے پے تو پولیس آئیاں کے کپڑے بی کونی۔

پولیس: اچھیا۔ ایک بات بھتا۔ جے میں پولیس کی وردی میں ہوندا۔۔۔ توں تو بھاج جاندا۔۔۔ توں کڑے تہیاوے تھا ہم نیں۔۔۔ ہم سرکار نیں سی۔آئی ۔ڈی کھاتر سول وردی میں چھوڑ راکھیے ساں۔ (تھپڑ مارے سے) چال تھانے وینھ۔۔۔۔ پکڑ حوالدار۔۔۔۔

(حوالدار آوے سے)

حوالدار: ۔(تھپڑ مارے سے) سالے۔۔ ایک گھنٹہ ہوگیا۔۔۔ بکواس مارنڑ لاگ رہیا سے۔

شرابی: بھائی ساب۔۔۔ تھامیں اصلی سو کے؟

پولیس: رے توں ایک بر تھانے وینھ چال۔۔۔ تنے آپے بیرا پاٹ جے گیا۔

شرابی: بھائی ساب۔ آج آج چھوڑ دیو۔۔ آج پا حصے کدے کونی پیئوں گا۔

پولیس: رے کے کہوے سے۔ چھوڈ ڈے۔۔۔چاہے وجیر کا آدمی ہو کوئے۔ توں کس باگ کی موٹی سے۔ حوالدار۔۔لے چال اس نیں۔

شرابی: حوالدار ساب۔۔۔ایک بات سنئیے کان کرئے اُرے نیں۔۔۔کمیں لیٹ دیٹ کا دیکھ لئے۔

پولیس: رشوت رے (پیٹڈے ہوئے) رے ہم نیں۔ ۔۔۔نوکری نی کرٹی۔۔۔۔۔سرکار تنخاہ کیاں کے ناں کی دیوے سے۔ ارباتسن لیو رے لوگو۔

"کدے مجاق سا لے رے ہوو۔ ارنیوں سوچدے ہوو کہ داروبندنی ہوندی۔ ہم تھم نے سب نے کہہ رہیے ساں۔کے تو چھوڈ دیو داروہ۔ نہیں تو حال دیکھ لیو داروکا۔

آج تے پاحھے بلکل سے۔۔ کھتیم تماشہ داروکا۔یو کھتم تماشہ داروکا۔

مانٹس کڑے گئے؟

کردار

1 ۔ مداری

2 ۔ جمورا

3 ۔ ایف۔آئی۔اے کا مینیجر

4 ۔ پولیس آلا

5 ۔ وجیر

6 ۔ بار آلا

7 ۔ صحافی

مداری: جمورا۔

جمورا: ہاں ۔ استاد۔

مداری: پہنچ گیا۔

جمورا: ہاں استاد۔

مداری: ٹھیک کریا۔۔ رے جڑے گھالوں گا۔ جاوے گا۔

جمورا: جاؤں گا استاد۔

مداری: جو پوچھوں گا۔ بھتاوے گا؟

جمورا: بھتاؤں گا استاد۔

مداری: ٹھیک ۔۔۔ تو بھتا۔ میں اور تو کون؟

جمورا: آپاں کالج کے چھورے۔

مداری: آج آڑے کے کراں گے؟

جمورا: ہریاٹوی سکٹ۔

مداری: جسکا نام؟

جمورا: ماٹس کڑے گئے۔

مداری: ماٹس کڑے گئے؟ رے کے بات۔۔۔یہ اتنے سٹھے۔ یہ ماٹس کونی؟ یہ لگائی سیں۔؟

جمورا: استاد۔۔۔ تھمیں ان نیں ماٹس کہو؟ آج اتے لالچ کھاتر بھائی نیں بھائی مارٹ لاگ رہیا سے۔ لگائی ۔چھوریاں کا گھراں تے باہر لکڑنا گندا ہوگیا۔اس تے اوپر جُلم کے ہووے گا۔بابو ۔بیٹی گیلیاں منہ کالا کرنٹ لاگ رہیا۔روج اکھباراں میں آوے سے۔

مداری: رے تیری جماں ساری بات ساچی سے۔ پھیر آپاں اس مینھ کے کر سکاں ساں۔؟

جمورا: استاد آپاں بہت کچھ کر سکاں ساں۔آج آپاں ان لوگا ں تے اسا تماشہ دکھاواں گے۔جس تماشے نیں دیکھ کے ان لوگاں کی آنکھ کھل جاوے گی۔جو ساچی دیکھ کے بی اٹ دیکھیا کر دیں سیں۔ ان لوگاں کے کان کھول دیاں گے۔جو ساچی بات سٹ کے ان سٹی کر دیں سیں۔

مداری: اچھیا۔۔۔۔ اسکا مطلب جماں ساری ساچی بھتاوے گا۔

جمورا: جماں ساچی بھتاؤں گا استاد۔بس ایب توں مار کے منتر۔۔۔۔ میری ستھری سی چھوری بٹا دے۔

مداری: رے جمورے۔ جے نیوں منتر ماریاں تے چھوری بندی

جمورا: ہوں

مداری: تو میں مداری دھار لیٹ نیں بٹوں تھا۔

جمورا: تھامے کے کر لیندے؟

مداری: رے میں؟ مار مار کے منتراتنی چھوری بٹا دیندا۔۔۔ اریو چھیڑ چھاڑ ار زیادتی کرنڑ کا دھنداء مکا دیندا۔

جمورا: استاد۔۔۔ تھاری یا بات جماں سہی سے ۔۔۔ آج جے کوٹسا ء اکھبار ٹھا کے دیکھ لیو۔ اس میں چھیڑ چھاڑ ار زیادتی کی کھبراں بھری پاویں۔

مداری: رے ۔ اس اس سال میں اٹے صوبے میں پانچ سو تے بی جیادہ کیس ہو لئے۔ جماں کوئے بی نی سوچدا۔۔۔ جُلم ہو گیا

جمورا: استاد۔۔۔ سوچیں تو سیں۔۔۔ نیوں کہیے سیں۔ جے سولاں سال کی عمر میں بیاہ کر دیں گے۔ تو جماں چپ چین رہوے گی۔

مداری: رے کے کہوے سے۔ سولا ں سال کی عمر مینھ۔۔۔۔ چپ چین؟؟؟ رے تین تین ۔ چار چار سال کی چھوریاں گیل منہ کالے کریں سیں۔ میں تو نیوں کہوں سوں۔ مالک جے بوڑھ کے اس دھرتی پہ بھیجے تو چھوری نہ بنائیے۔ بے شک گدھا بنا دیئے۔

جمورا: استاد۔۔۔ مہینس کہہ دیئے۔۔۔ ڈوکا تو ہو جے گا۔ اچھا استاد۔۔۔ چنتا نہ کرے۔ چھوری میں لیاؤں گا۔

مداری: رے چھوری۔۔۔ ارتوں رے۔۔۔۔ کڑے تے۔؟

جمورا: استاد آج اپنے دیش میں ۔ حتنے بیوٹی کنسرٹ ہوویں۔ وینھ بیوٹی کنسرٹ کونی ہوندے۔

مداری: اور رے؟

جمورا: وینھ تو ان بڈے بڈے پیسیاں آلیا ں نیں ۔ اسی منڈی بٹا راکھی سیں۔ جن میں سارے دیش مینھ تے۔ جماں ستھری ستھری ار

کنواری چھوریاں نیں کٹھی کر لیں سیں استاد۔ پھیرانکے ڈریس۔ تھم نیں تو دیکھی کونی اتنی چھوٹی۔۔۔۔

مداری: کتنی رے؟

جمورا: اتنی چھوٹی۔

مداری: کتنی رے؟

جمورا: حیئے ماچس مینھ گھال لیو۔۔۔۔ار پھیر انکے سیامی اسی بھونڈی بھونڈی شرط دھریں سیں ۔ بھتاندے ہوئے بی شرم آوے سے۔

مداری: رے ۔ اِسا کے کہویں سیں۔ (جمورا مداری کےکان میں کچھ کہوے سے)

مداری: آہو۔۔۔۔۔رے لوگائی چھوریاں کی یا حالت۔میں تو نیوں کہوں ہوں۔اے میرے مالک ۔۔۔ یا دھرتی کیاں تے نہیں پاٹدی

جمورا: استاد۔۔ اپنڈی ان باتاں کا نیوں کوئے نی یقین کرداا۔ایب تو کوئے اسا منتر مارو۔۔۔یو سارے کا سارا کھیل سٹیج پے ہوندا دکھے۔

مداری: ٹھیک سے۔۔۔ ہو جاتیار۔۔۔۔(منتر مارے سے)

جے کالی کلتکے والی۔ تیرا وچن نہ جائے کھالی۔۔۔۔یو چھورا جس جس نیں چاہوے۔۔ ان نے پکڑ کے سٹیج پہ لیا۔جھرلو مرلو۔ڈچ (سٹیج پے ڈانس بار کا سیٹ آتا ہے۔ بار بالا ناچتی ہے۔ ایف۔سی۔آئی کا مینیجر ناچتاہے۔ گانا بجتا ہے۔"پیا تووووو۔ اب تو آ جا۔۔۔۔۔

(پولیس والا آکر مینیجر کو مارتا ہے)

FCI والا: ہائے ۔۔۔۔ مرگیا جی۔۔۔ہائے پھوڑ دیا۔۔۔۔ میں تو آج پہلی بریاں آیا تھا۔

پولیس: پہلی بریاں کو تھلی دیٹ آیا تھا۔۔۔تیری بے بے بیاہ راکھی سے آڑے؟ کیوکر اڈاوے نوٹاں نیں۔ تک ۔ تک ۔تک۔ تھانے مینھ چال۔۔اوڑے اڈا لئے کتنے لے رہیا سے۔

(ڈنڈا مارتا ہے)

ار بات سن رے۔۔۔۔ اس کا مالک کون سے؟ باہر آ۔۔۔

بار والا: او تو تھانیدار جی۔۔۔میں سوں مالک۔۔۔۔ بولو۔

پولیس: او ہو۔۔۔۔مالک کے۔۔ جماں کمال سے۔ توں تو بڈی چالو ری۔

بار بالا: چالو کیوکر؟

پولیس: توں چالو نیوں۔۔۔۔۔ باہر بورڈ سماج سینٹر۔۔۔۔۔ بھیتر سینٹر اور کیائیں کا۔۔۔ ار بات سن ۔۔۔۔ لیا پریشن دکھا۔

بار بالا: او جی۔۔۔۔ پریشن کا کے کرو گے؟

پولیس: کے مطلب سے؟

بار بالا: مطلب کے۔۔۔۔ آجیو کیواں واری سبیری۔۔۔ تھمیں بی۔۔

پولیس: اچھا ٹھیک۔۔۔اس کا مطلب تیرے پے پریشن کونی۔۔۔۔ اریو ایریا میرا۔۔۔۔ ار ایب بات سن۔۔۔ جے ڈانس ڈانس دکھاوے گی تو روئیے پچیس ہجار مہینہ۔۔۔ار جے۔۔۔۔۔ سمجھ گی۔۔۔۔پھیر روئیے پچاس ہجار مہینہ تھانے میں پہنچا دیئے۔ نہیں تو سارے سودے نیں بند کر دیوں گا۔۔۔۔ سمجھ گی؟

بار بالا: (وجیر ساب۔۔۔ایک بر بات کریو) او توں تھانیدار۔۔۔۔۔لے بات کر تیرے باپ تے۔۔۔

(موبائل دے دیوے سے)

پولیس: ہیلو۔۔۔ ہاں بھائی۔۔۔ کون بولے سے؟ ہاں جی۔۔۔ سلام جی۔۔۔۔(سلیوٹ مارے سے) ناں جی۔۔۔بیرا کونی تھا۔گلتی ہو گی۔۔۔ناں جی ۔۔ جماں جس طریا ں کہوے گی۔کمال سے جی۔۔۔ ہم نیں نوکری کرٹی سے جی۔ دوبارہ شکایت کاموقع نہیں دیوں گا جی۔۔لے پکڑ۔پہلاں کونی بھتایا جاوے تھا یو سارا سودا وجیر ساب کا سے۔۔۔ارباب سن۔ جے کوئے دقت ہووے۔۔ پھون کر دئیے۔۔۔(آرام تے من ء من میں) کھا لئے اس بیگار نیں۔

بار بالا: او توں تھانیدار (فلائنگ کس)

پولیس: (گسے تے ہاتھ میں ڈنڈا رگڑوے ہووے۔ہونہہ۔۔۔۔چلا جاوے سے)

بار بالا: (موبائل پے) ہاں جی۔ گیا۔نیوں ۔ جٹوں پیراں کے پرالی باندھ کے۔جس طریاں آیا تھا۔ہاں جی۔۔ تھامیں۔ چے آج آ جیو۔۔سودا جماں کاچی گری برگا۔۔آئٹم ہے جی۔ او ہو۔ تھامے آو تو۔۔اچھا جی بائے۔۔۔۔(چلی جاوے سے اندر)

صحافی: وجیر ساب۔ سنو تو۔۔بس ایک اور۔۔۔ وجیر ساب۔۔۔ بس ایک اور

وجیر: رے اس ایک اور۔ ایک اور تے بیرا سے کے ہو گیا؟

صحافی: کے ہو گیا جی؟

وجیر: رے پیر دھرٹ نے جگہ نھی رہ ری۔

صحافی: میں تو سوال پوچھوں سوں جی۔

وجیر: رے پھیر میں کوٹ سا گوت بھتاؤں سوں۔۔۔۔پوچھ۔

صحافی: لوگ کہہ لگ رے سیں۔ ایب کے تھاری پارٹی نیں نوٹاں کی بوری کی بوری کھائی سے۔

وجیر: رے بولے بھائی۔۔۔۔ ایک بات بھتا۔۔۔ یسے تو چیج ء اسی ہووے سیں۔ ان نیں چھوڑے کوئی سے۔؟ ایب تیرے تے دے دیوں پانچ سو روپئیے۔ تو توں کھبراں کے اسے چھونکے لاوے گا۔ رات نیں دن ار دن نیں رات بٹا دے گا۔

صحافی: وجیر ساب۔۔۔ پانچوں آنگلی ایک سار کونی ہوندی۔

وجیر: رے آنگلی تو چار ہوویں سیں۔ پانچواں تو انگوٹھا ہووے سے۔

صحافی: اچھا۔ ایک سوال اور۔

وجیر: اچھا۔۔ جے تنے جماں سو کا جوڑ بھتا دیوں۔ پھیر تو نی تنگ کرے گا۔

صحافی: بھتاؤ جی۔

وجیر: آج اس دھرتی پے کوئے بی ایماندار کونی۔ بس صرف وہ آدمی ایماندار سے جس کا موقع کونی لا گدا۔ جے موقع لاگ جے۔۔۔ ڈونڈے ٹھا دے سے۔۔۔ چے کوئے ہو۔۔۔ آگی سمجھ میں۔؟ ار بات سٹ۔۔۔ ہمیں تو جماں چور ساں۔۔ ٹھگ ساں۔۔ مہارے مینھ تو۔ سو کی سیں۔ یا عوام پھیر بی ہم نیں ووٹ دے کے بٹا دے سے۔ رے جیب وینھ نی سوچدے۔ تھامیں کہ چار لیو سو۔ ار ایب باہر چال۔ مساج کروان دے۔ رے روپا۔۔۔ کڑے گئی۔۔۔

بار بالا: وجیر ساب۔۔۔ مہارے تے بی دے دیو۔۔۔۔

وجیر: روپا۔۔۔ توں کے لیوے گی۔؟

بار بالا: سیوا کا موقع۔

وجیر: رے ووئے تو دیٹ آیا سوں۔

بار بالا: لے پھیر بیٹھو۔۔۔ ایب بھر دیوں پھووا سا۔۔۔۔

(گانا بجتا ہے۔۔۔۔چھت پہ سویا تھا بہنوئی۔۔۔۔میں تنے سمجھ کے سو گئی۔۔۔وجیر بار بالا کے گیلیاں ناچے سے۔۔۔ صحافی لھک کے مووی بنا لیوے سے)

بار بالا: وجیر ساب۔ رک جیو۔

وجیر: رے کے ہو گیا؟

بار بالا: او دیکھ۔۔۔ او مووی بٹا گیا۔

وجیر: رے کے بیاہ کی بٹا گیا۔۔۔۔۔رے توں باہر کاڈیا تھا۔

صحافی: میں تو باہر ایب بی بگ جیوں گا۔۔۔۔تھامے جاؤ گے بھیتر۔۔۔۔جب تھام نے ساری دنیا ٹیلی ویژن پے دیکھے گی۔۔۔گپ چپ۔ گپ چب کردیاں نیں۔۔۔(صحافی چلا جاوے سے)

بار بالا: وجیر ساب۔۔۔ توں کرو۔منے تو جیل دیکھے سے ار گیلیاں تھامے بی۔

وجیر: رے روپا۔ توں گھبراوے ناں۔اس کا بندوبست تو میں ایک منٹ مینھ کر دیوں گا۔۔۔(موبائل پے پھون کرے سے)

ہیلو۔۔۔ راکے۔۔۔۔ہاں بھائی ۔۔ بات سن رے۔۔۔ او صحافی سے ناں۔۔۔ آج او ڈانس بار مینھ مووی بنا کے لے گیا۔۔۔۔آج اس کے گھراں ایک مٹھائی کا ڈبہ دے کے آو بھائی۔ اچھا۔ بات سن۔ تیرا وہ کام تھا۔منے جج تے سمجھا کے۔ وا کیس

تڑوا دیا۔ ٹھیک سے؟ شکریہ کی کے بات سے بھائی۔۔۔ہاتھ نیں ہاتھ دھووے سے۔(وہیں سٹل ہو جاویں سیں)

مداری: رے دیکھیا جمورے۔یہ سیں اپنے دیش کے سیاستدان۔۔۔رے جماں تلے تے لے کے اوپر تک اپنے دیش نیں لوٹ کے کھاٹ لاگ رے سیں۔ رے یہ نیوں کونی سوچدے جے یو دیش نہیں رہیا تو پھیر کڑے جاویں گے۔

جمورا: استاد۔۔۔ منے تو ں نیوں لاگے سے۔اس دھرتی پہ ماٹس نی رہیا کوئے بی۔

مداری: رے جمورے ماٹس تو اڑے ء مریں سیں۔۔ بس انسانیت کھتم ہوگی۔ ۔ سب نیں اپنٹی اپنٹی پڑ ری سے۔ اس مینھ آپاں سارے آ لئے۔۔آج اپنے لالچ کھاتر ۔ بھائی نیں بھائی مارٹ لاگ رہیا سے۔ اس تے اوپر جلم کے ہووے گا۔

جمورا: استاد ماٹس تو پہلا ں ہویا کردے۔جوٹسیاں نیں ساری جندگی دوسریاں کھاتر کھو دی۔ ان نیں اپنے بارے میں کدے نی سوچیا۔

مداری: رے جمورے تیری ساری بات ساچی سے۔ان نیں اپنی جان دے کے یو دیش آجاد کروایا تھا۔رے ان نیں نیوں کونی سوچیا تھا۔دیش آجاد ہوٹ پا چھے اسے اسے جھوٹے ارے ایمان لوگا ں کی حکومت آجے گی۔ رے ان نیں نیوں سوچی تھی کہ اپنٹی حکومت ہووے گی۔ سارے برابر ہوویں گے۔ کوئی چھوٹا بڈا کونی ہووے۔ ار آج رے۔؟

جمورا: استاد تھامے بی تو گنجیاں کے شہر مینھ کانگھی بیچٹ لاگ رے سو۔

مداری: رے تیرا کے مطلب سے؟

جمورا: استاد۔۔۔ ان لوگاں تے سمجھاڑ ار ریل میں اونٹ چڈھاڑ۔۔۔۔ دونوں ایک برابر سیں۔

مداری: بات سڑ لیو۔ بھائیو۔ تماشہ دیکھیا۔ تاڑی بجائی۔۔ گھراں حلے گئے۔۔ کوئے فیدا نہیں۔ جوٹسا تماشہ تھم نیں آج دیکھیا۔ جے یو تماشہ نیوں ء چالدا رہیا۔ او دن دور کونی۔ جب یو اپنا دیش بوڑھ کے نیں گلام ہو جے گا۔ بھائیو۔ جے یو دیش اس گلامی تے بچانا سے تو آپاں ساریاں نیں۔ اپنی بات چھوڑ کے دیش کی کھاتر سوچٹا پڑے گا۔

جمورا: سہی بات سے استاد۔۔۔ ار جے ایب بی نہیں سنبھلے۔۔۔ پھیر تو اڑے یو حال ہو جے گا

رے رلے کرے تھیلیاں کے مارے
یو لکٹھے کرڑ چاہوے نوٹ
ایک دوسرے کی کاٹ کریں
تلے تے انکی ایک گلجوٹ
ان سب کی تھامے چال سمجھ لیو
نہیں تو دیش میں کچھ نہیں پاوے گا
آپا دھاپی مچ جے گی اڑے
مانس نیں مانس کھاوے گا

ٹوٹا چھوریاں کا۔۔۔بہو مول کی

کردار

1 ۔ بڈھا چودھری

2 ۔ ماں۔ چودھرنؔ

3 ۔.ببلو

4 ۔ کریمو

5 ۔ پڑوسی

6 ۔.بہاری بہو

7 ۔ پولیس والا

بڈھا: .ببلو۔۔۔۔۔آچھورے۔۔کت گیا رے؟

.ببلو: کانٹا لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہائے لگا

بڈھا: رے تیرے تو جے گنڈاسی لاگے پھیر بی صبر کونی آندا۔ کانڈے میں کے مرے تھا۔ ار رات نیں کت جا رہیا تھا؟

.ببلو: بابو او۔۔ رات تو اس کانڈے آئی نیں ۔۔۔ جماں ناچ ناچ کے دھرتی میں کھڈے کر دیئے۔

بڈھا: رے سادھو کے کانڈا آلی کڑے تے آگی۔ اسکا تو کوئے چھورا بی کونی بیاہ راکھیا۔

.ببلو: ویڈیو لیا راکھیا تھا

بڈھا: رے یو ویڈیو ارٹیلی ویژن اس دیش کا ناس کریں گے۔

.ببلو: آہو۔۔۔۔۔نیوں کچھ نی ہوندا۔۔۔اربابو۔۔۔ او بی۔۔۔ ایک بات کہوں۔۔۔

بڈھا: ہاں۔۔کہہ بیٹا

.ببلو: پھیر منے تو شرم آوے سے۔

بڈھا: رے شرم تو آٹی جاٹی چیج سے۔ آدمی نیں ہوٹا چاہیے کھلا۔۔۔کہہ بیٹا

.ببلو: بابو۔۔۔ ایب اپنے گھراں۔۔۔ ایک ستھری سی بہو کی ۔ جماں گھٹی جرورت سے۔

بڈھا: رے میرے بیٹے۔ یا تیری بات جماں سولہ آنے ساچی سے۔ پھیر ایک بات بھتا۔ اس عمر میں منے کوئی چھوری دے گا رے

.ببلو: میں میری بات کروں سوں

بڈھا: اچھیا۔۔۔۔۔۔اچھیا

.ببلو: اچھیا۔۔۔ دیکھ لیو رے لوگو۔۔ اڑے ایک بربی کونی ہویا ار اس نیں دے دیو دوبارا بنّو۔۔ار بات سٹ لیو۔۔۔ایب کے میرا رشتہ لے لیو۔۔ جوٹ سی بات سے۔۔۔ہاں۔

بڈھا: تنے کونی بیاہندے بھائی۔

.ببلو: کیاں تے؟

بڈھا: رے تیرے تاؤ۔۔چاچیاں کے چار چھورے سیں۔ ار چاروں بیاہ را کھے سیں۔ بھگوان نہ کرے کیل نیں کوئے مر گیا۔ تو ایک آدھا لتا دینٹ آلابی چاہیے۔

.ببلو: اچھیا۔۔۔ وینھ تو ساٹھ ساٹھ کے ہو کے مریں گے۔ میں بڈھا پے میں ان بڈھیاں کے جباڑے چڈوا ہندا ہانڈوں گا۔

بڈھا: رے۔۔۔کے پھانسی آری سے ایب تے پہلاں۔۔۔اب تو تیرے تے بڈابی کنوارہ سے۔۔۔۔جا حوکا بھر لیا۔

.ببلو: ہو کے آئے۔۔۔ ایب تو بیاہ دے

بڈھا: کیوں؟ ایب کے ہو گیا؟

ببلو: کے ہوگیا؟ ۔۔۔۔ میں بیس سال کا ہولیا۔۔۔۔دو بَر۔

بڈھا: کونی جاندا اورے تے۔؟

(ببلو چلیا جاوے سے ار پڑوسی آوے سے)

پڑوسی: تاؤ۔ او تاؤ۔رحمے۔۔۔ کونی سٹدا کے؟

بڈھا: رے کونٹسا سے۔۔؟ جماں کرتے میں تے لکڑٹ نے ہو رہیا سے۔ اسا کے سے؟

پڑوسی: نیوں پوچھ کے نی ہویا؟۔۔۔ ایک تو تہارا چھورا۔۔۔ ایک جٹا ہور۔ ۔۔ رات مہاری جھانکی تلے کھڑے تھے۔بھیتر چھورا ار بہو سوویں تھیں

بڈھا: جھانکی تلے رے؟

پڑوسی: جھانکی جھانکی نی۔۔۔ جماں ساری رات کواڑ سیٹے سیں۔ ار وا تو چوکھا رہ گیا۔ ہم آئے تو وینھ بھاج گے۔ ناں تو اوڑے ہوندے کھون۔۔۔۔

بڈھا: او بھائی۔ دیکھ اس کھون کھرابے میں کچھ نی دھریا۔۔۔۔۔ ہمیں آپٹیاں نیں سمجھا لیاں گے۔

پڑوسی: سمجھا لیو۔۔۔۔۔ جے بوڑھ کے گال میں پا گے تو جماں مار دیاں گے۔

بڈھا: او بھائی۔۔۔ ہم تو کاندھ بیچ ار کھوڑ بیچ آرے ساں۔۔۔۔۔ ایپٹ کاٹ کے تو اس تے ایم۔ اے کروائی تھی۔ ایب نوکری تو ہوئی نی۔ ار اوں اس نیں کوئے بیاوے نی۔ ناں کردا کام ۔ ۔۔ جماں بٹینو ہو رہیا سے۔

پڑوسی: بٹیو ہوگا تھارا۔۔۔ مھارا، نی لا گدا سالا۔۔۔ سمجھا لئے اٹے نیں۔

بڈھا: رے ایب کت سے وہ۔۔۔۔۔ ایک بر دیکھا دے۔۔۔ جان تے مار دیوں گا۔۔۔۔

پڑوسی: او بیٹھیا۔۔۔ چونترے پے۔۔

بڈھا: رے چال۔۔۔ (دونوں حلے جاویں سیں۔۔ ببلو آوے سے)

ببلو: بابو۔۔۔ او کت گیا۔۔ حوکا بھروا کے۔۔ چلو جب تک آوے۔۔۔ آپاں مار لیاں گھونٹ۔۔۔ (حوکا بیوے ہے)

ماں: ببلو۔۔۔ او ببلو

ببلو: ہاں ماں جی

ماں: لے بیٹا۔۔ یا درانتی ارپلی۔۔۔۔ کھیت میں تے برسین کاٹ لیا۔۔

ببلو: ارتھے کت جاؤ گی۔؟

ماں: رے پیر ساب کے جاؤں گی

ببلو: ری ماں۔۔۔ کیوں پھرے سے دھکے کھاندی۔۔۔ کے لیاوے گی

ماں: رے گاڈٹ جوگے۔۔۔ تھاری ماری پھروں سوں۔۔۔ جے کتے تھاری سوت آجا۔

ببلو: سوت کس طریاں؟

ماں: دیکھیے وہ رمضان کا چھورا چالیس سال کا ہوگیا تھا۔ کوئے بی کونی بیاوے تھا۔ اس کی ماں پیر ساب دھورے گئی تھی۔ اوڑے جایاں پاتھے اسا کرم ہویا۔۔۔۔ پھٹا پھٹ دے سی بیاہ ہوگیا۔

ببلو: کیوں۔۔۔۔ پیر ساب نیں کے سگائی کرائی تھی۔؟ جے نیوں پیر ساب دھورے جایاں تے بیاہ ار سگائی ہوندی۔ یہ حتنے رانڈے مٹھے سیں۔ اوڑے ڈیرے پہ پاندے۔

ماں: اچھا۔۔۔ سڑ لی تیری۔۔۔۔ چال کام کر لے۔

بڈھا: آیا رے او گھراں؟

ببلو: ناں بابو۔

بڈھا: بس بھا ئی۔ ۔۔ پایا ء کونی۔۔۔ جے پا جاندا۔۔۔ جان تے مار دیندا۔۔ لوگ تو دو دن کہندے۔۔۔ چھورا مار دیا۔

ماں: دیکھیَے ۔۔۔نیوں ساری ہاڑ تاتا نا ہویا کر۔۔۔۔۔۔جا رے ببلو۔۔۔ تیرے بابو کھاتر پاٹی لیا۔۔ دیکھ۔ جوان بالک ہو رے سیں۔ نیوں نی دھمکایا کردے۔ کے بیرا ۔۔ کے الٹی سوچ لیں۔ ار میری مانے، تو ایب کے کتے ناں کتے تے انکا رشتہ لے لے۔

بڈھا: میں تو لے لیوں۔۔۔ کوئے آندا تو کونی۔

ببلو: تول کر بابو۔۔۔ چھوریاں کی بوہت کمی ہو ری سے۔

بڈھا: رے میرے نیوں نی سمجھ آندی۔۔۔ یا چھوریاں کی کمی کیاں تے ہو ری سے؟

ماں: ان ڈاکٹراں کا ہوے ناش۔۔۔۔ جو ٹسے جا مڑ تے پہلاں نیوں بھتا دیوے سیں۔۔۔ چھورا ہوگا اک چھوری۔ ار ماٹساں کا جماں ستیا ناش ہوگیا۔ چھوریا ں نیں تو جا مڑ تے پہلاں مار دیں سیں۔ ار اوں نیوں سوچیں۔۔۔ جٹوں مہارے دو دو بہو آجیں۔

ببلو: ناں بھی ری ماں۔۔یہنھ لوگائی بی کم کونی۔۔ جیب یہنھ اپٹیاں پہ آ جیں سیں نی۔۔۔ آدمیاں نیں تو نیوں نیوں آنگلیاں پہ نچا دیں سیں۔ کیوں بابو؟

بڈھا: رے آہو۔۔۔ ایک بات بھتا رے۔۔۔ ڈاکٹر کو ٹسے کسے کے گھراں جاویں سیں۔ یہ لوگائی آپے ڈاکٹراں دھورے جاویں سیں۔

یہ ناں جاویں۔ اریہنھ ایک بات بھول ری سیں۔ جے ان کی ماں بی یائے بات سوچ لیندی۔۔یہ دھرتی پہ کونی آویں تھی۔

.ببلو: جماں ٹھیک ۔۔بابو۔

ماں: میری پھوٹ گی قسمت۔۔۔ ایسے بیج مرٹیاں کے بیاہی آگی۔ ارا سے ءآگے جام گے۔۔۔۔ ایب کے روؤں گی میرے باپ اوت کے چھوریاں نیں۔ کے تھارے بنا میں کنواری رہوں تھی۔

بڈھا: کے کہوے سے؟ ۔۔۔۔کنواری؟۔۔۔۔۔ رے توں تو اوٹ ء ہم نیں لی۔

ماں: کے کہوے سے؟ اوٹ لی؟ میں آگی تو تھامے بیاہے گئے۔ نئی جے کوئے سگائی آلابی کونی آوے تھا۔

بڈھا: رے دیکھ رے۔ لائن لاگی رہوے تھی۔ لائن ۔۔۔۔جسی تکڑی سی مہینس پہ گاہکاں کی لاگی رہوے سے۔ ار میرا تو بیج میرے گھر کیاں نیں ماریا۔ منے کے بیرا تھا ۔ توں آوے گی۔ نئیں تو میری تو سیدھ پادھ لاہور آئے ہلے ء کر گے تھے ۔ار اسی پتا سے برگی بہو آوے تھی رے۔۔۔

.ببلو: آں او بابو۔۔۔۔ کس کی؟

بڈھا: رے میری۔۔۔ اور کس کی؟

.ببلو: اچھیا۔۔۔۔ منے سوچیا ۔۔۔۔لے ۔۔۔

بڈھا: گھٹا ناں سوچے۔۔۔۔ ماڑا پڑے گا۔

ماں: بیج مرٹے ۔۔۔۔ ایب لے آ ۔۔اس لاہور آئی نیں۔ منے تھارے تے بیس بریاں کہہ لیا۔ منے گھٹا دکھی ناں کریا کرو۔

بڈھا: رے کے کہوے سے۔۔ دکھی؟ ۔ ایب کونی دکھی۔۔ جب میں

مروں گا نی پھیر ہووے گی۔ یا بہو ار چھورے۔ تھارا ٹائر سا تار کے گیر دیں گے۔

ببلو: بہو۔۔۔؟ کڑے بابو اسٹے بہو۔۔۔

بڑا چھورا: (بہاری بہو نیں لے کے آوے سے) لے۔۔ یا آگی بہو بی۔۔۔ بڈھا ارماں (ایک آواج میں) بہو۔۔۔؟ کس کی رے

بڑا چھورا: میری ۔۔۔ اور کس کی۔

ماں: رے گاڈ ٹ جوگے۔۔ بیاہ ناں سگائی ۔۔۔ یا بہو کڑے تے آئی۔

ببلو: ہاں ری ماں۔۔۔یا تو وائے بات ہوگی۔۔۔ پوڑا ناں پاپڑی۔۔۔پٹاک دے سی بہو آپڑی۔

ماں: رے گاڈ ٹ جوگے۔۔۔ کونی ماندا۔۔۔ (تھپڑ مارے سے)

بڈھا: رے کونی چپ رہندے؟

ببلو: آہو۔۔۔ تھامے بی لوا لیو۔ تھاپا۔ سمدھن پے۔ لے لیو پانچ سو کا نوٹ

بڈھا: رے توں ناں کھون پیوے۔۔۔ کونی بھتاندا۔۔ کت تے لے کے آیا سے؟

بڑا چھورا: بابو یا تو بہار تے آری سے۔

ماں: رے گاڈ ٹ جوگے۔۔ جھوٹ بولے سے۔۔ توں بہار کد گیا تھا۔

بڑا چھورا: ہے ری ماں۔۔۔ میں کونی گیا۔۔۔ میں تو شہر سلطان آئی منڈی میں تے لیایا سوں۔ پچیس ہجار کی۔

بڈھا: اتنے میسے رے۔

بڑا چھورا: ڈرے ناں بابو۔۔۔۔ ادھار پے لیایا سوں۔

ببلو: ادھار پے رے۔ رے تیرے ۔۔۔ میں نی یاد آیا رے۔۔۔

بڑا چھورا: رے آیا تھا۔۔۔ اس پے ایک ء تھی۔

بڈھا: رے تنے مہاری جماں ناک کٹوا دی۔

ماں: رے تنے ہم گام میں مونہہ دکھاٹ جوگے نی چھوڈے۔

بڈھا: رے کچھ تو سوچ لیندا نر بھاگ۔

بڑا چھورا: بابو۔۔۔۔ سوچ کے نیں لیایا سوں۔ اورے تو تھاہیں گوت گات ملاٹ مینھ ء ٹیم کالا کر دیو سو۔۔۔ اس مہارے آئی کا جماں کچھ نی ملدا۔

.ببلو: مینھ لچھٹ ملیں رے سارے۔

بڑا چھورا: رے او لچھن آلے۔۔۔۔۔ اس نیں روٹی کھوا دے۔۔ میں یو آیا۔۔۔ (چلا جاتا ہے)

.ببلو: آجیا ری بھابھی

ماں: کے کہیا رے۔۔۔۔ بھابھی؟

.ببلو: کمال کر ری سے ری ماں توں بھی۔ اور بڈھے بھائی کی بہو نیں چاچی کہوں گا۔ آجیا ری بھابھی۔۔۔ تنے دال چاول کھواؤں گا۔

بہو: ہم دال بھات ناہی کھاوتے۔ ہم ماس بھات کھاوت ہیں۔

ماں: رے یا بھائی روئی کے کہوے سے۔ میری تو کچھ بی سمجھ میں کونی آندا۔

.ببلو: نہیں ۔ جے سمجھ میں گیا ۔ پھیر کونسی لیا دے گی۔ Meat مانگے سے باہر لے کا

ماں اربڈھا۔ دونوں ۔Meat رے۔؟

ماں: رے مہارے گھراں۔۔۔ ار مہارے باسٹاں میں ۔۔ مہارا تو جماں دین ایمان کھو دیا۔

بہو: اور اماں جی۔ آگے آگے دیکھیے؛ کا ہوت وا۔ ہم پہلے ہی بتا لئے ہیں۔ ہم ری پسند کا بھوجن ہمیں نہ ملی تو ہم یہاں نہ رہی۔

بڈھا: رے ۔ یا کے کہوے سے

ببلو: او بابو۔ یا تو نیوں کہوے سے ۔۔۔ جے منے میٹ نہیں ملیا ۔ میں کونی رہندی اڑے

بڈھا: آ بھائی ۔۔۔ اس نیں کیاں نیں دباؤ ۔۔ یا تو پیسیاں کی آری سے۔ نیوں کرو ۔۔۔۔ آج تو تھاری ماں نیں کاٹ لیو ۔۔۔۔ ار کال نیں منے بنا لیو۔ بیٹا ۔۔ تھاری بہو کا کام چال جے گا۔ ار مہاری راند کٹ جے گی۔ پا ھے تے اس گھر میں کمیں کریو۔

بڈا بیٹا: ہائے مر گیا ۔۔۔۔۔ ہائے بابو ۔۔۔ مار دیا او ۔۔۔

پولیس والا: رے کونی بھتانداا ۔۔۔ سیسے کت سیں۔ (پیٹن لاگے سے)

بڈھا: رے کسا کاٹ دیا ۔۔۔۔ چھورے نیں اسا کے کر دیا۔؟

پولیس والا: کے کر دیا ۔۔۔۔ ایک تو یو تھارے آلا ۔۔۔ ار دو جنے اور۔ رات نیں سڑک پے ایک کار آلا روک کے اس کے پچیس ہجار رئیے کھوس لئے۔

ماں: پھیر تھم نیں کے بیرا اک یو وائے سے

پولیس: تھامے چپکے رہو ۔۔۔۔ اس کی گیل آئے پکڑ را کھے سیں۔ ان نیں بھتایا ۔۔۔ سیسے اس پے سیں۔

ببلو: اس پے کونی چونی بی۔

پولیس: کیوں ۔۔۔۔ کڑے گئے

ببلو: پیسیاں کی تو یا لیا را کھی ۔۔۔ کترینہ کیپھ

پولیس: اچھیا۔۔ ٹھیک۔۔۔۔پیسیاں کی بہو لے آئے۔۔۔۔ تھامے نیوں کرو۔۔ سارے تھانے میں چالو

بڈھا: آبھائی۔۔۔ اورے نیں ہویے۔۔۔ تھانے میں کے کروگے۔۔۔ آڑے لے لیو۔۔ جو نسے لیٹے سیں۔

پولیس: اچھیا تاؤ۔۔۔۔۔ جے تو نیوں سوچے سے۔ پیسے لے کے چھوڈ دیوں گا۔۔۔۔ یو تھارا بہم سے۔ جماں گریب گھر کا بالک سوں ۔ اربنا پیسے دیئے لاگ رہیا سوں۔ کسے پے چونی نی لیندا۔ میں مانوں سوں ۔ مہارا محکمہ گندا سے۔ پھیر بی پانچوں آنگلی ایک سی کونی ہوندی۔ رے کونی بھتاندا۔۔۔کڑے تے لیایا سے۔؟

بڈا بیٹا: میں تو جی شہر سلطان آئی منڈی میں تے لیایا سوں۔

پولیس: رے وا منڈی؟؟؟؟

بڈا بیٹا: ہاں جی۔

پولیس: رے کیوں اپنی موت نیں موسی کہوے سے۔ رے اوڑے تے لیائی ہوئی چھوریاں کے تو ایڈز لاگ ری سے۔ ار ایب لاگے گی تیرے

بڈھا: آبھائی۔۔۔ یا کے ہووے سے ؟

پولیس: تاؤ جی۔۔۔ یا تو اسی بھونڈی بیماری سے۔۔۔ اس کا تو کوئے علاج بی کونی ۔۔۔ پاحھے سی اکھباراں میں آری تھی۔ اننے صوبے میں پچاس ہجار لوگاں کے یا بیماری لاگ ری سے۔ تاؤ جی۔ جے یا بیچا کھوچی نیوں ء چالدی رہی۔ ایک دن سارے دیش نیں اس بیماری تے پکڑ کے مردا دکھا دیوں گا۔

بڈھا: رے میں تو نیوں کہوں تھا۔بیماری آوے کڑے تے سے۔

پولیس: یہ لیاوے سیں۔۔۔۔۔ (بہو نیں دھمکاوے سے) کے لین آئی سے توں۔

بہو: داروگا بابو۔۔۔ ای پاپی پیٹ جو مرجی کروائی دئے۔ (روندے ہوئے بولے سے) ہمرے دیش ماں اتنی گریبی ہے۔ کہ ہمیں پیٹ بھر بھوجن ناہی ملے۔ اسی لئے ہمرے گھر والوں نیں ہمیں ٹرک ڈرائیور کے ہاتھوں بیچ دیا بابو۔ اب ہم کا کریں۔ کہاں جاویں۔۔

بڈھا: آ بھائی۔۔۔ میری سمجھ میں آگیا۔۔۔ ٹوٹا چے کیایں کا ہو۔۔۔ سب تے ماڑا ہووے سے۔ ان کے ٹوٹے میں یا اس کے ماں باپاں نیں بیچی۔ نہیں جے اپٹا باٹک کے بیچیا جاوے سے۔۔ ار بھائی کام دھندیاں کے ٹوٹے میں یہ چھورے ڈاکے ماردے پھریں سیں۔ ار بھائی چھوریاں کے ٹوٹے میں یہ بہو مول آویں سیں۔

پولیس: سہی بات سے تاؤ۔۔۔ بھوک آدمی نیں آندھا بنا دے سے۔ چے کیایں کی ہو۔ اس نیں اپنا پرایا۔۔۔ اچھا، ماڑا۔۔۔ کیایں کا دھیان نی رہندا۔۔۔ ار اسے کر کے آج سماج میں یہ کام ہوٹ لاگ رے سیں۔

ماں: اس میں یا سرکار کیاں تے نی کچھ کردی؟

پولیس: تائی جی۔۔۔ سرکار بہت کچھ کرٹ لاگ ری سے۔ ایب سرکار نیں لوگائی، چھوریاں کی حیھاجت کی کھاتر عورتاں کی ہیلپ لائن بٹا دی سے۔ اس پے پھون کرن کے میسے کونی لا گدے۔

بڈھا: اچھیا۔۔۔ نیوں کس طریاں بھائی۔ ؟

پولیس: تاؤ۔۔۔ کوئے کسے لوگائی، چھوری نیں بری نجر تے دیکھدا ہو۔ تنگ کردا ہو۔۔۔ مارپیٹ کردا ہو۔ بس ایک بر اس نمبر پے پھون کر

دیو۔ اسے ٹیم اپلیکیشن کام کرنا شروع کر دے سے۔ ار بنا گواہ جمانت نہیں ہووے گی۔

بڈھا: بھائی ۔یو تو جماں سہی کام کر دیا۔ ار بھائِ ایکلی سرکار بی کچھ نہیں کر سکدی۔ ایب تو سرکار ار سارے سماج نیں مل کے یو کام کرنے پڑیں گے۔

چوری ، ڈاکے ، لوٹ کھسوٹ
یا گنڈہ گردی بند کر دیو
لے کے دیٹا، کر کے کھاٹا
سب کے حوصلے بلند کر دیو
لکشمی روپ بیر کا ہوسے
یا بچا کھوچی بند کر دیو
یا بات سے پورے تول کی
جے ہو گیا ٹوٹا چھوریاں کا
پھیر نیوں ء آوے گی بہو مول کی

دیکھ تماسہ کل جُگ کا۔

کردار

1۔ بڈھا	چودھری
2۔ماں	چودھرٹ
3۔کالا	چھوٹا چھورا
4۔روشن	بڈا چھورا
5۔بہو	بڈے چھورے کی
ماسٹر	پڑوسی

بڈھا: (بیمار ہوئے سے)۔ رے مرگیا۔ ۔۔۔ مرگیا میں تو۔۔۔۔یا خدا! ایسا کے بکھار ہو گیا۔کسے ٹیم بی کونی اترا۔۔۔۔ روشن۔۔۔۔ رے روشن
کونی سٹ دا کے؟

روشن: کسی ٹیں۔ ٹیں کر ریا سے۔ سارا گھر سر پے ٹھا راکھیا سے۔ کے کہوے تھا؟

بڈھا: رے میں کے کہوں تھا۔ ایک پانٹی کا گلاس دے دیو۔یا دوائی لے لیوں۔

روشن: پانٹی کا گلاس دے دے؟ توں بی جماں کمال کر رہیا سے۔ تیرے پے آڑے تے پانٹی بی کونی لیا جاندا؟ منے پہلاں ء دیر ہوٹ لاگ ری سے۔
منے تو ایک حلسے میں جاٹا سے۔ اوڑے بڈے لیڈر آویں گے۔

بڈھا: "رے کے بات سے۔ میرا بولیا ہوا کام کونی؟"

روشن: ہمیں تو بھائی لوگو۔ اس بڈھے نیں کھا لئے۔جے کسے ٹیم گھراں آ جاں۔ اسے ٹیم ٹسکدا پاوے سے۔ کدے اس کا کچھ دو کھے ۔ کدے کچھ۔

بیرانی، کد سی جان چھوٹے گی۔(چلیا جاوے سے)

بڈھا: دیکھو رے لوگو۔ کے ماڑا بکھت آ گیا؟۔یو بی دیکھٹا تھا۔ رے جوٹسے جامے، دھیاڑے بھر کے پالے، رے آپ بھوکے رہ کے، ان تے

کھانڑ نیں دیا۔ ساری عمر ہاڈ تڑوائے۔ آج یا داد دیویں سیں ہم نیں۔ رے پاٹی کا گلاس بی کونی دیندے۔ روٹی کڑے تھی۔ ؟ یا اللہ۔ منے آج تک تیرے پے کچھ نی مانگیا۔ پر آج مانگو سوں۔ میرے اللہ۔ منئے ٹھالے۔(رون لاگ جے سے)

کالا: "کیوں اللہ تنئے ٹھا کے بوجھ مرے گا۔ "

بڈھا: "رے توں آج سکول میں کونی گیا کے؟"

کالا: بابو۔ میرا تو نام کٹ گیا۔"

بڈھا: کیوں رے؟

کالا: بھتاؤں بابو۔ ایک دن ماسٹر میرے پے سوال پوھے تھا۔نیوں بولیا۔ ایک آدمی ایک کام نیں دس دن میں کرے سے۔ بھتاؤ۔ دس آدمی اس

کام نیں کتنے دن میں کریں گے؟

صفحہ نمبر:67

بڈھا: پھیر رے؟

کالا: پھیر میں نیوں بولیا۔ ماسٹر جی، پہلاں نیوں بھتاؤ۔ یو کام سرکاری سے اک پرائیویٹ؟

بڈھا: رے ساری ہاڑ الٹا بولے گا تو نام کس کا کٹے گا؟۔ نیوں سوچوں تھا۔ جے مرپڑ کے دسویں کرلے گا۔ اس رستم کے چھورے جیوں کتے ماسٹر لاگ جے گا۔

کالا: آہو۔ ماسٹرنی، او تو کدے ڈی۔ سی لاگ رہیا ہو۔ نیوں ء پھرے سے گٹے بھڑاندا۔ رے لوگو، یا دنیا B.A, M.A کریں پھرے سے۔ ان نیں تو نوکری ملدی کونی۔ یو دسویں آلے نیں لوائے گا ماسٹر۔

بڈھا: رے تنے ساری باتاں کا بیرا رہیا۔ پھیر بی کونی پڈھد؟

کالا: او میں تو پڈھ لیوں، کوئے پڈھاوے بی تو ناں۔ یا میڈم تو سارا سال کرسی پے بیٹھی جرسی ارٹوپے نٹے جاوے سے۔ حئے گرمی ہو حئے سردی۔

ار ماسٹر سارا دن سٹاف روم میں سٹھے چاءپیویں سیں۔

بڈھا: تنے کے بیرا؟

کالا: اچھیا۔۔۔؟ بٹا کے نیں کوڑ دیوے سے؟

بڈھا: ہوں۔ توں حلوائی۔۔۔ یو تو گھٹا ء جلم ہو رہیا پھیر تو۔ یہنھ ماسٹر کسے ٹیم بی کونی پڈھاندے رے؟ تنخاہ بدھان کھاتر تو روج ہڑتال کریں سیں۔

کالا: بابو۔۔۔ توں نیوں کر۔۔ شہر میں جا کے، بڈھیا سے ڈاکٹر پے دوائی لے آ۔

بڈھا: رے شہر آلے ڈاکٹراں پے جانا کہ سیھلا سے۔ دو سو رئے تو پرچی کاٹ کے لے لیں سیں۔ اتنے گام میں او چھوٹو کا چھورا بھتاویں بڈا اچھا ڈاکٹر سے۔

کالا: آہو۔۔۔ اتھے نیں کے اوبالک دیوے سے؟بابو۔ یہنھ گاماں میں حتنے جھولے آلے بید سیں۔ ان نیں کیاں ء کانی بیرا۔ کیوں مرے سے؟

بڈھا: بھائی۔ میں تو آڑے تے ء لیاؤں سوں۔

کالا: نئیں ماندا تو جا پھیر۔

(بڈھا چلیا جاوے سے)

ماں: کالے۔۔۔ رے کالے۔۔۔۔ کونی سندا کے؟

کالا: ہے۔۔۔ کیا بولتی تو۔۔۔۔۔

ماں: رے ۔ کے تیرے باپ اُوت کے ہاڈ بولوں سوں۔ توں تو ناں کھون پیوے۔ میرا کھون پیٹ نیں تو وا ایک ء بھتیری۔

کالا: کیوں۔۔۔ وا کونسی جونک سے۔

ماں: رے وا تو جونک تے بھی بھونڈی سے۔ گاڈنٹ جوگا۔ آپ تو چال گیا حلسے میں۔ار اس نیں چھوڈ گیا میرے چھاتی پے مونگ دلٹ کھاتر۔اس عمر میں بی تڑکے ء پانچ بجے اٹھوں سوں۔ کدے کچھ کر۔ کدے کچھ۔۔ ایب تک چاء بی کونی پی سے۔ اروا کنچنی ۔۔ آٹھ بجے اٹھے سے۔

کالا: ری ماں۔ توں لڑائی کرواوے گی۔ وا بھیترء سے۔۔ وا آگی۔۔

بہو: کے کہوے تھی ری۔۔۔ کنچنی۔۔۔۔ کنچنی ہوگی توں ۔ ار وینھ تیری چھوری۔میرے تے کچھ نی کہہ دے گی۔۔۔میں تو آٹھ

کے۔۔ دس بجے اٹھوں گی۔ پڑھی لکھی سوں ار پڑھے لکھے کے آ
ری سوں۔ میں تو نیوں ء ایس کروں گی ۔ ایس۔۔۔۔۔

ماں: دیکھے۔ گھٹی ناں بولے۔ گھر کی راہی دکھا دیوں گی بھائی روئی نیں۔

بہو: دیکھے۔ بھائی روئی ہوگی توں۔ یو گھر ایب میرا سے۔ توں چال آڑے
تے ایب بڈھنگڑ۔۔۔۔

کالا: آں ری۔۔۔۔ توں جماں کمال کر ری سے۔ حئے کسے ٹیم گھراں آ
لیاں۔ توں میری ماں پے چڈھی پاوے سے۔

بہو: کیوں۔۔ چڈھنٹیں کے تیری ماں میٹرو سے۔۔۔۔۔

ماں: اے دیکھے۔ گھٹی ناں بولے۔ چوٹی پاڑ کے ہاتھ میں دے دیوں گی
میری ماں کی دادی کی۔۔۔۔

بہو: دادی ہو گی توں۔ میری لاگے سوکن۔۔۔۔۔دھوئے کھوپر آلی۔۔

کالا: ری ہو جیا چپ۔۔۔۔۔

بہو: توں منئے منئے کہوے۔ اس تیری ماں نیں کیوں نی کہندا۔۔؟

کالا: ری ماں۔۔۔۔ توں ء ہو جیا چپ۔۔۔

ماں: رے ہو ری سوں۔۔۔۔ آج تو آنڑ دے چھورے نیں۔ دیکھی
جے گی جو ہووے گی ۔ جے اس کے باسنڑ نیارے نی گڑوائے۔ یا
بی کے جانڑے گی۔

بہو: ار توں تو بیرانی کے کرواوے گی۔

کالا: ری ماں۔۔۔۔ جانڑ دے۔۔

ماں: رے میں اس نیں نیاری کروا کے مانوں گی۔ چھورے نیں آنڑ
دے۔

کالا: ٹھیک سے۔ پھیر نیوں کرئیے۔میرے باسنٹ بی اسے تے دے دئے۔

ماں: کے کہیا رے۔۔۔۔؟

کالا: کے کہیا کے۔۔۔۔ توں جماں جلم کر ری سے۔ ۔۔توں اس بہو نیں دباوے گی۔۔۔مساں سی تو ایک بہو آئی تھی۔ ری ماں۔۔ تنے بیرا کونی،
آج کل چھوریاں کی گھٹی کی ہو ری سے۔ کوئے سگائی آلا بی کونی آندا۔ آدھا دیس رانڈا پھرے سے۔ ارتوں اس بہو گیلیاں حد آئی کر ری سے اس کا بچاری کا، پہلاں ء جی کونی لاگ رہیا۔ چال ری بھابھی۔۔۔۔ آجیا۔۔۔۔(دونوں حلے جاویں سیں)

ماں: دیکھے۔۔۔ کسا ماڑا بکھت آیا۔۔۔۔۔جسا جامے ہوئے دھورا دھریں سیں۔ دوسریاں نیں کے کہواں۔

بڈھا: رے آج کسی برڑ۔ برڑ کر ری سے۔؟

ماں: بیج مرٹے۔۔۔ توں بی منئے ء کہیئے۔۔۔اس نیں کوئے بی کونی کہندا۔۔۔۔سارا دن ٹھالی رہوے۔ کام کردی ناں دھندا۔۔سارا دن سیسے
آگے بیٹھی چاٹے جے سے ہونٹاں نیں۔ آج تو آٹ دے چھورے نیں۔

بڈھا: رے بولی نا ں نے۔ یہنھ چھورے بی بہو آں کانی سیں۔ کان پکڑ کے جڑے سی بٹھا دے سیں۔ سانس بی کونی پاڑدے۔

ماں: پھیر ہیں توں مہارے گھراں جاؤں گی۔ میرے پے نی اس جیل میں رہیا جاندا۔

بڈھا: رے اوڑے اس تے بی گھنا دکھی ہووے گی۔ ساری جگہ گھوڑے آلا پھر رہیا سے۔ رے کل جگ آرہیا سے ۔ کل جگ۔چپ چاپ ٹیم
کاڈھ لے۔ اپنا گھر ء بھلا سے۔ پھیر پہلا ں تو توں بی کہیا کردی۔ چھورا بیایاہ جاوے۔ بہو آجے۔ ایب تولی ء چھک لی۔۔بنو آئی۔

ماں: "منّے کے بیرا تھا، اسی آوے گی۔میں تو نیوں سوچوں تھی کوئے آوے گی۔ بڈھاپے میں سیوا کرے گی۔"

بڈھا: "پھیر ایب تو بچوالی ہونگی پنڈی"۔

ماں: "پنڈی؟؟؟؟ واتو گھٹی بوچے سے۔"

بڈھا: "جا۔ ڈانگراں نیں نیار دے آ"

ماں: " منّے کے کسائیاں کے دنّے سیں۔ ساری ہاڑ کام۔ کام۔ اسے کے کائے تل چاب لئے تھے۔ (چلی جاوے سے)

بڈھا: "رے بینھ تو پورے کرنّے سیں۔ حنّے رو کے کر۔ حنّے ہانس کے کر۔"

کالا: "بابو، تیرے جایاں پاحھے او باٹیہ بھی آیا تھا"

بڈھا: "اچھا۔۔۔ اوہانسو سیٹھ؟"

کالا: "او تو جمنا روڑ لاگ رہیا تھا۔ نیوں کہوے تھا۔ رے تھامے روشن کے بیاہ میں ادھارا کپڑا لے گے تھے۔ منّے ٹیم پے تھاری عجّت راکھی۔ ایب تھامے بی میری کچھ تو راکھو۔

بڈھا: "پھیر رے؟"

کالا: "پھیر میں بولیا۔ تیرے میسے راکھ راکھے سیں۔"

بڈھا: اچھیا۔ چُپ ہو جیا۔ آج روشن کونی آیا۔"

کالا: "کیاں تے بابو؟"

بڈھا: "رے واپولس کی بھرتی کھل ری سے۔ پھارم بھر دیندا۔"

کالا: "پھارم آئے بھا کا تئے بیرا سے؟"

بڈھا: "رے بھا کیاں کا؟"

کالا: "بھرتی کا ایک جٹے کا، جھے سات لاکھ روپیاء مانگے سیں۔ ار پھیر بڈی تے بڈی پھریش۔ پھیر بی تسلّی کونی، کام تئے اک ناں تئے۔"

بڈھا: "پھیر تو وائے بات ہوگی۔ جس کے کھونٹے کرڑے ہونگے وینھ ء گے۔"

کالا: "آں او بابو۔ پھیر اتئے کھونٹے کے کونسا گھٹ لاگ رہیا سے؟

بڈھا: "رے یا گریبی لاگ ری سے۔ اس تے بڈا گھٹ اور کے ہوگا؟"

کالا: "بابو۔ ایب تو پولس میں لاگٹ کا پھیدا بی کونی۔"

بڈھا: "کیوں۔ ایب کے ہو گیا؟"

کالا: "ایب کونسی دارو بند سے؟"

بڈھا: "رے پہلاں کے تھا؟"

کالا: "ان پولس آئیاں نیں جماں کا چے کاٹے سیں۔ چے پوچھ لے۔ ینھ کھڑے سیں۔ جس پے سیکل بی کونی تھا۔ موٹر سیکل لے گے۔ پلاٹاں کی رجسٹری کروا لی۔ پھیر ایب تو پھیدا بی کونی اریا نوکری بی ٹھیک کونی"

بڈھا: "کیاں تے؟"

کالا: "تین دن ہوگے۔ ایک پولس آلا اتئے کھیت دھورے کھڑیا تھا۔ منّے اس پے پوچھیا۔ بھائی کیاں تے کھڑیا سے۔ نیوں بولیا۔ وجیر

آوے گا۔ ڈیوٹی لاگ ری سے۔ ار آج جب کھیت مینھ تے آؤں تھا۔ ایک پولس آلا سیکل پے آوے تھا۔ پسینم پسین ہو رہیا تھا۔ اس نیں دور تے ء روکا ماریا۔ رے راجو، آجیا۔ وجیر تو بائی پاس پے کو گیا۔"

ماسٹر: "او تاؤ۔ سے کے گھراں؟"

بڈھا: "آہو۔ بھیتر آجیا۔"

ماسٹر: "سلام تاؤ۔ اور سٹا۔ سوت سے نی؟"

کالا: "ماسٹر جی۔ سوت سات کچھ نی۔"

ماسٹر: "تاؤ۔ یو جماں ٹھیک کہوے سے۔ ایب کے برگی تو کدے نی ہوئی تھی۔ آمدنی تو کسے چیج کی نی۔ اریا مہنگائی ار گھر کے کھرچے۔ قرجے نیں جماں کڑتوڑ دی۔ "

بڈھا: "رے ماسٹر۔۔ تیرے تو پھیر بی مہینے آئے دن تنخواہ آجے سے۔ رے جماں تو ہم مر گے۔ رے کچھ بی کونی آندا۔"

کالا: "بابو۔ باٹیا آوے دو ٹیم۔"

بڈھا: "رے او بیسے لیٹ آوے سے۔ دیٹ کونی آندا۔ رے ماسٹر۔۔ آج گام میں وجیر آرہیا تھا۔ کے کہوے تھا؟"

ماسٹر: "تاؤ۔ کہٹ نیں کے لے رے سیں۔ چے کوئے آجے۔ آپاں نیں ایک دوسرے تے لڑواٹ کھاتر ایک دوسرے کی کاٹ کریں گے۔ ان نیں تو وائے انگریجاں آئی بات پکڑ راکھی سے۔ پھوٹ گیڑو۔ ار راج کرو۔"

شرابی: "رے پھوٹ کسی گیڑو سو۔ گڑ گیڑ لیو۔ داروبی لکڑ جے گی۔ "

ماسٹر: "رے توں روج ناں پیا کر۔ کدے تو عجّت کے بارے میں سوچ لے۔"

شرابی: "بات سنّو ماسٹر جی۔ تنّے عجّت مینھ کے کمی دیکھی۔ ؟کسے کا دیٹا بے شک ہو۔ لیٹا کونی بھائی۔"

ماسٹر: "رے آہو۔ دیکھ بی لی۔ ار سنّ بی لی۔ ہمیں تو نیوں ء کہواں ساں۔ دارو ناں پیا کر۔"

شرابی: "رے ماسٹر۔ میں تو داروپیوں سوں۔ لوگ تو لوگاں کا کھون پیویں سیں۔ "

بڈھا: "رے ماسٹر۔ یو چھورا سہی کہوے سے۔ رے ان گریب کسان، مجدوراں کی قسمت دیکھ رے۔ یہنھ آپ بھوکے رہ کے سارے دیش کے لوگاں کا پیٹ بھریں سیں۔ ار پھیر بی سارے انہاں نیں ء لوٹیں سیں۔ قرجیاں کی شرم میں لوگ پھانسی کھا کھا کے مرنّ لاگ رے سیں۔ رے یا سرکار اریہنھ بڈے بڈے اپھسر کوئے بی کونی سوچدا۔ ان گریب لوگاں کا تو یا خدا توں ء تھا۔ ار ایب توں بی ان لوگاں گیلے لاگ لیا۔ "

ماسٹر: "تاؤ۔ اللہ کا بی کوئے کسور کونی۔ ایب تو دھرتی پے کلجگ آ رہیا سے۔ سب نیں اپنّی اپنّی پڑ ری سے۔ اس مینھ آپاں سارے آلئے۔ تاؤ۔ اسّے لالچ کھاتر، بھائی نیں بھائی مارنّ لاگ رہیا سے۔ تاؤ۔ اس تے اوپر جُلم کے ہووے گا۔ بہو بیٹیاں کا گھراں تے باہر لکڑنّا گندا ہو گیا۔ "

بڈھا: "سہی بات سے۔ پھیر آپاں ایب کے کراں؟"

ماسٹر: "تاؤ۔ کرنّا کے سے۔ ایب تو یا بات سے۔"

"گریبی۔ بے روجگاری، برشٹاچاری
گریباں کا ہو ریہا ستیا ناس

جھوٹ، کپٹ اربیماری
رے نیوں نیوں سے سب کے پاپ
رے اپنا آپا آپ سدھارو
ڈھنگ بدل جے گا اس جگ کا
جے ناں مانو گے بات مھاری
تو دیکھو تماشہ کلجگ کا

دھرتی نیں کونڑ سدھارے گا؟

کردار

برہما جی

وشنو جی

اندو جی

چیترگپت

ناروجی

پولس والا

وزیر

جج

برہما جی سٹیج پر بیٹھے ہیں

چیترگپت: "برہما جی۔ نمسکار۔"

برہما جی: "نمسکار بھائی چیترگپت۔ آجیا۔"

چیترگپت: "آگیا جی۔ ار جماں سارا ریکاڈلے آیا۔"

برہما جی: " ٹھیک کریا بھائی۔ توں آج منڑ جیاں تے بلایا سے۔ رات میری شیوا جی مہاراج گیلیاں بات ہوئی تھی۔ ار وینھ نیوں کہویں تھے۔ برہما جی ۔ دھرتی پے جماں برا حال ہو گیا۔ دو دن ہوگے نارد جی دھرتی پے بھیج را کھے سیں۔ ار وینھ بس تھوڑی دیر مینھ آنڑ آلے سیں۔ آج اتے دپھتر مینھ سارے دیوتا کی ایمرجنسی میٹنگ ہووے گی۔ ارنیوں کرئے، کے کھانڑ پیٹ کا منگوا لئے۔"

چیترگپت: کھانڑ کی ناں سوچ کرئیے بس برہما جی۔ پیٹ کا بھتایو۔"

برہما جی۔ "رے منگوا لئے کوئے ٹھنڈا ٹھونڈا۔"

چیتر گپت: "ٹھنڈا کوٹسا جی۔"

وشنو جی: "رے ٹھنڈا، مطلب۔۔۔۔۔"

چیتر گپت: "کوکا کولا۔ وشنو جی مہاراج۔"

وشنو جی: "نمسکار بھائی۔ برہما جی نمسکار۔"

برہما جی: "نمسکار جی وشنو جی۔ آؤ، بیٹھو۔ آبھائی چیتر گپت، سارے آگے؟"

چیتر گپت: "ہاں جی۔ بس نارد جی رہ رے سیں۔ باقی تو آلئے۔ تھامے میٹنگ شروع کروَ۔"

نارد جی: "نارائن۔ نارائن۔ بھائی جی۔ نمسکار۔ وشنو جی نمسکار۔"

برہما جی: "نمسکار جی۔ نارد جی۔ دھرتی پے گئے تھے۔ کڑے کڑے گھوم کے آئے۔؟"

نارد جی: برہما جی۔ میرے تو بھارت مینھ ء لاگ گے دونوں دن۔"

چیتر گپت: "کے بات؟ کے ڈی۔ جے لے کے جا رہیا تھا؟"

برہما جی: "پھیر بھارت کا حال سٹا دیو جی۔ کے کے دیکھیا؟"

نارد جی: "بس پوچھو ناں جی۔ اوڑے تو ہاہا کار ماچ ری سے۔ گریب، مجدور، کسان جماں نیوں کلکی مار مار کے روویں سیں۔"

سارے: "کیاں تے؟"

نارد جی: "اوڑے مہنگائی، گریبی، بھوک ار بے روجگاری جماں اوپر جا ری سیں۔"

برہما جی: "نارد جی۔ جماں کمال ہو گیا۔ ار بھارت دیش کا یو حال ہو گیا۔ اس دیش کے بارے میں تو نیوں کہیا کردے۔ جڑے ڈال دال پے سونے کی چڑیاں کرتی ہیں بسیرا۔ ایسا بھارت دیش سے میرا۔"

نارد جی: "برہما جی۔ اوڑے رہ ری سے ڈالی ، ڈالی۔ اس کے نی چھوڑے تےَ بی۔ ار جوٹسی سونے کی چڑیا تھی۔ وا ان بے ایماناں نیں جا بٹھائی بایر کے ملکاں کے بینکاں میں۔ "

سارے: "نیوں کس طریاںَ؟"

نارد جی: "میرے بات سنٹو۔ اس طریاں۔"

اوڑے قدم قدم پے برہشٹاچار نیں گھال رکھیا سے ڈیرا
ایسا بھارت ہوگیا میرا رے ایسا بھارت ہو گیا میرا
اوڑے حکومت میں جا سٹھے لٹیرے، اوڈھ کے دھوتے مکھوٹے
وینھ دونوں ہاتھاں لوٹن لاگ رے۔ بنا گیڈی کے لوٹے
حکومت ار اپوزیشن ایک سے۔ شیر کا بھائی بھگیڑا۔

"اور برہما جی۔ جو آج کالھ کی نئی پیڈی سے۔ اس کا ناش کر دیا آج کالھ کے گائے ار پھلماں نیںَ "

سارے: "نیوں کس طریاں؟"

نارد جی: "میری بات سنٹو۔ اس طریاں"

اوڑے مُنئی ہووے بدنام۔ ڈار لنگ شیلا دکھاوے جوانی
آدھا بدن اُگھاڑا را کھے۔ اسی ہو گی بیر بانی۔

برہما جی: "بھائی ۔ میری سمجھ مینھ آگی۔ جوٹسی بات سوچ کے یا دھرتی بٹائی تھی۔ آج ان مینھ تے ایک بات بی کونی رہی۔ آج دھرتی پے چوری، ڈاکے، لوٹ کھسوٹ، چھیڑ چھاڑ، بلاد کار، بے روجگاری، بھوک ماری، لوگائی ،چھوریاں کا گھراں تے باہر لکڑناں گندا ہو گیا۔ ایب تھامے اس کی وجہ ار علاج بھتاؤ۔"

اندر جی: "میرے حساب تے یو چھیڑ چھاڑ آلی سب تے بڈی وجہ سے چھوریا ں کی کمی ہونڑ میں۔ "

سارے: "جمّاں ٹھیک۔"

اندر جی: "اسے کر کے ۔ کسے کے بیاہ نی ہوندے۔ ار جے ہو جیں تو بینھ پنچائیتی ۔ دو دو بائک ہویاں پاھے بی گوت بینھ گوت ملا کے پونچی بندھوا دیں سیں۔ آدھا دیش رانڈیاں کا ہوگیا۔ ار برہما جی۔ نیوں کہیا کریں سیں۔ اک رانڈا مانّس ار ہڑکایا کتا ۔ دونوں برابر ہویاں کریں سیں۔ "

چیتر گپت: "اندر جی۔ اس کا تو علاج ہو سکے سے۔"

اندر جیَ: "نیوں کس طریاں؟"

چہتر گپت: تھامے تو سارے طاقتور سو۔ نیوں کرو۔ دو تین سال کسے کے چھورے ناں جامٹ دیو۔ بس چھوری ء چھوریَ۔ چھوریَ ء چھوریَ۔

برہما جی: "رے دھرتی پے ایب ان طاقتوراں کی کونی چالدی"

چیتر گپت: "کیوں جی۔ تھاری کونڑ موڑ دے گا؟"

سارے حنّے: "رے الٹرا ساؤنڈ۔"

اندر: "ار دوسرا کارنڑ سے یو ٹی۔وی،بیوٹی کنٹیسٹ ار آج کا لہہ کی پھلم۔"

چیتر گپت: "یو اندر جَماٹ سہی کہنڑ لاگ رہیا سے۔ لے تھامے یو گانٹا دیکھ لیو۔ (لیپ ٹاپ پے "کانٹا لگا گانٹا چالے سے ار سارے دیکھیں سیں)

سارے حنّے: "رے اس نیں بند کر دے"

برہما جی: "رے جَماٹ کچھ بی نی پہر ری یا تو۔"

وشنو جی: "برہما جی۔ نیوں کہیا کریں اَک آدمی روٹی دیکھ کے بھوکا ہویا کرے سے۔ اریہنھ اسے اسے گاٹے دیکھ کے چھیڑ چھاڑ ار بلاد کار ہویا کرے۔

چیتر گپت: "ار چوری ، ڈاکے کی سنڑ لیو۔ یہنھ ہورے سیں بے روجگاری کر کے ۔ار دھرتی پے کتنی بے روجگاری ہو ری سے۔ یا بات کیل یمراج جی بھتاڑ لاگ رے تھے۔ دھرتی پے ایک ماسٹر جس کے چار مہینے رہ رے تھے ریٹار ئرمینٹ کے۔ اس کے بیٹے نیں جہر دے کر مار دیا۔ "

سارے حنڑ: "رے کیاں تے؟"

چیتر گپت: "اس کی جگہ نوکری مل جے۔ جیاں تے۔"

اندر: "رے تھامے کیوں ملیلے پے گھا چھیڑ رے سو۔ لے جَماں سو کا جوڑ بھتا دیوں۔"

سارے حنڑ: "بھتا دے۔"

اندر: "تھامے ایک بات بھتاؤ۔ جس آدمی پے ناں روجگار، ناں پریوار۔ اس پے کونڑ کھاتر ہو سے۔"

سارے حنڑ: "کچھ بی نی۔"

اندر: " ار اوئے آدمی، کچھ بی پاڑ کھاتر کے بیرا کتنا گر جے۔ حساب نی لایا جاندا۔ برہما جی، بھوک آدمی نیں آندھا بٹا دے سے۔ جے کیائیں کی ہو۔ اس نیں اپٹا پرایا، اچھا ماڑا، کیائیں کا گیان نی رہندا۔ ار جیائیں تے یہنھ اسے اسے کام ہونڑ لاگ رے سیں۔ "

برہما جی: "وشنو جی۔ اس دھرتی پے اس دھرتی پے جب بی کوئے بڈا مسئلہ پڑیا سے ، تھم نیں اوتار بھیج کے اس مسئلے کا حل کاڈھ دیا سے۔ ایب پھیر اس دھرتی کے مسئلے کا حل کر دیو۔"

وشنو جی: "برہما جی۔ اس ٹیم تو بس ایک ء راونڑ تھا۔ار آج تو گھر گھر میں راونڑ سے۔ ار تھم نیں تو بیرا سے ، اس ٹیم بی میرے گیل جو بٹی تھی۔ "

چیتر گپت: "ہاں۔ ار او تو بھلا ہو ہنومان کا، نئیں تو جماں ماٹی نی کوٹ دی تھی؟"

وشنو جی: "ار تھامے آج نیوں سوچو سو۔اس ٹیم ہنومان جسا بھگت، لکشمنڑ برگا بھائی ار سیتا برگی لوگائی۔ ناں برہما جی۔ ناں۔"

سارے جنے: "ڈھونڈتے رہ جاؤ گے۔"

اندر: "پاویں نی گے۔"

وشنو جی: "بات سنڑ لیو جی میرے پے،آڑے کمیں کروا لیو پر دھرتی پے کونی جاندا۔"

برہما جی: "وشنو جی۔ پاچھلے یگ میں کرشنڑ بنڑ کے بھی تھامے ء گئے تھے۔"

وشنو جی: "پھیر کے کھانڈ کھائی تھی۔ تھوڑا بوہت گھی ، دودھ کھایا تھا۔آج بی چور کہویں سیں۔ ار سنڑ لیو ، میرے بارے میں تو اسی اسی بات کہویں سیں اک بھتاندے ہوئے بی شرم آوئے سے۔ "

چیتر گپت: "اسا کے کہویں سیں؟"

وشنو جی: "نیوں کہویں سیں ، کرشن تو نہاندی لوگائیاں کے کپڑے ٹھایا کرے تھا۔"

سارے جنے: "ہا۔ !"

وشنو جی: "میں نی جاندا جی۔"

برہما جی: "سنّو تو۔"

وشنو جی: "سن راکھیا سے۔ میں نی جاندا۔"

(محفل تے باہر چلیا جاوے سے)

برہما جی: "رے چیتر گپت۔ ایب کے کراں۔ وشنو جی تو جواب دے گیا۔"

چیتر گپت: "یہنھ اندر جی سٹھے سیں۔ ان نیں بھیج دیو۔ ان کا کوئسا پاسپورٹ گم ہو گیا۔"

برہما جی: "ایب تو تھم نیں کشٹ کرنا پڑے گا۔"

اندر: "لیو جی۔ منّے کیاں تے پھنساؤ سو۔"

برہما جی: "کیوں بھائی۔ اس میں پھنساٹ آلی کوئسی بات سے؟"

اندر: "بات کیاں تے نی؟ دھرتی پے پنجاب ار ہریانے کا رولا ہو رہیا سے۔پنجاب ہریانے تے اس کے حصّے کا پانی کونی دیندا۔"

چیتر گپت: "پھیر تو تھم نیں جرور جانا چاہیے۔یو تو تھارا ء محکمہ سے۔ ہریانہ تے اس کے حصّے کا پانی دلواؤ۔"

اندر: "رے او پنجاب آلا، پٹیالا آلے راجہ کا چھورا سے۔ او میری مان لے گا؟ اس نیں سپریم کورٹ کی نی مانی۔"

برہما جی: "لے بھائی، یو تو دھرتی پے جناں گدر ہو رہیا سے۔ رے پانی پے تو سب کا برابر کا حق ہووے سے۔"

چیتر گپت: "برہما جی۔ تھمیں کوئسے ٹیم کی بات کرو سو۔آج دھرتی پے کل جنگ آ رہیا سے۔ نئیں جے ہریانہ پہلاں پنجاب میں تھا ء نی۔ بھائی کنہیا اتے دشمناں نے بی پانی پیایا کرے تھا۔ ار آج یو اتے چھوٹے بھائی تے بی کونی دیندا۔"

اندر: "رے پھیر میں جیائیں تے تو کہوں سوں۔ منّے کیوں پھنساؤ سو۔ میں جاندا۔"

برہما جی: "سنّو تو۔"

اندر: "سنّ راکھیا سے۔ میری تو صاف ٹال سے۔"

(محفل تے باہر چلیا جاوے سے)

برہما جی: "رے ایب کے کراں۔ یو بی جواب دے گیا۔"

چیتر گپت: "یو نارد جی رہے۔"

برہما جی: "ہاں جی نارد جی۔ ایب تو تھم نے ء کشٹ کرنا پڑے گا۔"

نارد جیَ: "نارائن۔ نارائن۔ناں جی، برہما جی۔ میں تو یہنھ پکڑوں کان۔ میرے تو دو دن مسّاں کٹے تھے۔

برہما جی: "رے کیاں تے؟"

نارد جی: "دھرتی پے میرے بارے میں بی کچھ کچھ کہویں سیں۔ یو نارد! یو تو لایا لترا سے۔ گاں کی مہینس تلے ار مہینس کی گاں تلے۔ میں نی جاندا جی۔

(ویہنھ بی حلے جاویں سیں۔)

برہما جی: "رے چیتر گپت۔ ایب کے کراں۔ یہنھ تو سارے جواب دے گے۔"

چیتر گپت: "سانس لے لے کاکا۔پہلاں ء ڈھیلا رہ سے۔۔۔ دھرتی کا سدھار کرنا پڑے گا۔"

برہما جیَ: "ہاں بھائی۔"

چیتر گپت: "لیا تھارا موبائل دیو ایک بر۔"

برہما جی: "کیوں تیرا کڑے گیا؟"

چیتر گپت: "بی۔ ایس۔ ایل ۔ ایم کا سے۔ ملدا کونی۔"

برہما جیَ: "یو تو نام تے ء دکھے سے بھائی۔ لے پکڑ۔"

چیتر گپت: "ہیلو۔ یمراج جی۔ نمسکار۔۔۔ میں چیتر گپت بولوں سوں۔ برہما جی نیں کہیا سے، دھرتی پے تے ایک پولس آلا، ایک جج، ایک وجیر ار ایک صحافی۔ ان نیں جلدی بھیج دیو جی۔ اچھیاجی۔ نمسکار۔"

برہما جی: "رے انکا کے کرے گا ایب۔"

چیتر گپت: "برہما جی۔ کسے بی ملک کے چار پائے ہووے سیں۔ قانون۔ میڈیا۔ انصاف ار حکومت۔ ار مہاری دھرتی پے یہ چاروں بوہت گندے ہو رے سیں۔ تھامے ان چارواں نیں سدھار دیو۔ دھرتی پے تو جنّت ہو جے گی۔"

برہما جی: "بھائی ، یا تو تیری بات جماں سہی سے۔"

چیتر گپت: "ار لیو جی۔ پولس آلا تو آبی گیا۔"

پولس : "جے ہند جناب۔"

چیتر گپت: "رے جناب کونی۔ برہما جی سیں۔ بھنڈی برگی ناس آئے۔ سیدھا کھڑیا ہو جا۔"

پولس: "ہائے۔ مر گیا رے۔"

چیتر گپت: "کیوں؟ کے ہو رہیا سے؟"

پولس: "تنّے لاگے بیرا جے اتنی دور جھوٹے پے گیر کے لیاویں تو۔"

چیتر گپت: "اور کے یمراج تیری کھاتر بولٹ لے رہیا سے۔ تیل کا بیرا سے؟ آئے مفتے اسکا ریٹ بدھ لاگ رہیا سے۔"

برہما جی: "رے توں اسکی فائل دیکھ۔"

چیتر گپت: (لیپ ٹاپ پے دیکھ کے) "دیکھ لی جی۔ دھرتی پے لوگ اتنے چور ، ڈاکوآں تے کونی ڈردے جتنے ان تے ڈریں سیں۔ دِلّی رام لیلا گراؤنڈ میں اس بیچارے رام دیو کے جماں رات کے دو بجے مار مار کے جماں سونڈ ٹھا دیا۔بیچارے نیں لوگائیاں آلا سونٹ پہر کے جان بچائی۔"

برہما جی: "ہاں رے۔ اسے اسے کام کرو سو؟"

پولس: "برہما جی۔یینھ ڈراؤ آئے الٹے سیدے کام سارے حکومت کے لوگ کرواویں سیں اربدنام پولس ہو جے سے۔ مہارے گیلیاں تو وا ہو ری سے اَک نانی کھسم کرے ، دیوتا ڈنڈ بھرے۔ ار پھیر رہی چور ، ڈاکوآں کی بات، اتے ایریا میں جماں صفائی سے۔"

دونوں: "ہوں۔ او توں سرف ایکسل۔۔۔۔"

چیتر گپت: "پرے نیں ہو لے۔"

برہما جی: "ہاتھ اوپر۔۔۔"

(پولس آلا ہاتھ اوپر ٹھا کے نیں سٹیج پے اک کانی کھڑا ہو جے سے)

چیتر گپت: "لیو جی۔ یو آگیا انصاف دیؤ آلا جج ۔۔۔"

برہما جی: "ہاں بھائی۔۔۔ توں کونؤ؟"

جج: "میں جج سوں جی۔"

چیتر گپت: "آڑے کونی جج۔ دھرتی پے ہو گا۔ ار بات سؤ۔ جو بی پوچھاں، ساچی بھتا دیئے۔یو برہما جی کا دربار سے، تھاری کچہڑی کونی۔"

برہما جی: "ہاں بھائی۔ کے نام سے تیرا؟"

جج: "جی میرا نام شیو راج سے۔"

برہما جی: "ایب تول کر کے فائل دیکھ۔

چیتر گپت: (لیپ ٹاپ پے دیکھ کے) نام ٹھیک سے جی۔ پر کام گلت۔۔۔اس نیں دھرتی پے اسے اسے آدمی بری کرے سیں۔جن پے کھون ار بلات کاری کے کیس تھے۔"

برہما جی: "ہاں رے۔۔۔جے تھامے نیوں کرو گے تو انصاف کون کرے گا؟"

جج: "جماں ساچی بھتاؤں جی۔ لے یا دیکھو۔ یا ایک گمنام چٹھی سے جس کا نیوں بی کونی بیرا اُک یا آئی کڑے تے تھی۔ اربیرا سے ان مینھ کے لکھ راکھیا سے؟جے اس کیس کا پھیسلہ مھارے حق مینھ نہیں کریا تو تیرے سارے کٹبے نیں کھتم کر دیاں گے۔ برہما جی۔۔۔ تھامے آڑے سٹھے بات کرو سو۔ایک بر دھرتی پے چال کے دیکھو۔ انصاف کرٹا سیھلا کونی۔"

چیتر گپت: "برہما جی۔ یو جج جماں سہی کہٹ لاگ رہیا سے۔آج دھرتی پے چاہے کوئی کتنا بڈا ظلم کر دیوے۔ اس کا کیمیں نی بگڑدا۔بس اس پے پیسہ ار پھرمائش ہوٹی چاہیے۔ رہی بات ثبوت ار گواہ کی۔تو کچہڑی میں ء مل جا سیں۔ ار اسے کر کے آج بڈے بڈے گنڈے حکومت میں جا سٹھے۔(جج تے کہیا کہ پولس آٹے دھورے چال)۔ لیو جی۔ یا آگی بگن کی جڑ۔ اس نیں سارے دیش کی پھرکی بٹا راکھی سے۔"

وزیر: " او ہو۔۔۔ کے بات رے۔۔۔ اے۔ سی نی چلا راکھیا۔۔۔"

چیتر گپت: "کے بات۔۔۔ کو تھلی لے کے آرہیا سے؟ار بات سن۔۔۔یو تیرا ریسٹ ہاؤس کونی۔برہما جی کا دربار سے۔۔۔ کھڑیا ہو لے۔"

وزیر: "بھائی صاب۔۔ جماں تھک رہیا سوں۔ "

چیتر گپت: "کیوں ۔۔۔ توڑی ڈھو کے آیا سے؟"

وزیر: "رے اتنی دور پیدل لیائے سیں۔"

چیتر گپت: "او ہو۔ برہما جی۔۔ یمراج پے گلتی ہوگی۔ یو تو بتّی آئی میں لیاڑ کا تھا۔ رے توں تو گھسراڑ کے لیاڑ کا تھا۔"

برہما جی: "رے یو کوڑ سے۔ اس کے گیلیاں۔"

چیتر گپت: "یو دیش کا چوتھا پاوا۔۔۔۔ میڈیا۔"

برہما جی: "رے یو اس کی کاکھ میں کیاں تے بڑڑ نیں ہو رہیا سے؟"

چیتر گپت: "برہما جی۔ یو آج کیل انہیں کی کاکھ میں رہوے سے۔"

برہما جی: "رے کیاں تے؟"

چیتر گپت: "بھتیری سونے کی چین ار رپئیاں کے لپھاپے تھیاویں سیں۔ جیاں تے۔"

برہما جی: "رے اس کی فائل دیکھ۔"

چیتر گپت: "دیکھ راکھی سے جی۔ یو آدمی کھبراں کے اسے چونکے لاوے سے۔ دن کی رات ار رات کا دن بٹا دے سے۔ ایک چھوٹے موٹے چور نیں راتوں رات ڈان ار ڈان نیں مہاتما بٹا دے سے۔ ار اور سڑ لیو۔ جوٹّسے جوان اپنّی جان دے کے دیش کی حفاجت کریں۔ ان کے بارے میں دو لائن نی لکھ سکدا۔ ارجے کترینہ کیف کے جکام ہو جے۔ تو پھوٹو تو ناش ناشاں کی دے گا۔"

برہما جی: "ہاں رے۔ تھارا اصلی کام تو دیش کے دشمن ار گدّاراں کے پردہ فاش کر کے یو دیش بچاڑ کا سے۔ ار تھامے اسے اسے کام کرو سو۔"

صحافی: "برہما جی۔ کے کراں۔ اکھبار تو کونی بِکدا۔ ار رہی بات سچائی لکھٹ کی۔ جے لکھاں تو کوئے لکھٹ کونی دیندا۔ اس سرسا آلے صحافی نیں لکھی تھی آج اس بچارے کے بالک رلدے پھریں سیں۔"

برہما جی: "رے تھم نیں سچائی لکھٹ تے کونڑ روکے سے؟"

صحافی: "یہنھ روکے جی یہنھ۔۔۔(وزیر کانی اشارہ کرے سے)

برہما جی: "ہاں رے؟"

وزیر: "ناں برہما جی۔ یا تو اپوزیشن آلیاں کی چال سے۔ رہی بات کاماں کی۔ جماں پوری کوشش کرنڑ لاگ رے ساں۔ بڈھاپا پنشن ایک ہجار رپیئے۔ گریباں نیں سو سوگج کے پلاٹ۔ جے یقین ناں ہو تو دھرتی پے جا کے دیکھ لیو۔ جگہ جگہ بڈے بڈے بورڈ لگوا را کھے سیں۔"

برہما جی: "رے منڑ شک سے۔ اس کی فائل دیکھ۔"

چیتر گپت: "جماں جھوٹا۔یہنھ کام تو ہریانہ مینھ ہو رے سیں۔ یو تو ہریانڑے کا سے ء کونی۔"

برہما جی: "اچھیا۔۔ اور کڑے کا سے؟"

چیتر گپت: "بہار کا۔"

برہما جی: "بہار کا۔۔۔ رے اسکی وجیر بنڑ تے پہلاں کی فائل دیکھ۔"

چیتر گپت: "برہما جی۔ اس نیں کدے ڈھنگ کے کام نی کرے۔یو باہر کم ار بھیتر جیادہ رہیا سے۔ اوہو۔ برہما جی ۔۔۔ جماں کمال ہو گیا۔"

برہما جی: "ایسا کے ہو گیا؟"

چیتر گپت: "یو تو الیکشن بی جیل مینھ پڑیا پڑیا جیت گیا تھا۔"

برہما جی: "ار ایب رے؟"

چیتر گپت: "ایب کیبنیٹ مینھ وزیر سے۔"

برہما جی: "رے دھرتی پے اسے اسے وزیر سیں کے؟"

چیتر گپت: "کمال کرو سو جی۔ یو کونسا ایکلا سے۔ ان کی تو پوری پھوج سے۔ ار اسے پھوج نیں یو دیش دیمک کی طریاں کھا لیا۔ ایب تو برہما جی تھامے کچھ کرو۔"

برہما جی: "بھائیو۔۔۔ تھم نیں سب نیں دیکھ لیا۔ مھارے ہاتھ میں کچھ نی۔ ایب تو جو کچھ بی کرے گی یا عوام کرے گی۔ ار ایب تو عوام نیں جاگنا پڑے گا۔ ار بھائی۔۔ جے ایب بی نہیں جاگے۔ آرے یو حال ہو جے گا۔

چور۔ چار۔ ٹھگ بدماش۔ دھرتی پے گھنے ملنگ ہونگے۔
جونسے تھے چار تھمب دیش کے۔ وینھ بی ان کے سنگ ہونگے
یو حال دیکھ کے دھرتی کا، سارے دیوتا دنگ ہو گے

بیاہ کی دکان (میرج بیورو)

کردار	
دکان دار	مالک
چھوٹو	نوکر
رلدو	چوکیدار
ہیجڑہ	
بڈھا	گاہک
پولس آلا	

صفحہ نمبر 87

دکاندار: "چھوٹو۔۔ رے چھوٹو۔۔۔۔۔ اصلی کونی۔۔۔ پاڑے گا کے؟"

چھوٹو: "استاد۔۔۔ آگیا۔"

دکاندار: "رے آہو۔۔۔ آگیا۔"

چھوٹو: "استاد۔۔۔ آپاں نیں یا بیاہ کی دکان تو کھول لی۔ اٹے پے پیسہ ناں دھیلا۔۔۔ یو دھندہ چالے گا کیو کر؟"

دکاندار: "رے توں سوچ ناں کرے۔ آپنّی نی لا گدی چوَنی بی۔ چھورا کسے کا۔۔ کسے کی چھوری۔ ٹھالی مٹھے اپنّی دکان مینھ بٹائے جاواں گے جوڑی۔"

چھوٹو: "اچھیا۔۔ ٹھیک سے۔۔۔ یا تو وائے بات ہوگی۔ مال مالکاں کا ار مشہوری کمپنی کی۔"

دکاندار: "رے مشہوری آٹے۔ دیکھ گاہک آگیا۔"

چھوٹو: "کاکا۔۔ او کاکا۔۔"

دکاندار: "آرے رلدو۔۔۔ توں کس طریاں آیا۔"

رلدو: "کاکا۔۔ تھارے دھورے بڈی آس لے کے آیا سوں۔"

دکاندار: "رے کیاں کی؟"

رلدو: کاکا۔ کے بھتاؤں، مھارے گھراں تو میرے بابو کا ایسا بیاہ ہویا تھا۔

دکاندار: "پھیر رے۔"

رلدو: "پھیر کے۔۔۔ کسے کا نی ہویا۔۔"

چھوٹو: "او میرے یار۔۔۔ یا کونسی بات کہی۔توں پچیس ہجار دے۔۔۔۔ تیرا بیاہ ابے کروا دیاں ساں۔"

رلدو: "پچیس ہجار۔۔۔۔ میرے پے بی؟"

دکاندار: کیوں۔۔۔ تیں چھوری کا چھورا سے؟"

رلدو: کاکا۔۔۔ مھاری تو سارے سودیاں مینھ چھوٹ ہووے سے ریجرویشن کی۔۔"

دکاندار: اچھیا۔ ٹھیک، تھاری نوکری لا گدے بی چھوٹ۔ پڈھائی مینھ بی ارایب سگائی مینھ بی۔۔۔ او بھائی۔یا چھوٹ ہووے سے سرکاری سودیاں مینھ۔ اریو سے مھاری پرائیویٹ دھندا۔۔"

رلدو: "او پرائیویٹ مینھ بی لے کے دکھا دیوں گا۔۔۔"

دکانداار: "رے توں جاوے سے اَک ایک دو کھاوے گا؟"

رلدو: "او توں کھاٹ آئی بات نہ کہہ دیئے۔ جے تھانے مینھ جا کے نیوں کہہ دیانی اَک جات آئی گیل دیوے تھا۔ جمانت بی کونی ہووے۔"

دکاندار: "رے دن دھولی جھوٹ بولٹ لاگ رہیا۔ منے تو کچھ بی نی کہیا۔"

رلدو: "بنا کہے بی پھنسوا دیوں گا۔"

دکاندار: "آ بھائی۔۔ یہنھ جوڑوں ہاتھ۔ارپیر بی پکڑوں کے؟کر لیٹ دے کام۔بِگ جا۔۔"

رلدو: "ہاں۔۔ نیوں آ لائن پے۔۔کدے تنّے بٹاؤں پٹواری۔۔۔۔ (چلیا جاوے سے)

دکاندار: "لے بھائی۔۔ کر لیو بوہنّی۔۔۔تڑکے ء تڑکے بیرا نی کس کا مونھ دیکھیا تھا۔"

چھوٹو: "سیسہ دیکھیا ہو گا ۔ استاد۔۔۔"

دکاندار: "رے سیسے آلے۔۔ ایک بات بھتا۔۔چھوری آلا تو ایک جٹا بی کونی آیا۔کیو کر کام چالے گا۔؟"

چھوٹو: "گھبراؤ ناں استاد۔۔ وا میں سادھ دیوں گا۔"

دکاندار: "اچھیا۔۔ توں جاوے گا؟"

چھوٹو: "توں سمجھیا نی۔۔۔میری سے کئی ٹرک ڈرائیوراں گیلیاں جانّ پہچھانّ۔ان پے باہر تے چھوڑی منگاندے رہواں گے۔ارکام چلاندے رہواں گے۔

دکاندار: "رے ان کے تے تو ایڈز لاگ جے گی۔"

چھوٹو: "لاگن دے استاد۔ ایڈز چھوڈ چے ڈینگی ہوجے۔ مھارا کام سے.بیاہ کرواٹا ارپیسے کماٹا۔۔۔ او دیکھ۔گاہک آگیا۔"

ہیجڑہ: "سارے لڑکوں کی کر دو شادی ۔ بس ایک کو کنوارہ رکھنا۔بس ایک کو ہماری رکھنا۔ (تالی بجا کر) ہائے ہائے۔ میرے کو بھی دے دو رے بدھائی۔"

دونوں: "لیو، کر لیو کمائی۔گام بسیابی کونی ارمنگے پہلا ں ء پھیر گے۔"

چھوٹو: "آ رے بھائی۔ تنّے بے بے کہوں اک بھائی۔ ہمیں اور بچلا دئیے۔"

ہیجڑہ: "آئے ہائے۔ رے اوں اے بچلو بھائی تھامے تو۔"

دکاندار: "رے او توں بگنی۔۔ باہر چال توں۔"

ہیجڑہ: "رے اسے تھوڑی چلی جاؤں گی۔ ایک پانچ سو کا نوٹ اور ایک سلک کا سوٹ لے جاؤں گی ہاں۔"

چھوٹو: "بی ری ! پانچ سو چھوڈ، رہیئے پانچ ہجار لے لئے۔ پر تنّے ایک کام کرنا پڑے گا۔"

ہیجڑہ: "رے پانچ ہجار کے لئے تو میں اپنی جان پے کھیل جاؤں گی۔ ہائے۔۔(چھوٹو کو ہاتھ لگاتی ہے)

چھوٹو: "ہائے، مر گیا رے۔"

دکاندار: "رے چھوٹو ! تیری ناس نیں پھوڑ دیوں گا۔ کے کرواوے گا اس پے؟"

چھوٹو: "استاد، اورے نیں آ۔ یا تو اتّے گھراں جمنا لکشمی آگی۔ آپاں تو اسے نیں بہو بنّا بنّا کے بھیجدے رہواں گے۔ تو سمجھیا کر۔"

ہیجڑہ: "پھر میرا کرو گے کیا؟"

چھوٹو: "بی ری، تیرا کراں گے بیاہ۔"

دکاندار: "رے بیاہ کا تو اوپر آئے نیں ان تے پرمٹ ء کونی دیا۔ چے چھوری گیل۔"

چھوٹو: "استاد ! ان تے تو اِسا پرمٹ دے راکھیا سے۔ حئے چھورے گیل بیاہ دے۔ حئے چھوری گیل۔"

ہیجڑہ: "دونوں گیل کر لیاں گے ایڈجسٹمنٹ۔"

دکاندار: "رے توں تو کر لے گا۔ پھیر ان کی تو کونی ہوندی۔"

چھوٹو: "بی ری ! توں بھیتر چال۔(پیچھے پیچھے جاتا ہے)

دکاندار: "رے کونی آندا۔"

بڈھا: "رے آ چھوریو۔"

دونوں: "ہاں تاؤ۔۔۔"

بڈھا: "رے میں تھم نیں تاؤ دیکھوں سو۔؟"

دونوں: "اور توں تائی سے۔"

بڈھا: "رے اِسا تاؤ کہہ دیا۔ اِسا گھر تے کاڈھ دیا۔ چاچا کہہ لیو۔"

دونوں: "کونی کہندے۔"

بڈھا: "ناں کہو بھائی۔ میں کسے اور دکان پے بِگ جیوں گا۔"

دکاندار: "او آجیا چاچا۔ آجیا۔"

بڈھا: "ہاں، ایب ٹھیک سے۔رے منّے سُنیا سے تھامے بیاہ کرواؤ سو۔"

دونوں: "ناں، اپریشن کرواواں ساں۔"

بڈھا: "اوہو۔ میں تو گلت آگیا بھائی۔"

دکاندار: "او چاچا ! ایک بات بھتا۔ جِب دکان بیاہ کی رہی تو بیاہ ء ہوویں گے۔توں نیوں کر توڑا سا چھورے نیں لے آ۔"

بڈھا: " رے تھاری کے آنکھ پھوٹ ری سے۔ تھام نیں دیکھدا کونی رے۔ چھورا تھارے سیامی کھڑیا سے۔"

دونوں: "دیکھو رے لوگو۔ اکسے کمار۔"

دکاندار: "تیرے پیٹ مینھ آندنی۔"

چھوٹو: "تیرے مونھ مینھ داندنی۔ بڈھے۔"

بڈھا: "رے بڈھا ہوگا توں۔ حئے تیرا باپ۔ ار بات رئی داناں کی۔ ایک جوڑی اور لے رہیا سوں۔"(گو جی مینھ تے سیٹ کاڈھ کے دکھاوے سے)

دکاندار: (چھوٹو نیں دھمکاوے سے)"او چاچا ! کوئے بات نی۔ پر ایک بات بھتا۔ توں اس عمر مینھ بیاہ کیاں تے کرواوے سے؟"

بڈھا: " رے بس پوچھے ناں۔ بہو ار چھورے نیں میری چھاتی مینھ گھا کر راکھے سیں۔ ناں ٹیم پے روٹی ناں پانی۔ ارنیوں کہویں، تیرے مینھ تے بانس آوے سے۔ ار وینھ ایک بات بھول رے سیں ۔ ساری جمین میرے نام سے۔ میں بی میرے بیٹیاں کی چھاتی پے دیوا باتوں گا۔"

دکاندار: "بس تاؤ ٹھیک سے۔ ایب توں نیوں بھتا تنے کِسی بہو چاہیئے۔"

بڈھا: "رے بہو چاہیے۔ جماں موصل برگی۔"

دونوں: "وا تو تیری کڑء توڑدے گی۔"

بڈھا: "رے تھارے چاچے کا کچھ نی بِگڑدا۔ میں پیور سٹیل پڑیا سوں۔ رے پیور سٹیل"

دونوں: "وا کے تیرے گلاس بنواوے گی۔"

بڈھا: "رے تھام نیں وا بات نی سُنی۔"

دونوں: "کونسی"

بڈھا: "تِریا جوبن تیس سال۔ بلد چالے ناں سالا۔ مانس ار گھوڑا کدے نی بڈھے ہوندے۔ جے ملدا رئے مسالہ۔"

دکاندار: "بس ٹھیک سے تاؤ۔ چھوری نیں سولہویں سال مینھ پیر دھریا سے۔"

بڈھا: "رے بس۔ آگے ناں سرکن دیئے۔ حئے سیسے کتنے ء لاگ جیں۔ "

دکاندار: "چاچا! تیری اور کوئے کنڈیشن ہو؟"

بڈھا: "بس بھائی۔ کنڈیشن کے تھی۔ جِب میں پانٹی منگواؤں۔"

چھوٹو: "تیری کھاتر پانٹی لیاوے۔"

بڈھا: "ارجِب میں روٹی منگواؤں۔"

دکاندار: "تیری کھاتر روٹی لیاوے۔"

بڈھا: "اَرجِب میں سونٹ جاؤں۔"

دونوں: "تیری کھاتر جہر لیاوے۔"

بڈھا: "ارے آ جہر آئے۔ یا پکڑو مایا۔ ار میں گھوڑی لے کے نیوں آیا۔(چلیا جاوے سے)۔

دکاندار: "او تاؤ۔ یہنھ بال کاٹے کروا لئے۔ "

بڈھا: "رے بہو کھاتر تو میں مونھ بی کالا کروا لیوں گا۔

دکاندار: "دیکھ رے چھوٹو۔ بڈھیاں کی تو جماں شرم اترگی رے۔ قبر مینھ پیر لٹک رے ار اس نیں دے دیو بنّو۔"

چھوٹو: "استاد! جیادہ ججباتی ہونٹ کی جرورت کونی۔ آپاں نیں کے مطلب۔ حئے اگلی جاندے ء رانڈ ہوجے۔ اپٹا مطلب سے بیاہ کرواٹا ار یسے کماٹا۔ ار او دیکھ ایک اور گاہک آگیا۔"

شرابی: "لے بھائی۔ تھام نیں یو جماں ثواب کا کام کر لیا۔"

دکاندار: "رے توں بی بہو لیٹ آیا سے؟"

شرابی: "اور آڑے اونٹنی لیٹ آیا سوں"

دکاندار: "رے بیاہ کھاتر تو حئے نوکری ہو۔ حئے آبل سے جمین کے کلے ہوں۔ تیرے پے کے سے؟"

شرابی: "ایک کِلا۔"

دکاندار: "کوئے نی پوچھدا ایک کلّے آئے نیں۔"

شرابی: "رے توں کے کہوے سے۔ اُس کلّے نیں تو جماں موج کرا راکھی سے۔ یا جو نہر ملتان جا ری سے نی۔ وا اِنّے آئے کلے مینھ کو جا ری سے بھائی۔ ار گورمنٹ نیں دس لاکھ رپئے دے راکھے سیں۔"

دونوں: "دس لاکھ رے۔ اتنے پیسیاں مینھ تو ہم بیاہ دیا تیرے بابو نے بی۔"

شرابی: "وا تھاری مرجی۔۔۔پر ایک بات کہہ دیوں۔ تھاری بے بے موج کرے گی۔ موج۔"

چھوٹو: "رے ٹھیک بول ٹھیک۔"

دکاندار: "رے ٹھیک سے۔ لیا پیسے دِکھا۔"

شرابی: "لے۔ ایب بہو لیا۔ ار بات سن۔ بہو اِسی ہوئی چاہیے۔جِب پائی لین جاوے، گال مینھ کِلی لاگئی چاہیے۔"

دکاندار: "رے توں پیسے دے۔توں گھبراوے ناں۔ اِسا سودا دیوں گا۔ کلکی تو تھارے رشتے داراں مینھ بی پڑ جیں گی۔ چھوٹو۔ پھٹاپھٹ کر بھائی۔ آڑے تو اِسا کام سے اُس ہاتھ دیو۔ اِس ہاتھ لیو۔"

(چھوٹو۔ اندر تے ہیجڑے نیں لے کے آوے سے)

چھوٹو: "لے بھائی۔ بہو آگی۔ ایب نکاح کڑے کرواوے گا۔"

شرابی: "رے منّے کے بیرا تھا۔ تھامے اتنا توڑا کام کر دیو گے۔"

چھوٹو: "لے جیا۔ ار کروا لئے نکاح کڑیاں۔ بات سن۔۔۔۔ ٹھیک راکھیے اس نیں۔"

شرابی: "آہو بھای صاب۔ جِسی تھاری بے بے۔ اُسی ء میری۔"

چھوٹو: "آو بھاتی۔ بے بے کونی ۔ بہو سے تیری۔ ار لے یو جھولا۔

شرابی: "رے کے بات۔ گیلیاں کونی چالداتیرے بے بے کے۔"

دکاندار: (گُسّے مینھ)او بھائی۔ لے پکڑتیرے پیسے۔ ار اس نینھ اُرامنے دے۔ "

شرابی: "اچھیا بھائی۔ کوئے بات نی۔ ار واگھڑی ار سائیکل رے"

دکاندار: "رے توں جاوے سے اَک کونی۔"

شرابی: "اچھیا۔ کوئے بات نی۔ دوسرمینھ دے دیو۔"

چھوٹو: "استاد۔ دھندا، دُھندا کچھ نی۔ بیرا کی کے کے سنُنا پڑے سے۔ "

دکاندار: "رے کوئے بات نی۔ لوگ پیسے کماٹ کھاتر بیرا نی کے کے کریں سیں۔ "

بڈھا: "تھاٹیدار صاب۔ پکڑ لیو۔ یہنھ رہے دونوں ٹھگ۔"

دکاندار: "کیوں۔ تیرا کے ٹھگ لیا؟"

بڈھا: "رے میرے تو سارے گھر مینھ بوہاری دے گی۔"

چھوٹو: "کونُسی۔"

بڈھا: "رے پچیس ہجار مینھ دی تھی جونُسی۔"

پولس: "بات سٹ رے۔ اس بڈھے کے پیسے الٹے دے دیو۔"

دکاندار: "پیسے الٹے دے دیاں۔ کیوں آڑے کے پڑچون کی دکان سے۔ ار بات سٹ لیو تھاٹیدار صاب۔ جے پیسے لئے تھے نی۔ تو بہو دی تھی جماں طوطے برگی۔"

پولس: "رے او طوطا تو اس کے گھراں دو دن بی کونی رہیا۔ ساری ٹوم لے کے اُڈگیا۔ "

شرابی: "رے تھارا ناش ہوجے۔ رے او کمیٹو۔ رے گام گیلیاں ایک گھر تو ڈیٹ بی چھوڈدے سے۔ تھام نیں یو دیوتا بی کونی چھوڈیا رے۔ "

بڈھا: "رے کے بات چھورے۔ تیرا بی طوطا اُڈ گیا کے۔"

شرابی: "تاؤ، میرلے طوطے کی تو پانکھ ء کونی تھی۔"

ہیجڑہ: "او۔ نیوں کسی بے عجتی کرنڑ لاگ رییا سے۔"

شرابی: "ہٹ تیری سسری۔

بڈھا: "رے نیوں کس طریاں دھمکاوے بہونیں۔"

شرابی: "بہو۔۔۔۔ناں یو جِناناں، ناں یو مردانہ۔ شیراں نیں دے دیا بچلا کارکھانہ۔"(دھکا دے دیوے سے)

بڈھا: "تھانیدار صاب۔ یا تو وائے سے جونسی میرے گیل بھیجی تھی۔"

شرابی: "بھیجیا تھا کہو۔۔۔"

پولس: "ہاں رے۔ یہنھ تو ٹھگ تے۔ توں بی ان گیلیاں رل گیا۔"

ہیجڑہ: (گُسے مینھ)ہیجڑہ نئیں ہوں میں ہیجڑہ نئیں ہوں۔" (روندے ہوئے)ہیجڑہ ہے اس ملک کا سسٹم جونسا ڈگری تو دیوے سے۔ پر نوکری کونی دیندا۔رے جس دن منّے کالا کوٹ پہر کے ڈگری لی تھی۔اس دن بوہت ء تاڑی باجی تھی۔ منّے کے بیرا تھا۔ اس پاپی پیٹ نیں بھرنڑ کھاتر منّے ہیجڑہ بنڑ کے یا ہیجڑی تاڑی بجانڑی پڑے گی۔ (رووے سے)

دکاندار: "تاؤ۔۔۔یو چھورا ساچی رووے سے۔ جس آدمی پے ناں کھاندان، ناں روجگار۔ اس کی کونڑ سنے سے۔"

سارے: "کوئے نی۔۔۔۔۔"

دکاندار: "بس پھیر۔ او آدمی کچھ بی پانڑ کھاتر کتنا بی گر سکے سے۔ ارو ابات کہیا کریں سے نی۔ مردا، کے نی کردا۔ اسے کر کے ہم نیں یو دھندا شروع کر لیا۔"

بڈھا: "بات سنڑ لیو رے چھوریو۔۔۔اس سسٹم نیں بٹان آلے ار بگاڑنڑ آلے آپاں آپ ساں۔ رے اپنڑا آپا سدھار لیو۔ یو سسٹم تو آپے سدھر جے گا۔"

دکاندار: "سہی بات سے تاؤ تیری۔آج تنّے مھاری آنکھ کھول دی۔

بھولا

راجندر سنگھ بیدی

جد منے دیکھیا، مایا ماٹی کے کٹورے میں مکھن دھرٹ لاگ ری تھی۔ مایا نے سینت کی کھٹاس ہٹاٹ کھاتر مکھن کئی باری پانٹ گیلیاں دھویا تھا۔ اس طراں مکھٹ دھوٹ کی کوئی کھاس وجہ جرور تھی۔ اس طراں کی بات مایا کے کسے رستے دار کے آٹ کا سندیسہ دیا کرے تھی۔

ہاں۔۔۔۔ ایب منے یاد آیا۔۔۔۔۔ دو دن بعد مایا کا بھائی اپٹی بدھوا باہٹ پے راکھی بندھاٹ آٹ آلا تھا۔ رواج تو نیوں سے کہ باہٹ بھائی کے گھراں جا کے راکھی باندھیا کرے پر مایا کا بھائی اپٹی باہٹ ار بھانجے تے ملٹ آپے آجا کرے تھا۔ راکھی بندھوا کے او اپٹی بدھوا باہٹ نے اس بات کا یقین دوایا کرے تھا کہ اس کا سہاگ لٹ گیا تو کے ہویا۔ جب تک اس کا بھائی جندہ سے۔ اسکی رکھسا کی جمیداری اس کے کاندھیاں پے سے۔ چھوٹے بھولے نیں میرا کھیال پکا کر دیا۔

گنڈا چوسدے ہویاں وا بولیا۔" دادا ۔ پرسوں نیں ماما آدے گا ناں۔۔۔۔۔؟ منے پوتا پیار تے گودی مینھ ٹھا لیا۔ بھولے کا گات بڈا نرم تھا ار اس کی بانی بھی کوئل جسی تھی۔ جس طراں کمل کے پھول کی پتیاں کی نرماہٹ ار بلبل کی بانی نے کٹھا کر دیا جاوے۔

نیوں تو بھولا میرِی لامبی ڈاھڈی نیں دیکھ کے منے اپنے منہ پیپیار کونی کرن دیا کرے تھا۔ پر منے اس کے گلوریاں پہ ایک میٹھا سا پیار کر لیا۔

منے ہانسدے ہوئے پوچھیا۔۔۔۔ بھولے۔۔ تیرا ماما۔۔۔۔۔ تیری ماتا جی کا کے لاگے سے۔۔۔؟

بھولا بولیا۔۔۔۔ ماما جی۔۔۔۔۔،

مایا نے استوتر پڑھنا چھوڑ دیا ار جور تے ہانسی۔

میں اپٹی بہو کے اس طراں ہانسٹ پہ من اے من میں بوھت کھس ہویا۔ مایا بدھوا تھی ار سماج اس کے اچھے کپڑے پیرٹ ار کھوسی کے کاماں مینھ حصہ لیٹ تے روکیا کرے تھا۔ پر

میں کئی بریاں مایا تے کہیا کردا کہ اچھے کپڑے پہریا کر۔ ہانیسا کھیلیا کر۔ پر مایا نیں اپنا آپ سماج کے کٹھور رواجاں مینھ ڈھال لیا تھا۔ اس نے اتنے سارے اچھے کپڑے ارٹوم ٹھیکری ٹھا کے۔ ایک صندوق مینھ بند کر کے اس کی تالی جوہڑ میں گیر دی تھی۔

مایا نیں ہانسدے ہوئے اپنا پاٹھ دوبارہ سروع کر دیا۔ ہری ہرہری ہر، ہری ہرہری، میری باری کیوں دیر اتنی کری۔۔۔۔۔۔ پھیر اس نے اپنے لال تئیں پیار تے دوھرے بلاندے ہوئے کہیا۔" بھولے۔۔۔ توں ننھی کا کے لاگے سے۔۔۔۔ اسے طریاں تیرا ماما بھی میرا بھائی سے۔

بھولا یا بات نہ سمجھ سکیا کہ ایک ء بکھت مینھ ایک ء آدمی کسے کا بھائی ار کسے کا ماما کس طریوں لاگ سکے سے۔ ایب تک تو وایو ای سمجھدا آیا تھا کہ اس کا ماما اس کے داداکا بھی ماما ء لاگے سے۔ بھولے نیں اس جھمیلے میںنھ پڑن کی کوئے کو سس کونی کری اراچھل کے نیں ماں کی گودی مینھ چڈھ گیا۔ ار اپنی ماں تئیں گیتا سنڑ کا بولڑ لاگیا۔ گیتا وا بس اس کارڑ سٹیا کردا کہ او کہانیاں سنڑ کا گھٹا چاسٹرو تھا۔ ار گیتا کے ادھیائے کے آکھر مینھ مہاتم سڑ کے وا بڈا کھس ہویا کرے تھا۔ ار پھیر بعد مینھ جوہڑ کے کنارے اگی ہوئی دوب کی نرم تلواراں مینھ بیٹھ کے وا مہاتماں کے بارے مینھ سوچیا کرے تھا۔

منے دوپہارے اٹے گھرتے چھ کوس دور اپنے مزاریاں تئیں ہل دے کا آٹے تھے۔ بڈھا گات ار مصیبتاں کا ماریا ہویا۔ جوانی مینھ تو تین تین من بوجھ ٹھا کے کتی ء اڈیا کروں تھا۔ ایب تو بیس سیر بوجھ تلے نیڑہا لڑ لاگ جے سے۔ بیٹے کی موت نیں آس امید مایوسی مینھ بدل دی تھی ار کڑ توڑ گری تھی۔ ایب میں بھولے کے سہارے جیوں تھا نئی تو بس مردہ ء تھا۔ رات نیں تھکاوٹ کی وجہ تے کھاٹ پے پڑدے سا اونگھڑ لاگ گیا۔

تھوڑی دیر مینھ مایا نیں دودھ دیڑ واسطے بول ماریا۔ میں اپنی بہو کی اس پھر مابرداری پے دل ء دل مینھ گھناں ء کھس ہویا۔ ار گھنی ساری دعاواں اسکے واسطے آپے آپ دل تے لکڑ گی۔ میں

بولیا۔" اس بڈھے کی اتنی پرواہ نہ کریا کر بیٹا۔" بھولا ایبے کونی سویا تھا۔ اس نیں ڈانک ماری ار میرے پیٹ پہ چڈھ گیا۔

بھولا بولیا" کاکا جی، آج کہانی کونی سٹاؤ کے؟ "نہیں بیٹا"، منے امبر پے لکڑے ہوئے تارے دیکھدے ہوئے کیہا۔"میں آج گھناں تھک گیا سوں۔ ۔۔۔۔کل دوپہارے نیں سٹا دیوں گا"بھولے نیں روسدے ہوئیں جواب دیا"میں پھیر تیرا بھولا کونی کاکا۔ میں ماتا جی کا بھولا سوں"۔

بھولے نیں بیرا تھا کہ اس کی یا بات کدے بی برداس کونی کروں۔میں تو بس اس تئیں یا ءبات سنڑ کا عادی تھا کہ بھولا بس کاکا جی کا سے ار ماتا جی کا کونی۔پر اس دن میں ہل کاندھے پہ ٹھا کے چھ کوس پیدل آڑ جاڑ تے گھنا ء تھک گیا تھا۔ہو سکے سے کہ میں اتنا نہ تھکدا جے میری جوتی ایڈی میں تے نہ لا گدی۔ار میری ایڈی میں تے چیس نہ اٹھدی۔اتنی گھٹی تھکاوٹ ہوڑ کی وجہ تے منے بھولے کی وا بات بی برداس کر لی۔میں امبر پہ تارے دیکھڑ لاگ گیا۔امبر پہ دکھڑ کانی ایک تارا گھٹا ء حمکے تھا۔ار جب منے دھیان لا کے دیکھیا تو وا مدہم ہوڑ لاگ گیا۔ار میں اونگھدے اونگھدے سو گیا۔

سبیر ا ہویا تو میرے دل مینھ کھیال آیا کہ بھولا سوچدا ہووے گا کہ کل رات نیں کاکا نیں میری بات کس طریوں برداس کری ہووے گی۔یو کھیا ل آندے ای میں کانبڑ لاگ گیا کہ کدے بھولے کے دل میںنھ یو کھیا ل نہ آگیا ہو کہ کاکا ایب میری پروا ء کونی کردا۔جیائیں تے وا سبیرے سبیرے میری گودی میں آڑ تے ناٹ گیا۔ار بولیا"کاکا۔۔۔۔ میں ترے دھورے کونی آؤں۔"۔۔"کیوں بھولے؟"۔ "بھولا کاکے کا کونی۔۔۔۔بھولا ماتا کا سے"منے بھولا مٹھائی کا لوبھ دے کے منا لیا۔بس منٹاں مینھ بھولا کاکے کا ہوگیا۔میری گودی مینھ آ کے میرے گات پہ لپٹے ہووے کا مبل منھے اتنے پیر لپیٹڑ لاگ گیا۔

مایا ہری ہر استوتر پڈھڑ لاگ ری تھی۔پھیر اس نیں پائیا پکا مکھن کاڈھیا ار ماٹی کے کٹورے مینھ کنوئیں کے پانڑ گلے دھو کے سینت کی کھٹاس دور کری۔ایب مایا نین انڑ بھائی کھاتر سیر

پکا مکھن کر لیا تھا۔ میں باہنڑ بھائی کے اس پیار پہ دل ء دل مینھ راجی ہو ریا تھا۔ اتنا راجی کہ میری آنکھیاں مینھ تے آپے آپ آنجھو ٹپکن لاگ گے۔ منے اتنے من میں کہیا کہ لگائی کے من مینھ محبت کا ایک سمندر ہووے سے۔ ماں باپ ، باہنڑ بھائی، کھسم ار بالک بچے ، وا سب تے عپیار کرے سے ار اتنا پیار کرنڑ پہ بھی وا کھتم کونی ہوندا۔ ایک ء دل ہونڑ پہ بھی وا اپنا دل ساریاں نیں دیوے سے۔ بھولے نیں اتنے ہاتھ میرے گلوریاں پہ پڑی جھریاں پہ دھرے ۔ مایا کانی تے میرا منہ ہٹا کے اتنے کانی کریا ار بولیا" کاکا۔ تنے اپنا وعدہ یاد سے ناں۔؟"۔۔"کس بات کا بیٹا۔۔۔۔۔؟"۔ "توں آج دوپہارے نیں منے کہانڑی سنڑاوے گا۔" "ہاں بیٹا۔۔۔۔۔" منے اس کا مونہہ چومدے ہویاں جواب دیا۔یا بات تو بھولا ء جانڈا ہووے گا کہ اس نے دوپہر آنڑ کی کتنی باٹ دیکھی ہو گی۔ بھولا جانڑے تھا کہ کاکا کے کہانڑی سنڑانڑ کا ٹیم وائے ہو سے جِب وا روٹی کھا کے اس کھاٹ پہ لیٹ جایا کرے سے جس پہ بھولا کاکا جی یا ماتا جی کی مدد کے بگیر کونی چڑھ سکدا۔ اس واسطے اس نیں روٹی کھانڑ کے ٹیم تے آدھا گھنٹہ پہلوں ء روٹی دیڑ پہ جور لاٹا سروع کر دیا۔ میرے کھانڑ واسطے نی بلکہ اپنی کہانڑی سنڑن کھاتر۔ منے روج کے ٹیم تے آدھا گھنٹہ پہلے روٹی کھا لی۔ اے بے منے آکھری بُرکی توڑی ء تھی کہ پٹواری نیں درواجا بجا دیا۔ اس کے ہاتھ مینھ ایک ہلکی سی جریب تھی۔ وا بولیا کہ کھانکا آلے کنویں پہ تیری جمین ماپنڑ کی پھرست منے آج ء مل سکے تھی۔ پھیر کوئے پھرست کونی تھی۔ منے آنگنڑ کانی دیکھیا تو بھولا کھاٹ کے چاروں کانی گھوم کے بچھوٹا بچھانڑ لاگ رہیا تھا۔ بچھوٹا بچھا کے اس نے ایک بڈا سارا سرہانہ بھی ایک کانی دھر دیا تھا۔ ار کھاٹ کی پیندیاں میں پیر اڑا کے وا کھاٹ پہ چڑھنڑ کی کوسس کرنڑلاگ رہیا تھا۔ بھولے کا میرے تئیں جوری روٹی کھوانڑ کا ار کھاٹ پہ بچھوٹا بچھا کے میری کھاتر داری کرنڑ میں اس کا اپنا پھیدا تھا۔ پھیر بی منے کھیال آیا۔۔۔۔ آکھر مایا کا بیٹا ہے ناں۔۔۔۔۔ ایشور اسکی عمر لامبی کرے۔۔۔۔

منے پٹواری تے کہیا "تیں کھانکا آلے کنویں پہ چال ۔ میں تیرے پاھے پاھے آوں سوں۔"جِب بھولے نیں دیکھیا کہ میں باہر جاݨ واسطے تیار سوں تو اس کا چہرہ اس طریوں مدہم پڑ گیا جیوں کل رات نیں ایک گھٹا ء روسن تارا گھݨی دیر تک دیکھدے دیکھدے مدہم ہو گیا تھا۔ ۔ مایا بولی۔" کاکا جی۔ ایب اتنی جلدی کہ سے؟"کھانکا آلا کنواں کتے جاندا تو کونی؟ تھوڑا آرام کر لیو۔"منے ہلکی سی واج میں کہیا/"اوہوں۔ جے پٹواری بگ گیا تو یو کام ایک مہینے تے پہلوں کونی ہووے"مایا چپ ہوگی۔ بھولے نیں مونہہ بگاڑلیا۔اس کی آنکھیاں میں آنجھو آ گے۔وا بولیا۔۔۔"۔ کاکا۔۔۔ میری کہاݨی۔۔۔میری کہاݨی۔۔۔" " بھولے۔۔۔۔میرے لال۔۔۔" منے بھولے تئیں ٹالݨ واسطے کہیا۔"جے دن میں کہاݨی سناؤ تو راہی راہ بھول جیا کریں"

"راہ بھول جیا کریں"۔۔بھولے نیں سوچدے ہووے کہیا۔۔"کاکا تیں جھوٹ بولے سے۔۔۔۔میں کاکا کا بھولا کونی بݨ دا"۔۔ جِب میں تھکیا ہویا بھی کونی تھا۔ارپندرہ بیس منٹ آرام کھاتر کاڈ سکوں تھا۔ بھولے کھاتر بھلا اس بات نیں کس طریوں برداس کر لیندا۔منے کھووے پہ تے چادر تار کے کھاٹ کی پیندیاں کانی دھر دی۔ار اپنی دکھدی ہوئی ایڈی کی قید کھتم کرݨ واسطے جوتی کاڈ کے کھاٹ پہ لوٹ گیا۔بھولا پھیر اپنے کاکا کا بݨ گیا۔کھاٹ پہ لوٹدے ہوئے میں بھولے تے بولیا۔"جے ایب کوئے راہی راہ بھول گیا۔۔۔۔۔تو اس کا حمے دار توں ہووے گا"ار منے دوپہارے کے ٹیم بھولے تئیں سات سہجاداں ار سات سہجادیباں کی کہانی سنائی۔کہانی سٹادیں ہوئیں منے ان کی شادی آلا حصہ جیادہ بڈھیا کر کے سٹایا۔ بھولا اس کہانی نے گھٹا ء پسند کرے تھا۔ جس کے آکھر میں سہجادے ار سہجادی کی سادی ہو جاوے۔ پر اس دن منے بھولے کے مونہہ پہ کوئے کھوسی نہ دیکھی۔ بلکہ وا اداس سا ہوکے منہ بٹا کے کانبدا رہیا۔

جِب یو کھیال آیا کہ پٹواری کھانکا آئے کنویں پہ میری باٹ دیکھ دیکھ کے۔ تھک کے اپنی وا ہلکی سی جھنکار آئی جریب گوجی میں گھال کے اپنے گام کی اوڑنہ ہولے۔ میں تولا تولا اپنی نویں

جوتی میں دبدی ایڈی تئیں لنگڑادا ہویا بھاجیا۔ مایا نے جوتی مینھ سرسم کا تیل لا تو دیا تھا۔ پر وا جوتی نرم کونی ہوئی تھی۔

شام نیں جیب میں واپس آیا تو منے دیکھیا کہ بھولا ہانسی کھوسی آنگن میں کودن لاگ رہیا سے۔ وا لاکڑی کے ایک ڈنڈے نیں گھوڑا بنا کے بھاجن لاگ رہیا تھا ار اس تئیں بولے تھا۔"چال ماما کے دیس۔۔ رے گھوڑے۔ ماما جی کے دیس۔۔۔ ماما جی کے دیس۔۔۔ ہاں ہاں۔۔۔ ماما جی کے دیس۔۔ گھوڑے۔۔"

جِب منے گھر کی دہلیج پہ پیر دھریا۔ بھولے نیں اپنا گاٹا کھتم کر دیا اربولیا۔۔"کاکا۔۔۔ آج ماما جی آویں گے ناں۔۔۔؟"

"پھیر کے ہووے گا بھولے۔۔؟" منے پوچھیا

"ماما جی اگن بوٹ لیاوے گا۔ ماما جی کلو [کتا] لیاوے گا۔ کاکا۔ ماما جی کے سرپہ مکئی کی کوکڑیاں کا بھی ڈھیر ہووے گا نا۔ مہارے کانی تو مکئی ہوندی ء کونی کاکا۔ ار ایسی مٹھائی لیاوے گا کہ تنے بھی سُپنے میں کونی دیکھی ہوگی"

میں بڈا حیران تھا ار سوچوں تھا کہ اس نیں کس طراں "سُپنے میں بھی کونی دیکھی ہوگی" کے شبدھ سات سہجاداں ار سات سہجادیاں آلی کہانی مینھ تے یاد کر را کھے تھے۔

"جیوندا رہو" منے اس تئیں دعا دیندے ہوئے کہیا۔"یو چھوار بڈا گیانی ہووے گا ار مہارا ناں اونچا کرے گا"

شام ہوئی پہ بھولا بارٹے میں جا بیٹھیا کہ جد بھی ماما دکھے تو وا بھیتر بھاج کے آوے ار اپنی ماتا جی نیں ار پھیر منے اسنے ماما جی کے آئی کا بیرا دیوے۔

دیوے مینھ دیوا سلائی لا دی گئی۔ جوں جوں رات کا اندھیرا بدھن لاگیا۔ دیوایاں کی چمک بھی گھٹی ہو گی۔

مایا نیں فکر کردے ہوئے کہیا۔"کاکا جی۔ بھائی ایب تائیں آیا نی۔"

"کسے کام کی وجہ تے رک گیا ہووے گا"

"ہو سکے سے کہ کوئے جروری کام آگیا ہو۔۔۔۔۔ راکھی کے روئیے ڈاک میں بھیج دے گا۔۔۔۔"

"پر راکھی؟"

"ہاں۔ راکھی کی کہو۔ اس نیں تو ایب تائیں آجانا چاہیئے تھا"

منے بھولے تے جبر دستی دہلیج پے تے ٹھایا۔ بھولے نیں اپنی ماتا جی تے بھی گھٹی پھکر کردے ہوئے پوچھیا۔"ماتا جی۔ ماما کیوں نی آیا؟"

مایا نیں بھولے تے گودی ٹھایا اپیار کردے ہویاں کہیا۔" ہوسکے سے ۔ سبیرے سبیرے آجے۔ تیرا ماما۔ میرے بھولے۔"

پھیر بھولے نیں اپنے نرم نرم ہاتھ اپنی ماں کے گل میں گھالدے ہوئے کہیا: "میرا ماما جی تیرا کے لاگے سے؟"

"جو تیں ننھی کا لاگے سے؟

"بھائی؟"

"یا ایب توں جاڑ۔۔۔۔"

پگلی

منشی پریم چند

(1)

"اے چھوری سدھیا، کڑے مرگی؟ بھاج گی رانڈ۔۔ آنڑ دے اس نیں۔۔ آج اس رانڈ کی ٹانگ نہ توڑی تو۔"

سانجھ کے چار بج لئے تھے۔ جیٹھ کے مہینے کی لو تے مارے ہوئے نرم گات لوگاں میں اتنی ہمت کونی تھی اک ٹھنڈے کوٹھیاں میں تے لکڑ کے باہر جاویں۔ اسے ء بکھت کمرے کے بارٹے پہ پڑے ٹاٹ کے پردے میں کو منہ باہر کاڈھ کے ایک اٹھارہ سال کی سندر لگائی نیں بینھ شبد بولے تھے۔ ٹھیک اسے ء ٹیم ایک گابرو جوان جس کی عمر لگ بھگ بیس برس ہو گی، اپنی آنکھیاں پہ لیلے رنگ کا وھوپ کا چسمہ لائیں، ہاتھ میں چھتری پکڑیں، اسے ء کمرے کے دراوجے پہ پہنچیا ار اس سندر لگائی تیں بولیا" کے سے بھابی؟ کس کی ٹانگ توڑنڑ کی پھکر میں سے؟"

بھابی ماتھے کی تیوڑیاں نیں اور گھٹی کردے ہوئے بولی۔"تیری اس لاڈلی کی، جو تنے سر پہ چڑھا راکھی سے۔ میرا بس چالے تو میں اس کلموئی کا مونہہ بی نہ دیکھوں۔ لاکھ کچھ ہو پر نیچ، نیچ اے ہو سے۔ سانپ نیں چائے امرت پیا لو۔ پر او بس ء اُگلے گا۔ جے نیچ اپنا نیچ پٹا چھوڑ دے تو پھیر اس مینھ ارنیچ میں پھرک ء کے رہ جے گا؟ کھانڑ واسطے یا ناس پیٹی سب تے پہلاں آ کے مٹھے سے۔ پر کام کے بکھت اس نیں کوئے بیرانی لا گدا۔"

گابرو جوان ہانسدے ہوئے بولیا۔"آکھر ہویا کے سے؟"

بھابی بولی۔"ہویا یو سے کہ آج اس رانڈ کے کارنڑ سوٹا نصیب کونی ہویا۔ دو باری بٹھائی رانڈ پکڑ پکڑ کے نیں۔ جڑے تھوڑی سی آنکھ لاگی، رانڈ نیں پنکھا چھوڑ دیا۔ مارے پسینے کے ساری

دھوتی ترم تر ہوگی۔ کدے اس نیں تِس لاگ آئی۔ کدے مُوت آنڑ لاگ گیا۔ ایک گھنٹہ بی جم کے پنکھا کونی کھینچیا۔ اے پھیر تھوڑی دیر آنکھ لاگی تھی، بس چھوڈ کے نیں بھاج گی۔"
گابرو ہانس کے بولیا۔"بلا شک اس چھوری نیں کام تو بھونڈا ء کریا سے ۔ پر جانڑ دے۔ بائک سے۔"

بھابی جھنجلا کے بولی۔"ہوں، بائک سے۔ کھانڑ کے ٹیم تو یا ناس پیٹی سب تے جیادہ کھاوے سے۔ بات نیوں کرے سے جیوں سب کی نانی، دادی ہو۔ تنے کہہ دیا، بائک سے۔ آنڑ دے آج تو اس رانڈ نیں۔"

نیوں کہہ کے اس گابرو کی بھابی نیں اپٹا سر پڑدے بھیتر کر لیا۔ گابرو اسے طریاں ہانسدا ہویا اس کمرے تے جُڑیے ہوئے دوسرے کمرے کا کواڑ کھول کے بھیتر بڑ گیا۔

یو کمرہ بس تھوڑا سا ء سج ریا تھا۔ دیواراں پہ گاندھی، لوکمانیہ تلک جسے لیڈراں کی تین چار پھوٹو لاگ ری تھیں ۔ ایک کانی الماری میں کتاباں دھری تھیں۔ دوسری کانی ایک میز ار دو کرسیاں تھیں۔ شیامی ایک پلنگ پڑیا تھا۔ آدھے فرش پہ ایک دھولے رنگ کی چادر بچھ ری تھی ار دو تین بڈے بڈے گول سرہانے دھرے تھے۔

گابرو نیں چھتری ایک کونڑ میں دھر دی۔ چسمہ تار کے میز پہ دھریا۔ پھیر کوٹ پتلون تار کے دھوتی باندھی۔ دھوتی باندھ کے وا پلنگ پہ بیٹھ گیا۔ ار پلنگ پہ جوٹسا پنکھا پڑیا تھا، ٹھا کے جھولن لاگ گیا۔

مڑی ہاڑ مینھ ایک تیراں سال کی چھوری کمرے میں آئی۔ سانولا رنگ ، پر دیکھن میں پھیر بی کچھ ستھری ڈھال کی لاگے تھی۔ اسکی آنکھ بڈی بڈی ار سرمے گیلیاں بھری ہوئی تھی۔ اسکی سیلی کالی ار کھوب بھری بھری تھیں۔ مونہہ گول، ناک سیدھی ار پتلی ار ہونٹ بی تلے تلے تھے۔ چھوری کا گات سڈول ار گٹھا ہویا تھا ۔ اس بکھت اس نیں ایک صاف دھوتی ار شلوکا پیہر راکھیا تھا۔ دروا جے پہ جوٹسا پائیدان پڑیا تھا ، اس پہ جا کے وا کھڑی ہوگی۔ گابرو تئیں

دیکھ کے اسکا چہرہ کھل گیا۔ اس نیں کواڑ دونوں ہاتھاں مینھ پکڑ کے اپنا مونہہ اس پہ دھر دیا۔
"بابو جی، آ گے؟"
وا گابرو سر جھکائے بیٹھیا تھا۔ چھوری کی بات سنڑ کے اس نیں سر ٹھایا ار تھوڑی دیر تک اس کانی ٹکٹکی باندھ کے دیکھدا رہیا۔ پھیر بولیا۔"سدھیا، آج تنے ٹھیک طریوں پنکھا کونی ہلایا۔ بھابھی مارے گرمی کے سوئی ء کونی۔ آج واتیرے پہ گھنی ء چھو میں آری سے۔"
سدھیا نیں تھوڑا ناراج ہو کے اپنی نگاہ لاکڑی کے تکھتے پہ جما لی ار آنگلی کے نہوں گیلیاں کھرچدے ہوئے بولی۔"بابو جی، پنکھا تو منے کھینچیا تھا۔"
گابرو بولیا۔"بھابی تو کہوے تھی توں کئی بریاں چھوڑ چھوڑ کے بھاج گی تھی۔"
سدھیا چپ رہی۔
گابرو نرما کے بولیا۔"ہاں اے، بولدی کیوں نی ایب؟"
سدھیا ہلکی آواج میں بولی۔"ایک بر پانی پیڑ گھراں گئی تھی۔"
گابرو نیں ہانسدے ہوئے پوچھیا۔"ار دوسری بریاں؟"
گابرو نیں ہانسدے ہوئے دیکھ کے سدھیا کے ہونٹاں پہ بی مڑی سی ہانسی کھنڈ گی۔ وا بولی۔"گھٹی جور کی نیند آوے تھی۔"
گابرو: "نیند آوے تھی تو کہ سونڑ بگ گی تھی؟"
سدھیا:"سونڑ نہیں۔ مونہہ دھونڑ۔ جے پنکھا کھینچدے کھینچدے سو جاندی تو بہو جی منے ماردی۔ اس واسطے منہ دھونڑ گئی تھی کہ نیند نا آوے۔"
گابرو کے دل پہ ایک ہلکی سی چوٹ لاگی۔ اس نے سر تلے نیں کر لیا۔ سدھیا اسے طریوں اتنے نہوں گیلیاں کھٹے نیں کھرچدی رہی۔
کچھ دیر بعد گابرو نیں سر اوپر ٹھایا ار نیوں بولیا۔"بھابی گھٹی ء چھو میں تھی۔"
سدھیا بولی۔"میں ہاتھ جوڑ کے منا لیوں گی۔"
گابرو: "وا تنے مارنڑ کا کہوے تھی۔ جے مارنڑ لاگ گی تو؟"

سدھیا:"جے مارے گی تو مار لے گی۔"

گابرو: تیرے چوٹ کونی لاگے؟"

سدھیا نیں کوئے اتر کونی دیا۔ چھوری آہستہ آہستہ گابرو دھورے پہنچی۔ گابرو اس کی کڑپہ ہاتھ پھیردے ہوئے بولیا۔"بول، تیرے چوٹ کونی لاگے گی؟"

چھوری ہانسدے ہوئے بولی۔"لاگے گی کیوں نی۔"

گابرو:"تو پھیر؟"

سدھیا: پھیر کے؟ چوٹ لاگے گی تو تھوڑی دیر رو لیوں گی۔"

گابرو ہانس پڑیا ارہانسدا ہویا اٹھ کے کھڑا ہو گیا۔ بولیا۔"چل بھابی تے تیرا میل کرا دیوں۔"

(2)

سدھیا ذات کی چمارنٹسے۔ اس کا باپو چندر کانت کے گھوڑے کی ٹہل سیوا کریا کرے سے۔ سدھیا کی ماں کونی۔ اس کی ماں اس کے جامٹ کے دو سال بعد ء مرگی تھی۔ اس وقت تے لے آج تئیں اس کے بابو نیں ء اس تے پالیا تھا۔

نیوں تو سدھیا بابو چندر کانت کے گھراں اس ء بکھت آگی تھی جد وا اسنے پیراں پہ چالن جوگی ہو گی تھی۔ اس نیں روٹی کپڑا برابر مل جاوے تھا۔ پر جب سدھیا چھ برس کی ہوئی تو بابو چندر کانت کے چھوٹے بھائی رادھا کانت کی توجہ سدھیا کا نی ہوئی تھی۔ او سدھیا گیلے پیار کرن لاگ گیا تھا۔ نیوں ء ایک دن بیٹھیں بیٹھیں اس کے من میں آئی کہ سدھیا تئیں لکھنا پڑھنا سکھا ٹا چاہیئے ۔ بس اسے دن تے اس نیں سدھیا تئیں آپے پڑھانا سروع کر دیا۔ اس کے اس پاگل پنے پہ اس کا بڈے بھائی بابو چندر کانت پہلے تو گھٹا ء چھو میں آیا ۔ اسکی بھابھی بی راجی کونی تھی۔بولی۔ "چمارن نیں پڑھا کے کہ توں ستی ساوتری بٹاوے گا۔؟کدے نیچ جات بی پڑھیا لکھیا کرے سے؟ انیں باتاں تے تو بیرا پاٹے سے کہ کل جگ آگیا۔ واہ۔ توں تو اچھی الٹی گنگا چلاٹ لاگیا سے۔ منے تو نیوں لاگے سے کہ ایب چمارنٹ پڑھٹ لکھٹ لا گیں گی ار گھوڑیاں کا دانہ بھلے گھراں کی بہو بیٹیاں دئیا کریں گی۔"

پر رادھا کانت نیں ساریاں کی بات ایک کان تے سٹ کے دوسرے کان تے اڈا دی۔ پھیر ساریاں نیں ہار مان لی ارچپ ہوگے۔ سدھیا کے پڈھاٹ لکھاٹ پہ اس کے باپو مہنگو نیں بی اعتراج کریا تھا۔ او رادھا کانت تئیں بولیا۔ "حجور، کیوں میرا بڈھاپے کا ناس کرو سو؟ جے یا پڈھ لکھ گی تو میرے دھورے کیوں رہوے گی؟ کڑیاں ارں پراں ہوجے گی۔ پھیر بھلا میرے حسے گریب کا گھر اس نیں کیو کر اچھا لاگے گا؟"

اس کے جواب میں رادھا کانت بولیا۔ "مہنگو، توں اسکی پھکر نہ کر۔ ماہری شکھسیا اسی کونی کہ یا عیسائی دھرم میں بگ جے گی۔ ارناں ء اسی کہ یا تیرے تئیں نچھرت کرن لاگ جے۔ توں کسے بی بات تے ناڈرے۔"

مہنگو بی نیوں کہہ کے چپ ہوگیا۔ "اچھا بابو جی، جو تھاری مرجی۔ جو تقدیر میں لکھیا سے وا تو پورا ہووے گا۔ میری تو تھارے ٹکڑیاں پہ گذرگی سے ۔ ایب تو میں اورے تے مر کے ء لکڑوں گا۔ ار اسکی تقدیر میں جو لکھیا سے وا ہو کے ء رہوے گا۔ ماں باپ تو جنم کے ساتھی سیں۔ کرم کے کونی۔" رادھا کانت کی مہربانی تے ایب سدھیا اردو ار ہندی اچھی طریوں پڈھ لیوے تھی۔ لکھٹا کم آوے تھا۔ سدھیا نیں پڈھٹ کا گھٹا سوق سے۔ اتنی چھوٹی عمر مینھ اس نیں گھٹی ساری اچھی اچھی کتاباں پڈھ لی سیں۔ رادھا کانت جو بھی نئی کتاب لیاوے سے۔ سدھیا اس نیں جرور پڈھ لے سے۔

دوپھارے کا بکھت تھا۔ رادھا کانت بابو اپنی بھابی کے کمرے میں پلنگ پہ لیٹ کے ایک کتاب پڈھن لاگ رہیا تھا۔ دوھرے آئے پلنگ پہ اس کی بھابی پڑی کھراٹے لیٹ لاگ ری تھی ۔ سدھیا درواجے نیڑے بیٹھی پنکھا کھیچٹ لاگ ری تھی۔ ار ایک کتاب اپنی گودی میں دھریں پڈھٹ لاگ ری تھی۔ رادھا کانت کتاب پڈھٹ میں اتنا کھب رہیا تھا کہ اس نیں ٹیم گجرٹ کا بیراء کونی پاٹیا۔ چانٹ چک اس نیں اتنی گرمی لاگی کہ کتاب کانی تے اسکا دھیان ہٹ گیا۔ ایب اس نے بیرا لاگیا کہ او پسینے میں سارے کا سارا بھیج گیا تھا۔ اس نیں سدھیا کانی دیکھیا۔ سدھیا تکھت پہ سر دھریں سوٹ لاگ ری تھی۔ اسکی گودی میں کتاب کھلی پڑی تھی۔

اسکا سیدھا ہاتھ جمائے تئ گیا تھا ار اس میں تے پنکھے کی رسی سرک سرک کے چھوٹ گی تھی۔ رادھا کانت نیں پسینہ پونجدے ہوئے اس کانی دیکھیا۔ اس نیں سدھیا پہ غصہ آیا۔ اس نیں سوچیا۔" جدے تو بھابی اس تئیں نراج رہوے سے۔ یا بات ٹھیک بی سے۔ کام کے بکھت سو جے سے۔ ۔ جے اس بکھت بھابی جاگ جے تو بناپیٹیں کونی چھوڑے۔ اس تئیں کتاب نیوں دی تھی کہ پڈھدی بی رہوے ارپنکھا بی کھینچدی رہوے۔"

یا بات سوچ کے اس نیں سدھیا تے جگاڑ کھاتر پنکھے کی رسی کانی ہاتھ کریا پر اسکا ہاتھ رسی کھینچیا بنا ء واپس آگیا۔ اس نیں کھیال آیا۔ "کے کرے بیچاری، نیند آ ء گئی۔ بیرانی کیوں؟ پنکھا کھینچدے کھینچدے نیند آ ء جاوے سے۔ چلو ٹھیک سے، گریب نیں تھوڑی دیر سو ء لیڑ دیواں"

یا بات سوچ کے رادھا کانت نیں ایک ہاتھ آلا بیجنا ٹھا لیا ار جھولڑ لاگ گیا۔ اسکا دھیان پھیر کتاب کانی ہو گیا۔

کچھ دیر بعد سدھیا کے ہاتھ میں تے پنکھے کی رسی چھٹ گی ار اسکا ہاتھ ایک جھٹکے تے زمین پے ڈھے پڑیا۔ اسکی آنکھ کھل گی۔ ار اس ء بکھت رادھا کانت کی بھابی کی نیند بی اچٹ گی ۔ وا جاگی تو اس نیں اپنا آپ پسینے میں تربتر پایا۔ اس نیں کروٹ بدل کے دیکھیا تو رادھا کانت ہاتھ کا بیجنا لے کے جھولڑ لاگ رہیا تھا۔ غصے تے اسکی آنکھ لال ہوگی۔ اٹھ کے بیٹھ گی۔ جد اس نیں سدھیا کانی دیکھیا تو وا اپنی آنکھاں مسلڑ لاگ ری تھی۔ ایک دم پلنگ پہ تے اتری، بڑک پاندے ء رادھا کانت نیں اس کانی دیکھیا ارپوچھیا۔"کیوں بھابی؟"بھابی نیں اسکی بات کا کوئے اتر نہیں دیاپر سدھیا کے نیڑے جا کے، اسکے تین چار لات ماری ار بولی۔"حرام جادی کڑیاں کی۔ جے ہم نیں اتنے ہاتھا گیلیاں ءپنکھا جھولٹا سے تو تنے کے بس منہ دیکھڑ نیں راکھ راکھیا سے؟ چال لکڑ اڑے تے ۔ جے ایب کے آئی تو تیری ٹانگاں نیں توڑ دیوں گی۔"

سدھیا بیچاری، روندی ہوئی اٹھ کے نیں اپنے گھراں بگ گی۔ رادھا کانت نیں یو واقعہ دیکھیا۔ او کتاب پڑھن میں اتنا گم تھا کہ جیب تک او اپنی بھابی کا پلنگ پہ تے اترن کا ٹھیک ٹھیک مطلب سمجھدا۔ سارا کام ہو لیا تھا۔ بھابی دوبارہ پلنگ پہ آکے بیٹھ گی تھی ار بڑبڑ کرن لاگ ری تھی۔

رادھا کانت بابو کچھ دیر چب بیٹھیا رہیا۔ پھیر بولیا۔ "بھابی، تنے اس بیچاری تئیں گھٹی ء بے دردی تے پیٹیا۔ تنے نیوں نہیں کرٹا چاہیے تھا۔"

بھابی پاٹ کے پڑی اربولی۔ "نا ماروں تو کے کروں بھلا۔ رانڈ کام کی نہ کاج کی۔ ماس کا لوندا، ارتنے تو پڈھا لکھا کہ اس تئیں اور بگاڑ دیا سے۔ رانڈ کے تیور ء انوکھے سیں۔ ماں باپ کی عمر تو گھاس کاٹدے ہوئے گجر گی۔ اریا چھوری رامائن پڑھے سے۔ اوھے گھر تیتر، باہر دھروں کہ بھیتر۔" مڑی سی اردو ار ہندی کے پڈھ لی، ایب اپنے سامنے کسے نیں کچھ نی سمجھدی۔ رہنا جھوپڑی میں ار سپنے محلاں کے۔ واہ جی۔ "منہ لگائی ڈومنی، گاوے تال بے تال"۔ ہم نیں تو سمجھیا چلو کوئے بات نی۔ پڈھٹ دیو۔ پر یا تو ماہرے ء سر چڈھٹ لاگ گی۔"

بھابی کے غصے آگے رادھا کانت کی اتنی ہمت کونی ہوئی کہ کچھ کہہ سکے۔ بس ایک لامبا سا سانس لیا ار سوچن لاگیا۔ "سدھیا جات کی چمارن سے ار گریب سے۔ بس ان ء دو باتاں پہ ہم اپنا حق سمجھاں ساں کہ اس پہ ظلم کرنا مہارا جنم جنم کا حق سے۔ جن کے گات میں طاقت زیادہ سے۔ جو محنت گھٹی کر سکیں سیں۔ جو تکلیف زیادہ برداست کر سکیں سیں۔ وینھ پیر کھول کے سوویں سیں۔ کیوں؟ اس واسطے کہ ویں امیر سیں ارجات کے اونچے۔ ار ایک چھوری جس کے گات پہ جیادہ محنت کونی ہو سکدی۔ جس کا جیادہ کھیلٹا ار سوٹا قدرتی سے۔ واپنکھا کھنچے سے۔ کیوں؟ بس اس واسطے کہ وا گریب سے۔ ارجات کی چمارٹ سے۔ گربت ارجات کا چھوٹا ہوٹا ایک آدمی کی ساری اچھائیاں پہ پاٹی پھیر دیوے سے؟"

بابو رادھا کانت گھٹی دیر تائیں اس قسم کی باتاں سوچدا رہیا۔ ارجب اس کے کھیال اس نیں گھنی تکلیپھ دیٹ لاگ گے تو اس نیں پھیر کتاب کانی دھیان دے لیا۔

(3)

رادھا کانت نین ہانسدے ہوئے سدھیا تے کہیا ۔" سدھیا، آج میں ایک نئی کتاب لے کے آیا سوں۔"

اورے دناں تو سدھیا نئی کتاب کا نام سندے ای کھس ہو جایا کرے تھی۔ ار کتاب دیکھٹ واسطے گھنٹی ءتاولی ہو جاوے تھی۔ پر آج اس کے منہ پہ کوئے کھسی کی روٹق نہ دیکھی۔ ار نہ ءاس نیں کتاب دیکھٹ میں تاولاپٹ دکھایا۔ بس چپ چاپ کھڑی رہی۔

رادھا کانت بولیا۔" سدھیا، آج تو توں نئی کتاب کے نام پہ بی کونی جاگی۔ کے بات سے؟"

سدھیا بولی۔" بابو جی۔ ایب میں کتاب کونی پڈھوں۔"

رادھا کانت نیں پوچھیا۔"کیوں۔"

سدھیا:"کتاب پڈھٹاں اچھا کونی۔"

رادھا کانت حیران ہو کے بولیا۔"اچھا کونی؟"

سدھیا:"ہاں۔"

رادھاکانت:"کیوں؟"

سدھیا:"جِب تے میں کتاب پڈھٹ لاگی سوں۔ بہو جی ار سارے گھر آلے طعنے دیویں سیں کہ جات کی چمارٹ۔ کتاب پڈھ کے اسکے مجاج بگڑ گے سیں۔"

رادھا کانت:"توں انہاں نیں کہٹ دے۔ ان کے کہٹ تے تھوڑا کچھ ہووے سے؟"

سدھیا:" منے بی بھونڈی لا گیں سیں۔"

رادھا کانت:" تنے کیوں بھونڈی لا گیں سیں۔

سدھیا:" ان میں لکھی ہوئی بات۔"

رادھا کانت:" کیوں؟"

سدھیا:"بیرا نی کیوں؟ جیب پہلاں کوئی کچھ کہوے تھا یا پھیر ماریا کردا تو جمائے بھونڈا کونی لاگے تھا۔ پر ایب گھٹا بھونڈا لاگے سے۔"

رادھا کانت: کیوں بھونڈا لاگے سے۔"

سدھیا:" منے کتاباں میں اسی باتاں پڑھی سیں کہ ایب لوگاں کا اسا برتاو اچھا کونی لا گدا۔ "

رادھا کانت:"کونسا برتاؤ اچھا کونی لا گدا؟"

سدھیا: جیب لوگ منے چمارٹ کہہ کے در در کریں سیں تو بھونڈا لاگے سے۔"

رادھا کانت نیں "ہوں" کہہ کے سر نیچا کر لیا ار سوچن لاگ گیا۔ "یو سب تعلیم کا اثر سے۔ نئیں تو ان باتاں کا کھیال اس نیں سپنے میں بی کونی آوے تھا۔"

کچھ دیر بعد رادھا کانت بولیا۔"یا تو لوگاں کی گلتی سے۔ ان کی گلتی پا حھے توں اپنا پڑھنا لکھنا کیوں چھوڑے سے؟"

سدھیا سر نیچا کر کے کھڑی رہی۔ کوئے جواب نہیں دیا۔

رادھا کانت بولیا۔" سدھیا، چپ کیوں ہو گی؟"

سدھیا نیں سر اوپر ٹھایا ار بولی۔" کے کہوں ایب؟"

رادھا کانت: منے جو پوچھیا سے ۔ اس کا جواب دے۔"

سدھیا:" ایب میں کونی پڑھدی۔ تھام نیں جو میرے تئیں پڑھایا لکھایا۔ اچھا نئیں کریا۔"

رادھا کانت حیران ہو کے بولیا۔" اچھا نہیں کریا۔ وا کیو کر؟"

سدھیا:" پڑھن لکھن تے میرا جی اور بی بھونڈا ہو گیا سے۔"

رادھا کانت:" کس طریوں؟"

سدھیا:" ایب کوئے منے چمارٹ کہہ کے دُر دُر کرے سے تو میرا بی جی کرے سے کہ میں بی اس نیں دُر دُراؤں۔ میں بی اس گیلے اوساء برتاؤ کروں جسا وا میرے گیل کرے سے۔ اس نیں جی کا بگڑ جاٹا نہ کہوں تو اور کے کہوں بھلا؟ باقی حتے چمار چھورے، چھوری سیں ۔ میرے پتا ہیں۔ ان کا من کونی بگڑدا۔ وینھ کسے کے کہن کا برا نہیں ماندے"

رادھا کانت:"توں کے سمجھے سے؟ ویں پڑھے لکھے کونی ۔ اس واسطے انہاں نیں بھونڈا کونی لا گدا؟"

سدھیا:"ہاں، میں تو نیوں ء سمجھوں سوں۔ پر میرا نیوں سمجھٹا سوت سے کے کونی۔ اسکا منے بیرا کونی۔ میں نی کہہ سگدی۔"

رادھاکانت:"ہاں، یا بات ٹھیک لاگے سے۔ پر بکٹ دے ان لوگاں نیں۔ میں تو ترے گیلے کدے اس طریاں کا سلوک کونی کردا۔"

سدھیا چپ کھڑی رہی۔

رادھا کانت:"بتا، منے کدے اسا کریا؟"

سدھیا نیں کوئے جواب نہیں دیا۔

رادھا کانت اس کے نیڑے جا کے، اس کا ہاتھ پکڑ کے بولیا۔"بولدی کیوں نی؟"

سدھیا نیں ہولے تے کہیا۔"کے بولوں؟"

رادھا کانت:"منے کدے ترے تئیں اسا سلوک کریا؟"

سدھیا:"یاد سے، ایک دن منے گلتی تے تھارا پین ڈبہ کے ہاتھ لا دیا تھا۔ ار تھام نیں ماریا تھا میرے۔"

رادھا کانت نیں سدھیا کا ہاتھ چھوڈدیا ار بولیا۔"اوہ، وا تو بات ء دوسری تھی۔ تنے میرا پین ڈبہ ناپاک کر دیا تھا۔"

سدھیا نیں ایک بریاں رادھا کانت تئیں سر تے پیراں تک دیکھیا۔ ار ایک بریاں اپنے گات کانی دیکھیا۔ پھیر ایک لامبی سانس بھر کے رہ گی۔

رادھا کانت:"کے سوچے سے سدھیا؟"

سدھیا:" منے ایک دن ایک کتاب میں پڈھیا تھا کہ جو نُسے نیچ جات کے لوگ عیسائی ہو جیں سیں۔ ان تئیں عیسائی ار انگریج نپھرت کونی کردے۔ وینھ ان گیلے بیٹھ کے کھانڑ پیٹ کر لیں سیں۔"

رادھا کانت:" ارے، انگریج ار عیسائیاں کی کے بات سے۔ وینھ تو مسلماناں گیلے بی کھا لیویں سیں۔ پر مہارے دھرم میں یا بات کونی۔ مہارے دھرم میں نیچ جات کے لوگ اچھوت کہاویں سیں۔"

سدھیا:" بابو جی۔ ایک بات میری سمجھ میں کونی آئی۔ منے کئی باری پوچھن کی بی کری۔ پر پوچھ نہ سکی۔"

رادھا کانت:" کونسی بات؟"

سدھیا:" میں روج نہاؤں سوں۔ روج اپنے کپڑے دھو لیوں سوں۔ تیسرے چوتھے دن صابن گیلیاں کپڑے دھوؤں سوں۔ پھیربی میں تھارے گھراں آ کے کسے کاسن کے ہاتھ لا دیوں سوں تو وا کاسن اچھوت ہو جے سے۔ میرے گات میں وا کونسی بات سے جو اچھوت سمجھی جاوے سے؟ منے کمہار دکھے سیں۔ ویں میلے کپڑے پہریں سیں۔ دو دو تین تین دن نہاندے کونی۔ پھیربی لوگ ان کے ہاتھ لاگی ہوئی چیج کھا لیں سیں۔ اس بات تے منے یا سمجھ آوے سے کہ میرے گات میں ء کوئی اسی بات سے۔"

رادھا کانت سدھیا کی بات سن کے حیبے میں آگیا ار سن ہو گیا۔

اس نے سوچیا۔ اس بات کا کے جواب دیوں؟ سوال بڑا بے ڈھب سے۔ منے کچھ تو کہنا چاہیے ۔ نہیں تو یا سوچے گی کہ میرے پہ اس بات کا کوئے اتر کونی۔ رادھا کانت نیں سوچ کے کہیا۔"بات نیوں سے، کہ مہارے دھرم شاستر ہیں جن جاتاں تئیں اچھوت بتایا گیا سے۔ ہم لوگ انہاں نیں اچھوت ماندے آواں ساں۔ پر ان جاتاں تئیں کیوں اچھوت بتایا گیا سے۔ اس کا کارن ٹھیک ٹھیک میں کونی بتا سکدا۔ ہو سکے سے کہ ان کے کام کے کارن اسا ہو۔ ان کے ناپاک رہن تئیں اسا قاعدہ بٹا لیا گیا ہو۔"

سدھیا:" ار جو گندا ار ملیچھ نہ رہوے تو؟"

بابو رادھا کانت اپنا سر کھجاندے ہوئے بولیا۔"ہاں، جے گندا نا ں رہوے تو اچھا ء ہے۔ پر جنہاں نیں اتنی مدت تے اچھوت ماندے آواں ساں انہاں نیں کس طریوں پاک مان

لیواں؟ میں اپنے دل میں تو یا بات مانوں سوں کہ جے نیچ جات کے لوگ ساپھ رہویں تو ان تے اچھوت نہیں سمجھنا چاہیے۔ پر میں اس بات پہ سب کے سامنے عمل نئیں کر سکدا۔ لوگ ٹکن کونی دیویں گے۔ پھیر میرے ہاتھ لاگیا پانی بی کوئے کونی پیوے۔"

سدھیا سر نیچا کر کے چپ چاپ سنڈی رہی۔ پھیر اس نیں اپنا سر اوپر ٹھایا۔ اس کی آنکھاں میں آہنجوں آ گے۔ وا بولی۔"جب یا بات تھی تو بابو جی، تھام نیں کیوں پڑھایا لکھایا؟ مہاری جات کے لوگاں کا ان پڑھ رہنا ء اچھا سے۔"

رادھاکانت:"توں تو جمائے پگلی سے۔ آج خدا جانے تیرے کے ہو گیا سے؟"

سدھیا: بابو جی، میرے ہویا ہوایا کچھ بی نئیں۔ بس میں ایب پڑھوں لکھوں کونی۔ جو پڑھیا لکھیا سے۔ اس نیں بی بھولن کی کو سس کروں گی۔"

یا بات کہہ کے سدھیا اوڑے تے بگ گی۔

پانچ برس بعد، ایک گام میں ایک جھوپڑی آگے آگ بلن لاگ ری سے۔ ار آگ کے چاروں پاسے چار پانچ لوگ ہاتھ سیکن لاگ رے سیں۔ اتنی دیر میں ایک آدمی بولیا۔" دن اتنا چڑھ گیا۔ آج ابے تک پگلی نئیں لکڑی۔ ؟"

ایک بڈھا لامبی سانس بھر کے بولیا۔" بھائی، ابے اس کا دماگ ٹھیک کونی ہویا۔ کے کہواں؟ تقدیر میں جو لکھیا تھا وا پورا ہویا۔ جن کے گھراں ہم نوکر تھے انہاں نیں بی بڈی دوا دارو کروائی۔ منے ان تئیں ڈاٹیا تھا کہ ا س نیں نہ پڑھاؤ۔ پر اپنی عقل کے آگے مہاری گنواراں کی کون سنے سے؟ بھائی، بیرانی ، اس کے ، کے ہو گیا سے۔ کتاب دیکھدے ای ڈر جاوے سے۔ جو کتاباں اس کے دھورے تھیں ۔ ساری جلا دی۔"

ٹھیک اُسے ٹیم، ایک جوان لوگائی، جس کی عمر 19-18 سال تھی ۔ جھوپڑی تے باہر آئی۔ سارے اس کے کانی دیکھن لاگے۔ اس کے کپڑے میلے تھے۔ سر کے بال الجھے پڑے تھے۔ مونہہ پہ اداسی تھی۔ اس نیں درواجے پہ بندھی ہوئی دو مہینس، ایک گاں کھولی ار ایک لاکڑی ہاتھ میں کے انہاں نیں جنگل کانی لے گی۔ اوڑے پہنچ کے اس نیں مہینس ارگاں

گے چرنْ کھاتر چھوڈدیا۔ ار آپ دھوپ میں ایک پتھر پہ بیٹھ گی۔ تھوڑی دیر تک بیٹھی رہی۔ پھیر لوٹ گی۔ لوٹن کے تھوڑی دیر بعد اس نیں اپنْی آنگلْی گیلیاں جمین پہ صاپھ شبداں میں "رادھا کانت" لکھیا۔ لکھ کے نیں گھنْٹی دیر تئیں اس نیں دیکھدی رہی۔ پھیر تھوڑا ہانسی۔ پھیر ایک دم اداس ہوگی۔ ایک لامبی سانس بھری ار اسکی آنکھاں میں آہنجو آگے۔

اُسے ٹیم ایک چھوٹے سے چھورے نیں اس کے نیڑے آ کے کہیا۔"پگلی آگی"'

یا بات سنْ کے پگلی نیں جھٹ شبد "رادھا کانت" بگاڑدیا۔ ار منہ بٹا کے اوڑے تے پلٹی۔ پھیر اس جگہ تے دور جا کے بیٹھ گی ار دوبارہ جمین پہ کچھ لکھنْ لاگ گی۔

دو بَلد

منشی پریم چند

جِنوراں مینھ گدھا سب تے گھٹا بے کوف سمجھیا جاوے ہے۔ جِب ھم کسے نیں گھٹا ء بے کوف کہٹا چاہواں ساں تو اس تئیں گدھا کہہ دیواں ساں ۔ یا پھیر نیوں سے اَک گدھے کی برداش کرنْ کی طاقت اَر سادگی نیں اُس تئیں یو لقب دیو ایا ہے۔ آج تک اس بات کا نتارا کونی ہویا۔

گَیں ایک شریف ڈانگر ہے۔ پر سینگ مارے سے۔ کُتّا بی گریب جِنور ہے پر کدے کدے اس نیں بی گُسّہ آجے سے۔ پر گدھے نیں کدے بی گُسّہ کونی آندا۔ جتنا دل کرے مار لیو۔ حتۓ جتنی ء سڑی ہوئی گھاس اُس کے سامنْے گیر دیو۔ اس کے تھوبڑے پے کدے روسنْ کے آثار کونی دِکھیں۔ اپریل کے مھینے مینھ ہو سکے کدے مستی کر لیندا ھو۔ پر ھم نیں اس تئیں کدے کُھس ہوندے کونی دیکھیا۔ اس کے تھوبڑے پے بس مستقل مایوسی ء چھائی رہوے سے۔ دُکھ ھو یا سُکھ، نفع ہو کے نقصان، یو کدے کُھس کونی ہوندا۔ اللہ لوگاں کی جتنی عادتاں ہیں وینھ اس مینھ بوہت جیادہ پائی جاویں سیں۔ پر پھیر بی ماٹس اس تئیں بے کوف کہوے سے ۔ اِسی اچھی عادتاں کی اتنی توہین ھم نیں کدے نئیں دیکھی۔ ہو سکے ہے اَک سیدھے لوگاں کھاتر اس دنیا مینھ جگہ ء ناں ہو۔

پر گدھے کا ایک اور بھائی بی سے جو اس تے تھوڑا کم گدھا سے، اَر وا سے بلد۔ جو مطلب ھم گدھا کہہ کے لیواں ساں نیوں ء کچھ لوگ اِسے بی سیں جو بلد نیں بے کوفاں کا سردار کہویں سیں۔ پر مھارا کھیال اِسا کونی۔ بلد کدے کدے مارے بی سے۔ کدے کدے اڑیل بلد بی دیکھنْ مینھ آویں سیں۔ اَر کدے بلد کئی ڈھالاں اپنی ناراضگی ار روسنْ کا بیرا بی دیوے سے۔ نیوں اس کا درجہ گدھے تے تلے ہے۔

جھوری کا چھی دھورے دو بلد تھے۔ ایک کا نام ھیرا تھا اَر دوسرے کا موتی۔ دونوں پچھائیں نسل کے تھے۔ دیکھنْ مینھ سوہنْے، کام مینھ چوکس۔ اونچا لامبا گات۔ گھنْے ء دناں تے کٹھے

رہویں تھے تو آپس مینھ موہ بی بدھ گی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کے شیامی مٹھے چُپ کی زبان مینھ ایک دوسے تے بتلا لیا کردے۔ نیوں تو ھم نئیں کہہ سکدے اَک وینھ اید دوسرے کی بات کیوکر سمجھ لیویں تھے۔ ہونا ہو، ان مینھ کوئے اٹ دیکھی طاقت تھی۔ جِس تے اشرف المخلوقات ہوٹ کا دعویدار مانس محروم سے۔ دونوں ایک دوسرے نیں چاٹ کے اَر سونگھ کے اپنّی محبت بھتا دیا کریں تھے۔ کدے کدے آپس مینھ سینگ بی پھنسا لیا کریں تھے۔ کُھنّس مینھ نئیں، بس مستی مینھ۔ جیوکر ہانّسی مجاق مینھ یار بیلی کدے کدے گتھم گتھا ہو جیں سیں۔ اَر سچی بات تو یا سے اَک اِس کے بِنا دوستی بی کچھ پھیکی پھیکی اَر ھلکی رہوے سے۔ اَر اُس دوستی پے اعتبار بی کونی ہوندا۔

جِب ینھ بلد ھل یا پھیر گاڈی میں جوڑے جاندے، اَر نَیڑ نیں ھلا ھلا کے چالدے تو ھر بلد نیوں ء سوچدا ، اَک جیادہ بوجھ میری نَیڑ پے رہوے۔ کام کرٹ کے بعد جِب شام نیں یا دوپھارے نیں وینھ کُھلدے ایک دوسرے نیں چاٹ کے اپنّی تھکن تار لیا کردے۔ گمیٹ مینھ جِد گھاس توڑی گیردی جاندیٔ تو کٹھے ء اُٹھدے۔ کٹھے ء گمیٹ مینھ مونہہ دیندے ار کٹھے ء بیٹھدے۔ جے ایک مونہہ ہٹا لیندا تو دوسرا بی ہٹ جاندا۔

ایک بریاں جھوری نیں اٹّے دونوں بلد کچھ دناں کھاتر اپنّی سُسراڑ بھیجے۔ بلداں نیں کے بیرا وینھ کیوں بھیجے جاویں تھے۔ سمجھے اَک مالک نیں بیج دئے۔ کے بیرا ان تئیں اپنا بیچا جاٹا پسند آیا اَک نئیں۔ پر جھوری کے سالے نیں اِن بلداں تے لے کے اٹّے گام جاٹ مینھ داندیں پسینہ آگیا۔ جے پاھے تے چھیڑدا تو دونوں سجّے ،کھبّے بھاج لیندے۔ آگے تے پکڑ کے کھینچدا تو پاھے نیں جور لاندے۔ ماردا تو سینگ تلاٹ کر کے پُھنکاردے۔ جے اِن بے جُباناں کی جُبان ہوندی تو جھوری تے پوچھدے۔"تنّے گریباں تے کیوں کاڈھ دیا۔ ھم نیں تو تھاری کھدمت کرٹ مینھ کوئے کمی نئیں چھوڈی تھی۔ جے مھاری محنت تھوڑی لاگے تھی تو اور گھٹا کام لے لیندا۔ ھم کدناٹے تھے۔ ھم نیں تو تیری موھبت مینھ مرٹا بی قبول تھا۔ ھم نیں تو

کدے نیار پاٹی کی بی کوئے شکایت نئیں کری تھی۔ تنّے جو دیا ۔ سِر نوا کے کھا لیا۔ پھیر تنّے اس جالِم تے کیوں بچ دیا؟"

شام تئیں دونوں بلد گیا کے گام میں پوہنچ لئے۔ سارے دن کے بھوکے تھے۔ پر گمیٹ پے کھڑے کرے تو کسے نیں بی مونہہ ناں ماریا۔ دونواں کا جی بھاری ہو رہیا تھا۔ وا گھر جس نیں ویہہ اپنّا سمجھیں تھے، آج اُن تے چھوٹ گیا تھا۔ یو نیا گام، نئے ماٹس، نیا گھر، سب انہاں نیں بے گانے لا گیں تھے ۔ دونواں نیں چپ کی جُبان ہیٹھ کچھ بات کری۔ ایک دوسرے کانی کانّی آنکھیاں تے دیکھیا ار پڑ گے۔

جِب گام سو گیا تو دونواں نیں رسّے ٹرّا لئے اَر گھر کانی چال پڑے۔ رسّے موٹے تھے، کسے نیں شک بی کونی تھا اَک ٹرّا لیں گے۔ پر اُس بکھت ان ہیٹھ اتنا جور آگیا تھا اَک ایک ء جھٹکے ہیٹھ رسّے ٹوٹ گے۔

جھوری نیں سبیرے اوٹھ کے دیکھیا تو دونوں بلد گمیٹ پے کھڑے تھے ۔ دونواں کی نیڑ ہیٹھ آدھا آدھا رسّہ لٹکن لاگ رہیا تھا۔ گوڈیاں تک پیر چیکڑ ہیٹھ بھر رے تھے۔ اَر دونواں کی آنکھیاں ہیٹھ موہبت اَر نراجگی دِکھے تھی ۔ جھوری ان تے دیکھ کے بَولا ہوگیا۔ اَر بھاج کے ان تے لپٹ گیا۔ ماٹس ار جنوراں کی موہبّت کا یو نجارا بوہت ء سوہنّا تھا۔

گھر اَر گام کے چھورے کٹھے ہو گے اَر تاڑیاں بجاٹ لاگے۔ گام کی تاریکھ ہیٹھ یو کام پہلا تو کونی تھا پر اہم تھا۔ کوئے اننّے گھراں تے ان کھاتر روٹی لیایا، کوئے گُڑ، داٹے ار توڑی۔

ایک چھورا بولیا: "اِسے بلد کسے اور دھورے نئیں ہونگے"۔

دوسرے نیں ہاں ہیٹھ ہاں مِلائی۔ "اِتنی دور تے دونوں کَلّے آگے۔"

تیسرا بولیا۔ "پاچھلے جنم ہیٹھ دونوں ماٹس ہونگے۔"

اِس بات نیں جُٹھاٹ کی کسے ہیٹھ ہمّت کونی تھی۔ ساریاں نیں کہیا۔ "ہاں بھائی، جرور ہونگے۔"

جھوری کی لُگائی نیں جد بارٹے پے بلد دیکھے تو جل گی۔ بولی۔"ہائے اے۔۔ کسے نمک ھرام بلد ہیں۔ ایک دن بی اُڑے کام نی کریا۔ ار بھاج لئے۔

جھوری اٹے بلداں پے یو الجام برداس نی کر سکیا ۔ بولیا۔"کیوں سیں نمک ھرام۔۔ نیار پاٹی کونی دیا ہوگا۔؟ کے کردے بچارے۔؟"

لُگائی تنگ آ کے بولی۔"او۔۔۔۔ دیکھیا ء نی اِسا۔۔ بس توں ء بلداں نیں کُھواٹ جاٹے سے۔ باقی سارے تو پاٹی پیاپیا کے راکھیں سیں۔ "

جھوری نیں ٹیکر دی۔"جے نیار ملدا تو کیوں بھاجدے؟"

لُگائی تو چڈھ گی۔"بھاجے نیوں اَک وینھ لوگ تھاری طریاں بلداں نیں پچکاردے نی ،کُھواویں سیں ۔ تو، توڑ کے ھل بی چلواویں سیں۔ اَر یہنھ دونوں تو ایک لمبر کے کام چور سیں ۔ ایب دیکھوں سوں، کڑے تے کھل اَر داٹا آوے گا۔ توڑی کے سِوا کچھ نئیں ملے گا ان نیں۔ کھاویں حنّے مریں۔"

اَر وائے ہوئی۔ نوکر تئیں کہہ دیا اَک بلداں نیں بس سوکی توڑی ملے گی ۔ بلداں نیں گمین وینھ مونہہ دیا تو سب کچھ پھیکا۔ ناں رَس ناں چیکٹا۔ پُر امید آنکھیاں گیل بارٹے کانے لکھاٹ لاگے۔

جھوری نیں نوکر گے کیہا۔ "ہاں رے ! تھوڑی سی کھل کیوں نی گیر دیندا؟"

نوکر۔"مالکٹ میری کھیٹی گھوٹ دے گی"۔

جھوری: ارے گیر دے تھوڑی سی۔"

نوکر: ناں دادا ۔ پھیر بعد وینھ توں بی لُگائی کانی کی ء کہوے گا۔"

دوسرے دِن ، جھوری کا سالا پھیر آیا اَر بلد لے گیا۔ ایب کے اُس نیں بلد گاڈے میں جوڑ دیئے۔ دو تین بَر موتی نیں گاڈا کھڈّے وینھ گیرٹ کی کری پر ھیرے نیں سنبھال لیا۔ اِس بکھت دونواں وینھ گھٹی ء برداس پیدا ہو لی تھی۔ شام کے بکھت گھراں پوہنچ کے گیا نیں بلداں کی

رسّی اور موٹی کر دی ار کیل آئی مستی کا مجا چکھایا۔ پھیر سوکی توڑی ان کے آگے گیر دی اَر اٹنے بلداں آگے کھل اَر داٹا گیریا۔

ہیرا اَر موتی اِس برتاوے کے ھلے ہوئے کونی تھے۔ جھوری ان تے پھول کی چوٹ بی کونی مارے تھا۔ اَر یہنھ بی اُس کی واج پے ہوا مینھ اُڈن لاگ جیں تھے۔ اُرے ماربی پڑی اَر پھیر سُوکی توڑی ملی۔ انہاں نیں تو گمین کانی دیکھیا بی کونی۔

دوسرے دن گیا نیں بلد ھل مینھ جوڑ دیئے پر بلداں نیں بی پیر ٹھاٹ کی قسم ٹھا لی تھی۔ گیا ماردے ماردے تھک گیا۔ پر اُنہاں نیں پیر ناں ٹھایا۔ اَر جب اُس جالم نیں ھیرے کی نانساں پے ڈنڈا ماریا تو موتی گُسّے مینھ آپے تے باہر ہو گیا۔ ھل لے کے بھاج لیا۔ ھل، جُوا، جوت اَر رسّی، سب ٹوٹ کے برابر ہو گے۔ جے گل مینھ موٹی موٹی رسّیاں ناں ہوندی تو دونوں لِکڑ جاندے۔ ھیرا بولیا۔ "بھاجنا تو مُسکِل سے"

موتی نیں بی آنکھیاں مینھ کو جواب دیا۔"تیری تو اِس نیں جان ءلے لی تھی۔ ایب کے تو گھٹی ءمار پڑے گی۔"

ھیرا۔"پڑن دے۔ بلد کا جنم لیا سے تو مارتے کڑے بچاں گے۔"

گیا اٹنے گیلے دو ماٹساں نیں لے کے بھاجیا آوے تھا۔ دونواں کے ھاتھاں مینھ لاٹھی تھی۔

موتی۔ "کہو تو میں بی دکھا دیوں کچھ مجا؟"

ھیرا: نئیں بھائی۔ کھڑیا ہوجا۔"

موتی: "میرے مارے گا تو میں ایک دو نیں رُڑھا دیوں گا۔"

ھیرا: "یوہ مھارا دھرم کونی۔"

موتی دل مینھ اینٹھ کر گیا۔ اتنی دیر مینھ گیا پونہچ گیا۔ اَر دونواں تے پکڑ کے چال پڑیا۔ وا تو اچھا ہویا کہ اُس بکھت اُس نیں مارپیٹ کونی کری۔ نئیں تو موتی بی تیار تھا۔ گیا اُس کے تیور دیکھ کے سہم گیا تھا اَر اُس کے ساتھی بی سمجھ گے تھے اَک اس بکھت ٹل جاٹا ءاچھا سے۔

آج پھیر دونواں کے آگے سُوکی ٹوڑی گیری گئی۔ دونوں چُپ چاپ کھڑے رئے۔ گھر کے لوگ جیمن لاگ گے۔ اُسے ٹیم ایک چھوٹی سی چھوری دو روٹی لے کے گھر تے لِکڑی۔ اَر دونواں کے مونہہ مینھ دے کے واپس مُڑگی۔ اَس ایک ایک روٹی تے ان کی بھوک تو کے مٹے تھی پر اُن کے دل نیں روٹی مِل گی۔ بیرا لاگیا اَک اُرے بی کوئے دل آلا مانُس لسے سے۔ یا چھوری گیا کی تھی اَر اُس کی ماں مرلی تھی۔ سوکن ماں اس تئیں ماریا کردی تو اس چھوری نیں اِن بلداں گیلیاں ہمدردی ہو گی۔

دونوں سارا دن ھل چلاندے۔ کدے اڑ کے کھڑے ھو جاندے۔ ڈنڈے کھاندے۔ شام نیں گمیٹ پے باندھ دیندے۔ اَر رات نیں وائے چھوری ان تئیں ایک ایک روٹی دے جاندی۔ موھبت کی ان دو روٹیاں کا یوہ ءکمال تھا اَک توڑی کے دو چار بریاں مونہہ مار کے ار ایک روٹی کھا کے بی وینھ ماڑے کونی ہوئے تھے۔ دونواں کی آنکھیاں کی رَگ رَگ مینھ گُسّہ بھریا ہویا تھا۔

ایک دن چُپ کی جُبان مینھ موتی نیں کہیا : "بھائی۔ ایب تو کونی برداس ہوندا"۔

ھیرا:" کے کرٹا چاہیے؟"

موتی:" کہوے تو گیا نیں سینگاں پے ٹھا کے پٹک دیوں؟"

ھیرا: "پر وا چھوری اس کی بیٹی سے۔ اس نیں ماردیاں گے تو چھوری یتیم ہو جے گی۔"

موتی: "تو مالکٹ نیں پٹک دیوں۔ وابی تو چھوری نیں روج مارے سے۔"

ھیرا: "گائی نیں مارے گا؟ بڈا جور آور سے !"۔

موتی۔ "توں کسے ڈھال لِکڑ ٹ ءکونی دیندا۔ چال پھیر آج رسا ٹڑا کے بھاج چالاں۔"

ھیرا۔ "ہاں، یا بات ٹھیک سے۔ پر اِتنی موٹی رسّی ٹوٹے گی کیو کر؟۔"

موتی۔ "پہلاں رَسّی نیں چاب لے۔ پھیر جھٹکا دے کے توڑ لے۔"

رات نیں جِب چھوری روٹی دے کے گئی۔ دونوں رَسّی چابٹ لاگ گے۔ پر موٹی رَسی مونہہ مینھ ءکونی آوے تھی۔ بچارے بس جور لا کے رہ لئے۔

ایک دم گھر کے کِواڑ کھلے ار واے چھوری لِکڑی ۔ دونوں سِر نِوا کے اس کے ھاتھ چاٹن لاگ گے۔ پونجڑھ کھڑے ہو گے۔ چھوری نیں اُن کے ماتھے پے ھاتھ پھیریا اَر بولی۔" کھول دیوں ہوں تھم نیں۔ بھاج جیو۔ نئیں تو یہ لوگ تھم نیں مار دیں گے۔ آج گھر مینھ کہٹ لاگ رے سیں اَک تھاری ناساں مینھ ناتھ گھال دی جاوے۔"

اس نیں دونواں کے رَسّے کھول دیئے پر دونوں چُپ چاپ کھڑے رئے۔

موتی نیں اپنّی بولی مینھ پوچھیا۔ " ایب چالدا کیوں نی؟"

ھیرا بولیا۔ " اس گریب پے آپھت آجے گی۔ سارے اس پے سَک کریں گے۔"

چانڑ چَک چھوری نیں چِرلی ماری۔" او دادا، او دادا۔ پھوکھے آئے دونوں بلد بھاجے جاویں سیں۔ بھاجو۔ دونو بلد بھاجے جاویں سیں۔"

گیا دھکڑ پھکڑ میں باھر آیا۔ بلداں نیں پکڑنّ بھاجیا۔ بلد بھاجے۔ کھوب بھاجے۔ گیا نیں رولا کریا۔ پھیر گام کے کچھ مانّس اٹے گیل لیٹ واسطے گام مینھ آیا۔ نیوں دونوں بلداں نیں بھاجن کا موقع مِل گیا۔ بھاجدے بھاجدے رستہ بھول گے۔ جِس راہ پے کو آئے تھے یو، وا راہ تو کونی تھا۔ یہنھ تو نئے نئے گام آنّ لاگ گے۔ دونوں ایک کھیت کے کِنارے کھڑے ہو کے سوچنّ لاگ گے ۔ ایب کے کراں۔

ھیرا بولیا۔"نیوں لاگے سے ۔ رستہ بھول گے۔"

موتی۔ "توں بی بس بھاجدا ء رئیا۔ سالے نیں اُڑے ء مار کے گیر دیندا۔"

ھیرا۔ " اس نیں مار دیندے تو دُنیا کے کہندی؟ وا اپنّا دھرم چھوڈدے پر آپاں اپنّا دھرم کیوکر چھوڈاں۔"

دونواں کا بھوک تے برا ھال تھا۔ کھیت مینھ مٹر کھڑی تھی۔ چرنّ لاگ گے۔ رہ رہ کے بِڑک لیویں تھے اَک کوئے آتو نئیں گیا۔ جَب پیٹ بھر گیا اَر دونواں نیں اپنّی آجادی کا احساس ہویا تو لاگے اُچھلنّ۔ پہلاں ڈھکار لی۔ پھیر سینگ ملائے اَر ایک دوسرے نیں دھکا دینّ لاگے۔ موتی نیں ھیرے تئیں گھٹا ء پا حھے دھکیل دیا۔ پھر اُس نیں بی گُسّہ آیا۔ سنبھل

کے اُٹھیا۔ اَر پھر موتی گیل لڑنْ لاگ گیا۔ موتی نیں جِب دیکھیا اَک کھیل مینھ ایب جھگڑا ہونْ لاگے سے تو ایک کانی ہو لیا۔

"دیکھئے رے۔۔۔۔ منّے لاگے کوئے سانڈ بھاجدا آوے سے۔ ہاں رے۔ یو تو ساگی سانڈ ء سے۔ آ لیا۔۔۔۔ دونوں یار پریشان ہوگے۔ سانڈ بی پورا ء ھاتھی لاگے تھا۔ اس تے لرنْ کا مطلب تھا، مرجاٹا۔ پرناں لڑنْ تے بی جان بچدی کونی دکھے تھی۔

موتی بولیا۔ "بُرے پھنسے رے۔ ۔۔کوئے طریقہ سوچ۔ کیو کر جان بچے گی۔"

ھیرا بولیا۔"یوہ تو اٹّے ھانگے مینھ آندھا ہو رئیا دکھے سے۔ مِنت ترلا بی کونی سُنّے۔"

موتی۔ "بھاج کیوں ناں چالاں۔؟"

ھیرا: "بھاجٹا تو کم ھمتّی لاگے گا۔"

موتی: "تو پھیر بھائی۔ توں رہ اُرے۔ میں تو گیا لے۔"

ھیرا: اَرجے بھاج آیا تو پھیر؟"

موتی: "کوئے طریقہ بھتا۔ تولا سا۔ وا تو آلیا سِر پے۔ "

ھیرا: "طریقہ یو ء سے اَک ھم دونوں کٹھے رل کے چڑھاں۔ میں آگے تے دِھکاؤں۔ توں پاچھے تے جور لا۔ تھوڑی دیر مینھ ء بھاج لے گا۔ جِب وا م

میرے پے ھملہ کرے توں اُس کے پیٹ مینھ سینگ گھپو دے۔ کام تو جوکھم کا سے پر اس تے سِوا کوئے طریقہ کونی۔ "

دونوں دوست جان تھیلی پے لے کے چالے۔ سانڈ نیں بی کدے کٹھے دو بلداں گیل لڑن کا موقع کونی ملیا تھا۔ وا تو ایکلا لڑنْ کا عادی تھا۔ اُس نیں ھیرے پے ھملہ کریا تو موتی پاچھے تے چڑھ آیا۔ سانڈ اُس کا ھنی مڑیا تو ھیرے نیں دھکیلٹا سروع کر دیا۔ سانڈنیوں چاہوے تھا اَک ایک نیں گیرے۔ پر بہنھ دونوں بی اُستاد تھے۔ انہاں نیں سانڈتّیں کوئے موقع نئیں دیا۔ ایک بَر سانڈ ھیرے نیں مارنْ کھاتر آیا تو موتی نیں اُس کے پیٹ میں سینگ گاڈ دیئے۔ وا

جکھمی ہو کے بھاجیا اَر دونوں یار رل کے اُس کے پاچھے بھاجے۔ اَر دونواں نیں دور تائیں سانڈ کھدیڑ دیا۔ اَر سانڈ ادھ مریا ہو کے ڈھے پڑیا تو اُنہاں نیں اُسکا پیچھا چھوڑ دیا۔

دونوں بلد اپنڑی جیت کے نسے مینھ چالے جاویں تھے۔ موتی بولیا۔ "میرا تو جی چاہوے تھا اَک آج تو اس نیں مار ء دیوں۔"

ھیرا: پڑیے ہوئے دشمن پے سینگ چلاٹا ٹھیک کونی۔"

موتی: "توں تو میرے یار بس اینوے ء بات کرے سے۔ جے اُسکا دا چالدا تو وا ھم نیں کدے ناں چھوڑدا۔"

ھیرا: "ایب یا بات سوچ اَک گھراں کیو کر پوہنچاں گے۔"

موتی: "پہلاں کچھ کھا لیاں تو سوچ بی لیاں گے۔ اے تو عقل کام نئیں کردی۔"

نیوں کہہ کے موتی مٹر کے کھیت مینھ بڑ گیا۔ ھیرا اُس تئیں ڈاٹدا ء رئیا پر اُس نیں ایک ناں سُنڑی۔ اے دو چار مونہہ ء مارے تھے ۔ دیکھیا تو دو مانس لاٹھی حکے آگے اَر دونو بلداں تے گھیر لیا ۔ ھیرا تو منڈیر پے تھا۔ لِکڑ گیا۔ موتی کھیت مینھ تھا۔ اُسکے کُھر چیکڑ مینھ دھنسن لاگ گے اَر وا نا بھاج سکیا۔ پکڑیا گیا۔ ھیرے نیں جِب دیکھیا اَک دوست مصیبت مینھ سے تو اُلٹا پَلٹ آیا۔ پھنساں گے تو کٹھے۔ رُکھالی کرنڑ آئیاں نیں وا بی پکڑ لیا۔ دوسرے دن دونوں گورمنٹ کے بندی کھانے مینھ تھے۔

ان کی جِندگی مینھ یو پہلا موقع تھا اَک سارا دن گُجر گیا اَر کھانڑ نیں گھاس کا ایک ڈیکا بی نئیں ملیا۔ اُن کی سمجھ میں ء کونی آوے تھا اَک یو کِسا مالک سے ۔ اس تے تو گیا ء اچھا تھا ۔ اُڑے کئی مھینس بی تھی۔ کئی بکریاں ، گھوڑے، گدھے پر نیار کسے آگے بی کونی تھا۔ سارے جمین پے مُردے جیوں پڑے تھے۔ کئی تو اتنے ماڑے ہو رے تھے اَک کھڑے نئیں ہو سکیں تھے۔ سارا دن بارنڑے کانی دیکھدے ہوئے لِکڑ گیا۔ پر کوئے نیار لے کے نئیں آیا۔ پھیر اِن گیرباں نیں کاندھ کی نونڑی ماٹی چاٹنا سروع کر دی پر اس تے کے ہووے تھا۔

جِب رات نیں بی کھاٹ نیں کچھ نئیں ملیا تو ھیرے کے دل مینھ بگاوت کے کھیال آݨ لاگے۔ موتی تے کہیا۔" منّے تو نیوں لاگے سے اَک ایب جان لِکڑے گی۔"

موتی: "بھائی ! اتنی ھمت ناں ھارے۔ اُرے تے بھاجݨ کی کوئے ترکیب سوچ۔"

ھیرا: "آپھیر کاندھ توڑ دیاں۔"

موتی: "میرے پے تو ایب کچھ نئیں ہووے گا۔"

ھیرا: "بس۔۔۔ اتینے ہانگے پے اکڑے تھا۔"

موتی: "ساری اکڑ لِکڑ گی بھائی۔"

باڑے کی کاندھ کچی تھی۔ ھیرے نیں اٹے سینگ جور تے کاندھ مینھ گاڈ دیئے تو ماٹی کا ایک لیوڑ اتر گیا۔ اس بات تے اُسکا ھوسلا بدھ گیا۔ اُس نیں بھاج بھاج کے کاندھ مینھ ٹکر ماری۔ ھر ٹکر مینھ تھوڑی تھوڑی ماٹی ڈھیݨ لاگ گی۔

اتنی دیر مینھ باڑے کا چوکیدار لالٹین لے کے ڈانگراں کی ھاجری لیݨ آگیا۔ ھیرے کی مستی اَر گُسّہ دیکھ کے اُس نیں گھٹّے ء ڈنڈے مارے۔ اَر موٹی رسّی گیلیاں باندھ دیا۔ موتی نیں پڑے پڑے اُس کا ھنی دیکھیا جنّوں کہندا ہو۔ "کھا لی ناں مار۔"

ھیرا بولیا: "اپݨا جور تو اجما لیا۔"

موتی: "اِسا جور کس کام کا۔ اور گھٹّے بندی مینھ پڑ گے۔"

ھیرا: "میں تو ایب کونی ڈٹّوں۔ حئے اور بی بند لا دیں۔"

موتی: "جان تے جاوے گا۔"

ھیرا: "منّے کوئے پرواہ کونی۔ نیوں بی تو مرݨا ء سے۔ سوچ میرے بھائی۔ جے کاندھ ڈھے پڑے تو کتنی جان بچیں گی۔ اتنے بھائی آڑے بند سیں۔ کسے کے بی گات مینھ جان کونی۔ دو چار دن یو ء ھال رہیا تو سارے مرجیں گے۔"

موتی نیں بی کاندھ مینھ اَسے جگہ سینگ ماریا۔ تھوڑی سی ماٹی اور ڈھے گی۔ ھمت بندھی تو کاندھ مینھ سینگ لا کے جور لاں لاگیا۔ جنّوں کسے گیل لڑدا ھو۔ آکھر کوئے دو گھنٹیاں مینھ کاندھ کا تھوڑا سا حصہ ڈھے گیا۔ اُس نیں گھٹا جور لا کے دھکا لایا تو آدھی کاندھ ڈھے گی۔

کاندھ کے ڈھیندے ء جنّوں سارے ڈانگراں مینھ جان سی پڑگی۔ پہلے تو تینوں گھوڑی بھاجی۔ پھر بھیڈ بکری لِکڑی۔ اُس کے بعد مھینس بی کھسک لی۔ گدھے اہے کھڑے تھے۔

ھیرا بولیا: "تھامیں کیوں نی جاندے؟"

ایک گدھا بولیا: "کدے پکڑے ناں جاواں؟"

ھیرا: "پکڑ لئے جاؤ گے تو دیکھیا جاوے گا۔ اِس بکھت تو موقع سے۔"

گدھا: "ھم نیں تو ڈر لاگے سے۔ ھم نی بھاجدے۔"

آدھی رات لنگ لی تھی ۔ دونوں گدھے کھڑے سوچیں تھیں، بھاجاں اَک ناں۔ موتی اتّے ڈھبی کی رسّی کاٹن مینھ لاگ رہیا تھا۔ جِب او ھار گیا تو ھیرے نیں کہیا۔ "توں بِگ جیا۔ منّے اُرے ء رہن دے۔ رب کدے میل ملا دے گا۔"

موتی نیں آنکھیاں مینھ آنجو لے کے کہیا۔" توں منّے اِسا سمجھے سے۔ ھم دونوں اتنے دن گیلیاں رئے ساں۔ آج توں مصیبت مینھ سے تو میں تنّے چھوڈ کے بھاج جیوں۔"

ھیرا بولیا: "بوہت مار پڑے گی۔ سب سمجے جیں گے اَک سارا تیرا کریا دھریا سے۔"

موتی: "جس قصور واسطے تیرے گلّ مینھ رسّہ پڑیا۔ جے اس کام واسطے میرے پے مار پڑ جے گی تو کوئے بات نی۔ چلو اتنا تو ہوگیا اَک نو دس ڈانگراں کی جان تو بچ گی۔ "نیوں کہہ کے موتی نیں دونوں گدھیاں کے سینگ ماریا اَر باھر کاڈھ دیا۔ ار اتّے یار دھورے آ کے سو گیا۔

سبیر ہوئی تو چوکیدار، مُنسی اردوسرے نوکراں مینھ کھلبلی ماچ گی۔ موتی کی آچھی طریاں کھدمت ہوئی ار اُس تے بی موٹی رسّی گیلیاں باندھ دیا۔

ایک ھپتے تک دونوں بلد بندھے پڑے رئے۔ اللہ جانٹے اس باڑے کے نوکر کسے بے درد تھے اَک نِیار کا ایک ڈیکا تک نئیں دیا۔ ہاں دن مینھ ایک بریاں پاٹی دکھا دے تھے۔ دونوں اتنے ماڑے ہوگے اَک ان پے اُٹھیا تک نئیں جاوے تھا۔ ہاڈی لِکڑ آئی تھی۔

ایک دن باڑے کے شیامی ڈُگڈگی باجڑ لاگی۔ اَر دوپھارے تک بیس ، بچیس مانُس کٹھے ہوگے۔ پھر دونوں بلد کاڈھے گئے۔ اَر ان کی ٹیھل سیوا ہونڑ لاگی۔ مانُس آندے۔ اِن کا ھنی دیکھدے ارپوٹھے ءمُڑجاندے۔ ان ادھ مرے بلداں نیں کونڑ لیندا؟

پھیر نیوں ہویا اَک ایک مانُس جس کی آنکھ لال تھی ار اُس کے مونہہ پے بڈے کرڑے تیور تھے۔ آیا ارُنسی جی تے بات کرنڑ لاگیا۔ اُس کی سِکل دیکھ کے دونوں بلد کانب سے گئے۔ واکونڑ سے اَر انہاں نیں کیوں مول لیوے سے؟ اس بارے مینھ انہاں نیں کوئے بیرا نئیں تھا۔ دونواں نیں ایک دوسرے کا ھنی دیکھیا اَر سِر تلے کر لیا۔

ھیرا بولیا: "گیا کے گھر تے اُنویں بھاجے۔ ایب جان کونی بچے۔"

موتی نیں جواب دیا۔"نیوں کیہا کریں ۔ مالک سب پے میھربانی کریا کرے سے۔ اُس نیں مھاری ھالت پے رھم کیوں نی آندا؟"

ھیرا۔ "مالک تئیں مھارا جیٹا ، مرٹا ایک برابر سیں۔"

موتی۔ "چلو ٹھیک سے۔ کچھ دن اس دھورے رہ لیا گے۔"

ھیرا۔ "مالک نیں ایک بر اُس چھوری کے روپ میں بچایا تھا۔ کے ایب کے کونی بچاوے؟"

موتی۔ "یو مانُس دیکھ لئے، چھری چلاوے گا۔"

ھیرا۔ "یا تو معمولی بات سے۔ مر کے ان دُکھاں تے تو چھوٹ جیاں گے۔"

نیلام ہونڑ کے بعد دونوں بلد اُس آدمی گیلیاں چال پڑے۔ دونواں کی بوٹی بوٹی کانپے تھی۔ بچارے پیر تک تو ٹھا کونی سکیں تھے۔ پر ڈر کے مارے چالے جاویں تھے۔ جے مڑا سا بی ھلوا چالدے تو ڈنڈا پڑدا۔ راہ مینھ دیکھیا، گاں ، میھنساں کا ایک ریوڑ کھیت مینھ چرے تھا۔

سارے ڈانگر کُھس تھے۔ کوئے اُچھلدا پھرے تھا۔ کوئے جُگالی کرے تھا۔ اُن کی جندگی کتنی مجے کی تھی۔ پر وینھ سارے آپا دھاپی مینھ پڑرے تھے۔ کسے نیں بی اُن کا کھیال کونی آیا۔ ایک دم تے اُنہاں نیں نیوں لاگیا اَک رستہ دیکھیا بھالا سے۔ اِسے رستے پے کو تولے کے گیا تھا انہاں نیں۔ کھیت بی وینھ ء تھے اَر باگ بی وینھ ء تھے۔ گام بی وائے تھا۔ ایب ان کی چال بدھ گی۔ ساری تھکاوٹ ، ساری کمجوری، ساری مایوسی کھتم ہوگی۔ " ارے ! یو تو اپٹا کھیت آگیا۔ یو اپٹا کنواں سے جڑے تے روج پاٹی پیا کراں تھے۔

موتی بولیا۔ " مھارا گھر نیڑے آگیا۔"

ھیرا بولیا۔ " مالک کی میھربانی سے۔"

موتی۔ " میں تو ایب گھراں کانی بھاجوں سوں۔"

ھیرا۔ "یو جانٹ بی دیوے گا ؟ سوچ لے۔"

موتی۔ " اس نیں ماراں گے، ساٹے نیں۔ جِب تئیں سنھلے گا۔ گھراں جا پوہنچاں گے۔ "

ھیرا۔ "نیوں کر۔ بھاج کے نیں کھونٹے تک چال۔ آگے کونی جاواں۔"

دونوں مست ھو کے گھراں کا ہنی بھاجے۔ اَر کھونٹے پے جا کے کھڑے ہو گے۔ وا ماٹس بی پاچھے پاچھے آلیا۔

جھوری بارٹے پے بیٹھیا دھوپ کھاوے تھا۔ بلداں نیں دیکھدے ء بھاجیا۔ ان کے سِر پُچکارے۔ بلداں کی آنکھیاں مینھ تے آنجو ڈھینٹ لاگ گے۔ ایک جھوری کا ھاتھ چاٹے تھا اردوسرا اُسکا پیر۔

اُس ماٹس نیں آکے بلداں کی رسّی پکڑلی۔ جھوری بولیا۔ "ینھ بلد میرے سیں۔"

"تیرے کیو کر سیں ۔ منئے تو نیلام مینھ تے لئے سیں۔"

جھوری بولیا۔" منئے لاگے توں چوری کر کے لیایا سے۔ چُپ کر کے لِکڑ لے۔ بلد میرے سیں۔ میں بیچوں گا تو بِکیں گے۔ "

ماٹس بولیا۔" منئے تو بولی لا کے لئے سیں۔"

جھوری بولیا۔ "لئے ھوں گے۔"

وا ماٹس جبردستی بلداں نیں لے جاٹ کھاتر آگے آیا۔ اُسے ٹیم موتی نیں سینگ چلایا۔ وا ماٹس پاچھے ہٹ گیا۔ موتی اُس کے پاچھے بھاجیا۔ اَر اس نیں رگید دا ہویا گھٹی ء دور لے گیا۔ اَر پھیر اُسکا راہ روک کے کھڑیا ہوگیا۔ وا ماٹس دور کھڑیا دھمکاندا رہیا۔ ڈنڈے ٹھا ٹھا کے بَگائے۔ پر موتی اُس کا راہ روکیں کھڑیا تھا۔ گام کے لوگ بی تماسہ دیکھٹ آگے تھے۔

جِب وا ماٹس ھار کے چلیا گیا۔ تو موتی اکڑدا ھویا واپس آیا۔

ھیرا بولیا۔ "میں تو ڈروں تھا۔ توں اُس نیں مارناں دیوے۔"

موتی۔ "جے نیڑے آندا تو ماربی دیندا۔"

ھیرا۔ "ایب کونی آوے۔"

موتی۔ "آوے گا تو دورتے ء اُس کی کھبر لیوں گا۔ دیکھوں گا کیو کر لے جاوے گا۔"

تھوڑی ء دیر میں گمیٹ مینھ کھل، توڑی اَر داٹا، سب کچھ آگیا۔ دونوں بلد کھاٹ لاگ گے۔

جھوری ان کا ھنی دیکھدا رہیا ار کُھس ہوندا رہیا۔ سارا گام ہانسدا رہیا۔

اُسے ٹیم مالکن آئی اَر آکے دونوں بلداں کے ماتھے چوم لئے۔

کپھن

منشی پریم چند

جُھوپڑی کے بارنڈے پہ دونوں بابُو بیٹا کچھے ہوئے دھکڑ بوجھ کے شیامی بُت نڈے مٹھے تھے۔ ار بھیتر بیٹے کی گھر آئی بدھیا، بالک ہونڈ کے درد میں ٹرپٹ لاگ ری تھی۔ مَڑی مَڑی ہانڈ کے بعد اس کے مونہہ تے اسی اسی اواج لکڑے تھی کہ دونوں کالجہ پکڑ کے بیٹھ جیں تھے۔ جاڑیاں کی رات تھی۔ گُھپ اندھیرا تھا ارچاروں اوڑ ساں سپ ہو ریا تھا۔

گھیسو بولیا: "منے لاگے، کونی بچے۔ سارا دن ہولیا تڑپدی نیں۔ جا دیکھ تو آ"

مادھو دکھیا لہجے میں بولیا: "مرٹا سے تو جلدی کیوں نہ مرجاندی، دیکھ کے کہ آؤں؟"

"توں بڈا بے درد سے۔ سارا سال جس کے گیلیاں جندگی کا سکھ دیکھیا۔ اس کے گیلیاں اتنی بے وپھائی"

"تو میرے تئیں اس کا ہاتھ پیر پٹلٹا کونی دیکھیا جاندا"

چماراں کا کنبہ تھا ار سارے گام میں بدنام۔ گھیسو ایک دن کام کردا تو تین دن ارام۔ مادھو اتنا کام چور تھا کہ ایک گھنٹہ کام کر کے پھیر ھوکا بھر لیندا۔ نیوں انہاں نیں کوئے کام پہ کونی راکھے تھا۔ جے گھر میں ایک مُٹھی دانڈے ہوندے تو کام کرنڑ کی سونہہ ٹھا لیندے۔ جِب ایک دو دن کا پھاکہ ہو جاندا تو گھیسو روکھاں پہ چڈ کے لاکڑی توڑ لیاندا ار مادھو بجار میں بیچ آندا۔ جب تئیں وینھ پیسے ان کی گوج میں رہندے، آسے پاسے گٹے بِھڑاندے پھریں جاندے۔ جِب دوبارہ پھاکے کی نوبت آجاندی تو پھیر لاکڑی توڑ دے یا کوئی مجدوری کردے۔ گام میں کام کا کوئے گھاٹا کونی تھا۔ کھیتی کرنڑ آلیاں کا گام تھا۔ محنتی مانُس کھاتر پچاس کام تھے۔ پر لوگ انہاں نیں جِب بلایا کردے جِب دو آدمیاں پہ ایک کا کام کران کے سوا کوئے چارا نہ رہندا۔ جے یہنھ دونوں سادھو ہوندے تو قناعت واسطے کسے اور چیج کی جرورت نہ پڑدی۔ عجیب جندگی تھی۔ ان کے گھر میں ماٹی کے دو چار ڈھوبریاں کے سوا کچھ کونی تھا۔ پاٹے چیتھڑیاں کے ننگ ڈھک کے۔ دنیا کے مکرتے جمائے آجاد۔ قرجے میں ڈوبے ہوئے۔ لوگاں

کی گاٹھہ بی کھاندے، پر پھیر بی کوئے دکھ نی۔ اتنے مسکین کہ لوگ یا بات جاٹندے ہوئے بی کہ ہیسے واپس کونی ملیں ، کچھ نہ کچھ کرجا دے دیا کردے۔ مٹر اَر آلو کی پھسل میں تے مٹریا آلو لے آندے ار بھون بھون کے کھاندے۔یا دس پانچ ایکھ کے گنڈے توڑ لیاندے ار رات نیں چوس لیندے۔ گھیسو نیں اسے اللہ لوگی میں اپنی عمر کے ساٹھ سال گجار دئیے تھے ار ایب مادھو بی باپ کے پیراں پہ چالدا آنٹ لاگ رہیا تھا۔ بلکہ اس کا نام کھوب روسن کردا آوے تھا ۔ اسے بی دونوں آگ کے شیامی مٹھے آلو بھونٹ لاگ رے تھے جو کسے کے کھیت میں تے کھود کے لیائے تھے۔ گھیسو کی گھر آئی تو مدت ہوئی مرلی تھی۔ مادھو کا بیاہ پاچھلے سال ہویا تھا۔ جب تے یا لوگائی گھر میں آئی تھی اس نیں اس گھر میں کچھ رکھ رکھاو کی بابت سوچیا تھا۔ وا، پسائی کر کے، گھاس چھول کے، سیر لکے آٹے کا پربند کر لیا کردی ار ان دونوں بے گیرتاں کا اوج بھردی رہیا کردی۔ اس کے آنٹ کے بعد تو وینھ دونوں اور بی آلسی ار نکھٹو ہو گے تھے۔ بلک کچھ آکڑنٹ بی لاگ گے تھے۔ جے کوئے انہاں نیں کام پے بُلواء لیندا تو بڈی شان گیلیاں دگنٹی مجدوری مانگدے۔ وا لوگائی آج جاپے کے درد میں مرنٹ لاگ ری تھی اریہنھ دونوں اِس اِنتجار میں تھے کہ یا مرجے تو ارام گیلی سوویں۔

گھیسو نے آلو کاڈھ کے چھولدے ہووے کہیا۔"جا کے نیں دیکھ تو لے کے حالت سے اس کی۔ چڑیل کا پھنساؤ ہو رہیا ہوگا۔ اُورے تو اوجھابی روپیا مانگے سے۔ کس کے گھراں تے آوے؟"

مادھو نیں یو ڈر تھا کہ جے وا کوٹھڑی میں گیا تو پاچھے تے گھیسو گھٹّے ء آلو کھاجے گا۔ بولیا۔ "منّے تو ڈر لاگے سے۔"

"ڈر کس بات کا؟۔ میں تو اورے ء سوں۔

"تو پھیر توں ء جا کے دیکھ لے۔"

"جب میری لوگائی مری تھی تو میں اس کے دھورے تے تین دن ہالیا ء کونی تھا۔ ار پھر اس نیں مِرے تے لاج بی تو آوے گی اَک نہیں۔ کدے اس کا مونہہ کونی دیکھیا۔ آج اس کا

اُگھاڑا سریر دیکھوں۔ اس نیں تو اسٹے تن کی بی سدھ کونی ہووے گی۔ منّے دیکھ کہ تو کُھل کے ہاتھ پیر بی کونی ٹٹکے"

" میں نیوں سوچوں سوں کہ کوئے بالک بچہ ہوگیا تو کے ہووے گا۔ سونٹھ، گڑ، تیل کچھ بی تو گھر میں کونی"

"سب کچھ آوے گا۔ بھگوان بالک دیوے گا تو جو ایب ہیسے کونی دیندے۔ وینھ بُلا کے دیویں گے۔ میرے نو چھورے ہوئے۔ گھراں کدے کچھ بی کونی تھا۔ پر اسے طراں کام چال گیا۔"

جس سماج میں رات دن کام کرنْ آئیاں کی حالت ان کی حالت تے کچھ گھٹی اچھی کونی تھی۔ ار کھیتی کرنْ آئیا ں کے مقابلے میں وینھ لوگ جو انہاں کی کمجوریاں کا فیدہ ٹھاٹا جاٹیں تھے۔ وینھ ان تے گھٹے احھے حالات میں تھے۔ اوڑے اس قسم کی سوچ کا پیدا ہو جاٹا کوئے احنبے کی بات کونی تھی۔ ہم تو نیوں کہواں گے کہ گھیسو ، کھیتی کرنْ آئیا ں کے مقابلے میں گھٹا تیج تھا۔ ار وا بی ان چلاک لوگاں کے گٹھ بندھنْ میں شامل ہوگیا تھا جو کساناں نیں لوٹیا کردے۔

اس میں وا صلاحیت تو کونی تھی کہ چلاک لوگاں کے آئین ار ادب کی پابندی کردا۔ اس واسطے اس کی جماعت کے اور لوگ گام کے مکھیا ار سرپنچ نٹے بھٹے تھے۔ اس پہ سارا گام تھو تھو کرے تھا۔ پھیربی اس کے دل نیں یا تسلی تو تھی کہ کے ہوگیا جے وا گریب سے۔ پر کم اج کم کساناں کی طریوں جگر توڑ محنت تو کونی کرنْی پڑدی۔ ار اس کی سادگی ار بے جباتی تے دوسرے کوئے فیدا کونی ٹھاندے

دونوں آلو کاڈھ کے بلدے بلدے کھانْ لاگ گے۔ کیل تے کچھ کونی کھایا تھا۔ اتنا صبر کونی تھا کہ آلو ٹھنڈے ہوجیں۔ کئی بر دونواں کی جیبھ جل گئی۔ چھولیے ہوئے آلو کا باہر آلا پاسہ تو تاتا کونی لاگے تھا پر داناں تلے آندے ء جیبھ کا اندر آلا پاسہ ، تاٹوا ار حلق جل جے تھا۔ ار اس انگارے تے مونہہ میں راکھنْ تے اچھا تھا کہ یو پیٹ کے بھیتر پہنچ جے۔ اوڑے اس

تئیں ٹھنڈا کرنڑ کا گھٹا ء سامان تھا۔ ارنیوں دونوں جلدی جلدی نگل جاندے۔ حالانکہ نیوں کردے ہوئے ان کی آنکھیاں میں تے آنجھو آ گے تھے۔

گھیسو نیں اس بکھت ٹھاکر کی برات یاد آئی۔ جس میں وا بیس سال پہلے گیا تھا۔ اس دعوت میں جو اس نیں پیٹ بھر کے کھایا تھا وا اس کی جندگی کا یادگار واقعہ تھا ار اسکی یاد آج بی تاجا تھی۔ بولیا۔"او کھاٹا کونی بھولدا۔ اس دن کے بعد اس طریوں کا کھانا ار بھرپیٹ کونی ملیا۔ چھوری آلیاں نیں ساریا ں تئیں پوڑیاں کھوائی تھیں۔ چھوٹے ، بڈے سب نیں پوڑیاں کھائیں ار دیسی گھی کی چٹنی، ریتہ۔ تین طریوں کے سوکھے ساگ، ایک ترکاری، دہی، چٹنی، مٹھائی، بس ایب کے کے بھتاؤں کہ اس بھوج میں کتنا سواد ملیا۔ کوئے روک کونی تھی۔ جو چیج چاہو، مانگو ار جتنا چاہو کھاؤ۔ لوگاں نیں تو اِسا کھایا، اِسا کھایا کہ کسے پہ بی پانی کونی پیا گیا۔ پر دیکھو ان پروسنڑ آلیا نیں ، ہر کسے کے سامہی گرم گرم گول گو" کچوریاں دھردے رہیے۔ روکیا بی کہ بھائی ہو رکونی چاہیے، پر ویخ دیندے رہیے۔ ارجب سب نیں منہ دھو لیا۔ تو ایک ایک پان بی ملیا۔ پر منے پان لینڑ کی کڑے سودھی تھی۔ کھڑیا کونی ہویا جاوے تھا۔ چَٹ پَٹ جا کے اپنے کامبل میں لوٹ گیا۔ ایسا دریا دل تھا ٹھاکر۔"

مادھو نیں ان باتاں کا سواد لیندے ہوئے کہیا۔ "ایب کوئے ایسا بھوج کھواوے گا؟۔"

"ایب کوئے کے کھواوے گا۔ وا جمانا دوسرا تھا۔ ایب تو سب نیں کیپھائیت دکھے سے۔ بیاہ سادی میں کھرچ کرو، کریا کرم پہ مت کرو، پوچھنڑ آلا ہو، گریباں کا مال کٹھا کر کے کڑے دھرو گے۔ پر کٹھا کرنڑ میں کوئے کمی کونی آئی۔ ہاں کھرچ کرنڑ میں کپھائت ہر کوئے دکھے سے۔"

"بابو، تنے تو بیس ایک پوڑیا ں کھائی ہونگی۔"

"بیس تے جیادہ کھائی تھیں۔"

"میں تو پچاس کھا جاندا۔"

"پچاس تے کم تو منے بی کونی کھائی ہونگی۔ اچھا گات تھا۔ توں تو اسکا آدھا بی کونی۔"

آلو کھا کے دونواں نیں پانی پیا۔ ار اوڑے ء آگ کے شیا مہی دھوتی اوڈ کے، پیر پیٹ میں موڑ کے سو گے۔ جس طریوں دو بڈے بڈے سانپ کنڈلی مارے پڑے ہوں۔ مادھو کی لوگائی بدھیا اے تک کُرلان لاگ ری تھی۔

سبیرے نیں مادھو نیں کو ٹھڑی میں جا کے دیکھیا تو اس کی لوگائی ٹھنڈی ہو لی تھی۔ ار اس کے مونہہ پہ ماکھی بِھنکٹ لاگ ری تھی۔ اسکی آنکھاں پتھرائی ہوئی تھیں۔ سار اگات ماٹی میں لت پت ہو رہیا تھا۔ بالک اسکے پیٹ میں ء مر لیا تھا۔

مادھو بھاجدا ہویا گھیسو دھورے گیا۔ پھیر دونوں جو ر، جور تے ہائے ہائے کر کے چھاتی پیٹن لاگے۔ پڑوس آلیا نیں یا ہائے ہائے سُنی تو بھاجے آئے۔ ار پرائی رسم کے انوسار تسلی دین لاگے۔

پر جیادہ رون دھون کا موقع کونی تھا۔ کپھن ار لاکڑیاں کی پھکر کرنی تھی۔ گھر میں تو پیسہ نیوں گیب تھا جیوں چیل کے آملٹے مینھ ماس۔

باپ بیٹا روندے ہوئے گام کے جمیدار اں کے گھراں گئے۔ وینھ ان دونواں کی شکل تے نپھرت کریں تھے۔ کئی بریوں وینھ انہاں نیں اپنے ہاتھاں پیٹ حکے تھے۔ چوری کی علت میں، وعدے کے مطابق کام نہ کرن کے بدلے میں۔

پوچھیا۔" کے سے رے گھیسو۔ رووے کیوں سے؟ ایب تو تیری صورت ء کونی دیکھدی۔ منے تو نیوں لاگے سے، توں اس گام میں ء کونی رہناں چاہندا۔"

گھیسو نیں اپنا سر دھرتی پہ دھر کے۔ آنکھیا ں میں آنجھو لیا کے کہیا۔"سرکار۔ بڈی پتا میں سوں۔ مادھو کی گھر آئی گُجر لی۔ سارا دن تڑپدی رہی۔ آدھی رات تک ہم دونوں اس کے سرہاٹے بیٹھے رہیے۔ دوا، دارو، جو ہو سکیا۔ سب کریا۔ پر وا ہم نیں دگا دے گی۔ ایب تو کوئے روٹی دین آلا بی کونی رہیا۔ مالک، تباہ ہوگئے۔ گھر اُجڑ گیا۔ آپ کے گلام ہاں۔ ایب اس کی ماٹی کون پار لاوے گا۔ مہارے ہاتھ میں تو جو کچھ تھا۔ سب دوا، دارو میں اٹھ گیا۔

سرکار ہی کی دیا ہووے گی تو اس کی ماٹی اٹھے گی۔ بھتاؤ، تھارے سوا اور کس کے دوارے جاؤں؟"

جمیندار بھلا مانُس تھا۔ پر گھیسو پہ رحم کرٹا کالے کامبل پہ رنگ چڑھان جیسا تھا۔ اس کے جی میں آیا کہ کہہ دے"چال جیا دُور اوڑے تے۔ میّت نیں گھر میں رکھ کے سڑا۔ نیوں تو بلاٹ تے بی کونی آندا۔ آج جب اپنّی گرج پڑی تو آکے لالا پوچی کرن لاگ رہیا سے۔ حرام کھور کڑیاں کا۔ بدماس" پر یو موقع گُسّے یا بدلہ لین کا کونی تھا۔ دل نہ کردے ہوئے بی اس نیں دو روپلّی گوجی میں تے کاڈھ کے اس کے آگے گیر دئیے ۔ پر تسلی کا ایک بول بی منہ تے کونی کاڈھیا۔ نہ اسکے کانی دیکھیا۔ نیوں لاگے تھا کہ سر تے بوجھ تاریا تھا۔

جِب جمیندار نیں دو روئے دے دئیے تو گام کے بانئیے کیونکر انکار کردے۔ گھیسو جمیندار کے نام کا ڈھنڈورا پیٹدا جاوے تھا۔ کسے نیں دو آنے دئیے، کسے نیں چار آنے دئیے۔ ایک گھنٹے میں گھیسو پہ پانچ روئیے کٹھے ہوگے۔ کسے نیں کنک دی ۔کسے نیں لاکڑی۔ دُوپہارے نیں گھیسو ارمادھو بجار تے کپھن لین چال پڑے۔ ار دوسرے لوگ بانس بونس کاٹن لاگے۔

گام کی لوگائی میت پہ آکے ار اسکی بے بسی پہ دو، دو آنجھو گیر کے چلی گئی۔

بجار میں پہنچ کے گھیسو بولیا:"لاکڑی تو اس نیں جلاٹ کھاتر مل ء گئی ہے۔ کیوں مادھو؟"

مادھو بولیا؛"ہاں۔ لاکڑی تو بہت سے۔ ایب کپھن چاہیے۔"

"تو کوئے ہلکا سا کپھن لے لیاں"

"ہاں ۔ اور کے۔ میت اٹھدے ،اٹھدے رات ء ہو جے گی۔ رات نیں کپھن کون دیکھے گا۔"

"کتنا بھونڈا رواج سے۔ کہ جس تئیں جندگی میں تن ڈھکن کھاتر چیتھڑے کونی ملدے۔ ان نیں مرٹ پہ نیا کپھن چاہیے۔"

"کپھن لاس گیلیاں جل ء تو جے سے۔"

"ار کے دھریا سے اس میں۔ جے یہنھ پانچ روئیے ملدے تو کچھ دوا داروء کر لیندے۔"

دونوں ایک دوسرے کے دل کا حال سمجھ گے تھے۔ بجار میں آسے پاسے گھومدے رہیے۔ ار پھیر شام ہوگی۔ جاندے بوجھدے، یا پھیر انجان پنڑ میں، دونوں ایک ٹھیکے پہ آ کے کھڑے ہوگے۔ پھیر دونوں اندر گئے جنوں پہلوں تے ء کوئی پھیسلہ کر کے گئے ہوں۔ تھوڑی دیر تک تو دونوں کچھ سوچدے رہیے۔ پھیر گھیسو نیں ایک بوتل سراب کی لی۔ کچھ گجک لی اور دونوں برآنڈے میں ءبیٹھ کے پیڑ لاگ گے۔

کئی پیگ پیڑ کے بعددونوں سرور میں آ گے۔

گھیسو بولیا۔" کچھن لاڑ تے بھلا ملے کے سے؟ جل ء جاوے گا۔ کچھ بہو کے گیلیاں تو جاڑ تے رہیا۔"

مادھو اسمان کانی دیکھ کے نیوں بولیا جنوں پھر ستیاں تئیں اپنی معصومیت کا یقین دواوے سے۔

"بس دنیا کا دستور سا ہے۔ پتہ نہیں لوگ باہمناں تئیں ہجاراں روئیے کیوں دیویں سیں۔ کون دکھے سے کہ پرلوک میں کوئے ملے سے کہ نہیں۔"

"ان بڈے لوگاں پہ تو دھن ہے، پھونک لیں۔ مہارے دھورے پھونکڑ نیں کے سے؟"

"پر لوگاں نیں جواب کے دیواں گے۔؟ لوگ پوچھیں گے نہیں کہ کپھن کڑے سے۔"

گھیسو ہاسڑ لاگیا۔ "کہہ دیاں گے کہ روئیے کڑپہ باندھ را کھے تھے، ڈھے پڑے۔ بہت ٹوہیا، پر ملے ء کونی"

مادھوبی ہانسیا۔ ار اس نے ملڑ آلی کھس نسیبی پہ قدرت تئیں ہراڑ پہ بولیا۔

"بڈی بھلی لوگائی تھی بچاری۔ مری بی تو کھوب کھولپیا کے مری"

آدھی بوتل تے جیادہ کھتم ہو لی تھی۔ گھیسو نے دو سیر پوڑیاں منگوائیں۔ گوست، سالڑ ار چٹ پٹ کلیجیاں ار تلی ہوئی مچھی۔ ٹھیکے کے شیامہی ء تو دکان تھی۔ مادھو ایک پل میں ساری چیجاں لے آیا۔ پورا ڈیڈھ روپیا کھرچا ہویا۔ بس تھوڑے سے پیسے بچ گے تھے۔

دونوں بابو، بیٹا اس سَمان تے بیٹھے پوڑیاں کھاٹ لاگ رے تھے جٹوں جنگل میں کوئے شینہہ اپنا سکار کھاوے تھا۔ نہ کسے نیں کوئے جواب دیٹا، نہ بدنامی کی پھکر۔ گھیسو فلسفیانہ انداز سے بولیا۔ "مہاری آتما پرسن ہوٹ لاگ ری ہے تو کہ ان نیں کوئے پُن کونی ہووے گا۔"

مادھو نیں عقیدت تے سر جھکا کے تصدیق کری۔"جرور بہ جرور ہوگا۔ بھگوان ۔ توں انتر جامی سے ۔ اس نیں بیکنٹھ لے جائیے۔ ہم دونوں اس تئیں دل تے دعا دیواں ساں۔ ہم نیں آج جو کھاٹا ملیا تھا۔ ساری عمر نہیں ملیا تھا۔"

ایک منٹ واسطے مادھو کے دل میں ایک سوئی سی گڈی۔

"کیوں دادا، ہم بھی تو ایک نہ ایک دن اوڑے ء جاواں گے۔"

گھیسو نے اس بالک نٹے کے سوال کا کوئی جواب نہیں دیا۔ بس مادھو کانی عجیب نجراں تے دیکھیا۔

" جے وا، اوڑے مہارے تئیں پوچھٹ لاگ گی کہ تھام نیں میرے تے کچھن کیوں نہیں دیا تو کے کہواں گے ؟"

"کہواں گے تیرا سر۔"

"پوچھے گی جرور۔"

"توں کس طریوں جاٹے سے کہ اس نیں کچھن کونی ملے گا؟۔ توں منے ایسا گدھا سمجھے سے۔ توں کہ سمجھے سے کہ منے ساٹھ سال اس دنیا میں گھاس کھودیا سے۔ اس نیں کچھن ملے گا۔ ار جو ہم نیں دیٹا تھا اس تے بی گھٹا بڈھیا ملے گا۔"

مادھو نیں جلکین کونی آیا، بولیا۔"کونٹ دیوے گا؟ میسے تو تئے چٹ کر دئیے۔"

گھیسو تیج آواج میں بولیا:"میں جو کہوں سوں کہ ان تئیں کچھن ملے گا۔ تو، توں ماندا کیوں نہیں؟"

"کونٹ دیوے گا۔ بھتاندا کیوں نہیں۔"

"وینھ لوگ ءدیویں گے جنہاں نیں ایب دیا۔ ہاں ایب وینھ روئیے مہارے ہاتھ نہیں آویں گے۔ ار جے آگے تو پھیر ہم اس طریوں ءبیٹھ کےپیواں گے ار کچھن تیسری بریوں ملے گا۔"

جوں جوں اندھیرا بدھدا جاوے تھا ارتاریاں کی چمک تیج ہووے تھی۔ ٹھیکے کی روٹق بی بدھدی جاوے تھی۔ کوئے گاوے تھا، کوئے جھومے تھا۔ کوئے اپنے ڈھبی نیں گلے لاوے تھا۔ اوڑے پوری فجا ء ساندار تھی۔ ہوا میں بھی نسہ تھا۔ کچھ لوگ بس مجا لین واسطے آئے تھے۔ سراب کی جگہ اس ٹھیکے کی ہوا جیادہ اچھی تھی ۔ لوگاں نیں بیراء کونی لاگے تھا کہ وینھ جندہ بی ہیں یا مردہ۔

ار دونوں بابو ،بیٹا مجے لے لے کے چسکیاں بھرن لاگ رے تھے۔ ساریاں کی آنکھ ان پہ ء ٹکی ہوئی تھی۔ سب سوچیں تھے کہ کتنے کھس نسیب ہیں کہ پوری بوتل بیچ میں دھرے سٹھے سیں۔

کھان پین تے پھارگ ہو کے مادھو نیں بچی ہوئی پوڑیاں کاپتل ٹھا کے ایک مانگن آلے تے دے دیا جو دور کھڑیا ان کی اوڑ دیکھن لاگ رہیا تھا۔

گھیسو بولیا۔ "لے جا۔ کھوب کھا ار اسیر باد دے۔ جس کی کمائی تھی وا تو مرگی۔ پر تیرا اسیر باد اس نے جرور پہنچ جے گا۔ روئیں روئیں تے اسیر باد دے۔ گھٹی گاڈھی کمائی کے میسے سیں۔"

مادھو نے پھیر اسمان کی اوڑ دیکھیا ار بولیا: "بیکنٹھ میں جاوے گی دادا۔ بیکنٹھ کی راٹی منے گی۔"

گھیسو کھڑیا ہو گیا ارنیوں بولیا جنوں بہت ء جیادہ کھس ہو۔"ہاں بیٹا۔ بیکنٹھ میں جاوے گی۔ نہ کسے تئیں ستایا، نہ کسے تئیں دبایا۔ مَردے ہانن مہاری سب تے بڈی آس پوری کر گی۔ جے وا بیکنٹھ میں نہیں جاوے گی تو کہ یینھ موٹے موٹے ماٹس جاویں گے۔ جو گیر یہاں نیں دونوں ہاتھاں گیلیاں لوٹیں سیں۔ ار اپنے پاپ دھون گنگا جاویں سیں۔ ار مندر میں جل چڈھاویں سیں۔

مادھو بولیا:"پر دادا۔ بچاری نیں جندگی میں گھٹا ء دکھ بھوگیا۔ مری بی تو کتنا دکھ جھیل کے۔" آنکھیاں پہ ہاتھ دھر کے روٹ لاگیا۔

گھیسو نیں سمجھایا۔"کیو رووے سے بیٹا۔ کھس ہو کہ وا مایا جال تے مُکت ہوگی۔ جنجال تے جان چھوٹ گی۔ بڈی بھاگوان تھی۔ جو اتنی جلدی مایا موہ کے بندھٹ توڑ گی۔"

پھیر دونوں اوڑے کھڑے کھڑے گان لاگے۔

ٹھگنی کیوں نیناں جھمکاوے
ٹھگنی

ٹھیکے میں بیٹھے سارے لوگ تماسہ دیکھیں تھے ار وینھ دونوں بس گائے جاٹ لاگ رے تھے۔ پھیر دونوں ناچٹ لاگے۔ اچھلے بی۔ کودے بی۔ گرے بی۔ مٹکے بی۔ ار آکھر نسے میں بدمست ہو کے اوڑے ء ڈھے پڑے۔

بڈے گھر کی بیٹی

منشی پریم چند

بینی مادھو سنگھ موضع گوری پور کا زیمندار ار نمبردار تھا۔ ان کے بڈے بڈیرے کسے زمانے مینھ احھے کھاندے پیندے لوگ تھے۔ گام میں سکے جوہڑ ار مندر ان کے ء یادگار تھے۔ لوگ کہویں سیں کہ پہلے ان کے گھر کے بارنے پہ ہاتھی ہویا کردا۔ پر آج کیل اس ہاتھی کے بدلے مینھ ایک بوڈھی مہینس بندھ ری تھی۔ جس کے گات پہ ماس ء کونی تھا۔ پر لاگے سے کہ دوددھ گھٹا ء دیوے سے۔ کیونکہ جد دیکھو۔ ایک ماٹس ہانڈی لے کے ہر بکھت مہینس کے سر پہ کھڑا دکھے تھا۔ بینی سنگھ نیں اپنٹی آدھی تے زیادہ جائیداد وکیلاں تئیں کھوا دی تھی۔ ار ایب اسکی سالانہ آمدنی ہزار رپیاں تے زیادہ کونی تھی۔ ٹھاکر صاحب کے دو بیٹے تھے۔ بڈے کا نام سری کنٹھ سنگھ تھا۔ اس نیں ایک مدت جان مار کے بی۔ اے کی ڈگری لی تھی۔ ار ایب ایک دفتر مینھ نوکر ہوگیا تھا۔ چھوٹا چھورا لال بہاری دہرے گات کا اینڈی جوان تھا۔ کھوب بھریا ہوا مونہہ۔ چوڑی چھاتی۔ روز مہینس کا دو سیر پکا دودھ کا ناشتہ کرے تھا۔ سری کنٹھ اس تے جماں ء نیارا تھا۔ ان لوگاں دیکھی خوبیاں تے اس نیں انگریزی کے دو حرف، بی۔ اے پہ قربان کر دیا تھا۔ ان ء دو حرفاں نیں اس کی چھاتی کی چوڑائی۔ قد کی اونچائی۔ مونھ کی چمک۔ سب کھا لی تھی۔ اریو لونچھر اپنا سارا بکھت وید گیری کی پڈھائی میں بتاوے تھا۔ آیورویدک دوائیاں پہ اسکا گھٹا ء بھروسہ تھا۔ سویرے تے شام تئیں اس کے کوٹھے میں تے دوائیاں کھرل کرٹ کی واج آئے جایا کردی۔ وا، لاہور ار کلکتہ کے ویداں گیلی کھت پتر لکھدا رہیا کردا۔

سری کنٹھ انگریزی ڈگری ہوندے سہاندے بھی انگریزی زندگی نے پسند کونی کرے تھا۔ بلکہ کدے کدے وا، اس زندگی نیں برا بھتا یا کرے تھا۔ جو کیے تو پورے گام میں اسکی بڈی عزت تھی۔ دسہرے کے دناں میں وا بڈے چاء تے رام لیلا میں حصہ لیا کرے تھا۔ ار روج ء کوئے نواں روپ بھر لیا کرے تھا۔ اسکے کارٹ ء تو گوری پور میں رام لیلا شروع ہوئی

تھی۔ اس جسا پراٹی رسماں کا وکیل کوئے ہور کونی تھا۔ خاص طور پہ خاندان کے کٹھے رہس کا تو واگھٹاء حامی تھا۔ آج کیل کی بہو جب اپنے کنبے گیلیاں رہنڑ میں مصیبت سمجھیں تھیں تو وا اس نیں اپنے دیس ار قوم تئیں اچھا کونی سمجھے تھا۔ یا ء وجہ تھی کہ گام کی بہوواں اس نیں اچھی نظراں تے کونی دیکھیں تھیں۔ ار کئی ایک تو اس نیں اپنا دشمن سمجھیں تھیں۔ اس کی اپنی گھر آئی اس گیلیاں اس مسئلے پہ بحث کریا کرے تھی۔ یا بات کونی تھی کہ اس نیں اپنے سسرے، دیور، جیٹھ گیلیاں نفرت تھی۔ بلکہ اس کا خیال تھا کہ جے غم کھاڑ ار برداشت کرڑ کے باوجود نباہ نا ہوسکے تو روج روج کی تکرار ارجندگی کھراب کرڑ تے بہتر سے کہ بندی اپنی کھچڑی نیاری ء پکا لے۔

آنندی ایک بڈے گھر کی چھوری تھی۔ اس کا بابو ایک چھوٹی سی ریاست کا تعلقہ دار تھا۔ یو بڈا محل۔ ایک ہاتھی۔ تین گھوڑے۔ پانچ سپاہی۔ فٹن، بہل۔ شکاری کتے۔ باز ۔ شکرے ار شیشے کے برتن۔ آنریری مجسٹریٹی ار قرضہ جو ایک آدرنئے تعلقہ دار واسطے ضروری ہوویں سیں ۔ اس نیں ان ساری باتاں کا بیرا تھا۔ بھوپ سنگھ ناں تھا۔ کھلے دل کا ار حوصلے آلا بندہ تھا۔ پر قسمت کی بات تھی کہ چھورا ایک بھی کونی تھا۔ سات چھوریاں پیدا ہوئیں ار زندہ بھی رہی۔ اپنے تے بڈے خاندان یا اپنے برابر کے خاندان میں چھوریاں کا بیاہ کرڑ کا مطلب اپٹی ریاست ماٹی میں ملاڑ جیسا کام تھا۔ پہلم پہلاں تین شادیاں تو اس نیں دل کھول کے کری۔ پر جب پندرہ بیس ہزار کا قرضہ چڈھ گیا تو پھیر اسکی آنکھ کھلی۔ پھیر ہاتھ سمیٹ لیا۔ آنندی چوتھی چھوری تھی۔ پر اپنی باہٹاں میں سب سے سوہنی ار نیک۔ اس واسطے ء ٹھاکر بھوپ سنگھ اس تئیں گھٹا ءپیار کرے تھا۔ سوہنڑ بالک نیں اس کے ماں باپ بھی جنڑوں گھٹا ءپیار کریں سیں۔ ٹھاکر گھنڑی ء پریشانی میں تھا کہ اس کا بیاہ کڑے کرے۔ نہ تو نیوں چاوے تھا کہ قرجے کا بوجھ بدھ جے۔ ار ناں نیوں چاوے تھا کہ چھوری اپنڑے آپ نیں بد قسمت سمجھڑ لاگ جے۔ ایک دن سری کنٹھ اس کے دھورے چندہ مانگڑ

آیا۔ بھوپ سنگھ اس کے ڈھالے دیکھ کے اس پے ریجھ گیا۔ کھینچا تانی کر کے زائچے ملاء لئے ارپیاہ خوب ٹھاٹ گیلیاں ہو گیا۔

آنندی دیوی اٹے نئے گھر میں آئی تو اورے کا اس نیں ایک نیارہ ء ڈھنگ دیکھیا۔ وا بچپن تے جن کھیلاں کی ارکاماں کی شوقین تھی ویہنھ تو نیڑے نیڑے بھی کونی تھے۔ ہاتھی گھوڑے توکت ہونویں تھے کوئے سجی ہوئی بلی بھی کونی تھی۔ ریشمی جوتی گیلیاں لیائی تھی پر اورے باغ کڑے تھا۔ گھر میں کوئے جھانکی بھی کونی تھی۔ پکا فرش بھی کونی تھا۔ ارکاہنداں پے کوئے فوٹو بھی نہیں تھا۔ وا تو ایک سیدھا سادھا سا دیہاتی ڈھونڈ تھا۔

آنندی نیں اتنے تئیں تھوڑے ء دناں میں یہنھ ساری تبدیلیاں دل میں بسا لی۔ ارنیوں ہو گی جنّون اس نیں اس تے پہلاں کدے اتھے گھر دکھے ء کونی تھے۔

(2)

ایک دن دوپہارے نیں لال بہاری سنگھ دو مرغابیاں پکڑے گھراں آیا ار بھابی تئیں بولیا: "جلدی سی گوس پکا دے۔ منے بھوک لاگ ری سے۔ "آنندی کھاٹا بٹا کے بیٹھی اس کی باٹ دکھے تھی۔ گوس پکاٹ بیٹھ گی۔ پر جب ہانڈی میں دیکھیا تو گھی پائیا تے گھٹا کونی تھا۔ وا بڈے گھر کی بیٹی، اہے گھرستی کا سبق اچھی طریوں کونی پڈھی تھی۔ اس نیں سارا گھی گوس میں گیر دیا۔ لال بہاری کھاٹ بیٹھیا تو دال میں گھی ء کونی تھا۔ بولیا" دال میں گھی کیوں نی گیریا؟" آنندی بولی۔ " سارا گھی گوس میں گیر دیا"۔

لال بہاری۔" اہے پرسوں گھی آیا سے۔ اتنی جلدی کت گیا؟۔

آنندی۔" آج تو بچ ء پائیا گھی رئیا تھا۔ وا منے گوس میں گیر دیا۔"

جس طریوں سوکی لاکڑی جلدی جل جیا کرے سے۔ اسے طریوں بھوکا مانس بھی مڑی مڑی باتاں پہ بلٹ لاگ جے سے۔ لال بہاری نیں بھابھی کی یہنھ بات گھٹی ء بھونڈی لاگی۔ بولیا۔" ماں باپ کے گھراں تو جنّوں گھی کی ندی بہوے سے تھارے۔"

لوگائی گالھ برداشت کر لے سے۔ مار بھی سہہ لے سے پر ماں باپ کے گھر کی بے اجتی کونی سہی جاندی۔ آنندی مونھ پھیر کے بولی۔"مریا ہویا ہاتھی بھی نو لاکھ کا ہووے سے۔ مھارے گھراں تو اتنا گھی نائی ء کھا جیں سیں۔"

لال بہاری جماں ء جل گیا۔ تھالی ٹھا کے پٹکی ار بولیا۔" جی کرے سے، تیری جبان گدی میں تے کھینچ دیوں۔"

آنندی نیں بی گسدا آگیا۔ اس کا مونھ لال ہوگیا۔ بولی۔"تیرا بھائی ہوندا تو آج مزا چکھا دیندا۔ ایب اس ان پڈھ ٹھاکر پے بھی کونی رئہیا گیا۔ اس کی لوگائی تو ایک چھوٹے جمیندار کی بیٹی تھی۔ جد جی چاہندا۔ اس پے ہاتھ صاف کر لیا کردا۔ جوتی ٹھا کے آنندی کانی جورتے بگائی ار بولیا۔"جس کے نام پے بھولی بیٹھی سے، اس نیں بی دیکھ لیوں گا ارتنے بی"

آنندی نیں ہاتھ گیلیاں جوتی روکی۔ اس کا سر بچ گیا پر آنگلی پے جور کی چوٹ لاگی۔ گسے میں تے جیوں کانبدی ہوئی اپنے کمرے میں آ کے کھڑی ہوگی۔ لوگائی کا جور، حونصلہ ار اجت اپنے خصم گیلیاں ہووے سے۔ ار اسے کی طاقت ار ہمت کا گھمنڈ ہووے سے۔ آنندی خون کا گھونٹ پی کے چپ کر کے بیٹھ گی۔

(3)

سری کنٹھ سنگھ ہر ہفتے کی سانجھ نیں گھراں آیا کرے تھا۔ یو واقعہ جمعرات کا تھا۔ دو دن تک آنندی نیں ناں کچھ کھایا ارناں کچھ پیا۔ بس اپنے مرد کی راہ دیکھدی رئی۔ ہفتے کی سانجھ نیں او آیا ار باہر بیٹھ کے کچھ ملکی ار یسے بابت کھبراں بھتائی۔ کچھ نئے مقدمیاں کے بارے میں سلاھ دی۔ اریو سلسلہ رات نیں دس بجے تئیں چالدا رئہیا۔ آنندی نیں ویہنھ دو تین گھنٹے بڑی مشکل تے کاٹے۔ ار پھیر جیمن کا ٹیم آیا۔ پنچائیت اوٹھ لی۔ جب سارے آسے پاسے ہوگے تو بہاری لال بھائی تئیں بولیا۔ " تھوڑا گھر آلی نیں سمجھا دیو کہ جبان سنبھال کے بولیا کرے۔ نئیں تو نیوں ء کسے دن کھون ہو جے گا۔

بینی مادھو سنگھ نیں بی گواہی دی۔ " بہو بیٹیاں کی یا عادت اچھی کونی کہ مرداں کے مونھ لا گیں۔"

لال بہاری۔" جے وا بڈے گھر کی بیٹی سے تو ھامیں بی چوڑے چمار کونی۔"

سری کنٹھ۔" آکھر بات کے ہوئی سے؟"

لال بہاری۔" کچھ بی کونی۔ نیوں ء مھارے گیلیاں کھے گی۔ اپنے پیئر کے سیا منھی تو ہم نیں کچھ سمجھدی ء کونی۔"

سری کنٹھ روٹی ٹوک کھا کے آنندی دھورے گیا۔ وا بی بھری بیٹھی تھی۔ اریا بِی کچھ تیز ہو ریا تھا۔

آنندی نیں بوجھیا۔تیرا حال تو ٹھیک سے؟"

سری کنٹھ بولیا۔ جماں ء بڈھیا سے۔ آج کیل تنے گھر میں کے طوفان مچا راکھیا سے؟"

آنندی کے ماتھے پہ بل پڑ گے۔ ارگسے میں پورے گات پے پسینہ آگیا۔ بولی۔" جس نے تیرے تئیں یا آگ بائی سے۔ جے میرے سیا منھی آجے تو اس کا مونھ جلا دیوں"

سری کنٹھ۔" اتنی تیج کیوں ہوسے سے؟ کچھ بھتا تو۔

آنندی۔" بس کے کہوں۔ قسمت کی بات سے۔ نئیں تو ایک ان پڑھ گنوار چھورا جس نیں چپڑاسی گیری کرنٹ کی بی تمیج کونی۔ وا منے نیوں جوتی گیلیاں مار کے اکڑوا نا ں پھردا۔ اسکی توں میں بوٹیاں کروا دیندی۔ ارتوں منے نیوں بوجھے سے کہ منے کہ طوفان مچا راکھیا سے۔"

سری کنٹھ۔" آکھر کچھ تو بھتا دے۔ منے تو بیراء کونی۔

آنندی۔" پرسوں تیرے لاڈلے بھائی نیں میرے تئیں گوس پکانٹ کا کہیا۔ گھراں پائیا گھی تے جیادا کونی تھا۔ منے سارا گوس مینھ گیر دیا۔ جیب کھانٹ بیٹھیا تو بولیا کہ دال میں گھی کیوں کونی سے۔ بس اسے بات پہ میرے پیئر نیں گندا بھتانٹ لگ گیا۔ میرے پے برداست کونی ہویا۔ میں بولی:" مھارے گھراں اتنا گھی نائی چمار کھا جیں سے ارکسے نیں بیرا بی کونی لا گدا۔ بس

اتنی سی بات پے اس نیں میرے کانی جوتی بگائی۔ ارجے میں روک ناں لیندی تو میرا کھوپرا کھل جاندا۔ توں اسے پے پوچھ لے کہ جو منے کہیا وا ساچی سے کہ جھوٹ۔؟"

سری کنٹھ کی آنکھ لال ہوگی ار بولیا۔ بات اورے تک پہنچ گی۔ یو چھورا تو گھٹا ء اینڈی لکڑیا۔"

آنندی روٹ لاگ گی۔ جس طریوں لوگائیاں کا حال ہووے سے کہ آنجھو تو ان کی پلگاں پے ء رہوے سیں۔ لوگائی کے آنجھو مرد کے گسے پے تیل کا کام کریں سیں۔ سری کنٹھ نیوں تو بڈا تھیوس آلا بندہ تھا۔ اس نیں گسہ کدے آیا ء کونی تھا۔ پر آنندی کے آنجھواں نیں آج جہریلی شراب کا کام کریا۔ ساری رات کروٹ بدلیدا رئیا۔ سوبیرے ہوندے ء باپ دھورے گیا اربولیا۔ "دادا۔ ایب میرا نباہ اس گھرواسے میں کونی ہوندا۔"

اس طریاں کی بات کرٹ پے سری کنٹھ نیں کئی بریاں اپنے ساتھیاں تئیں لڑیا کردا۔ جیب اسکا کوئے ڈھبی کوئے اسی بات کریا کردا تو اس کا مذاق اڈایا کردا۔ ار کہیا کردا کہ تھام اپنی لوگائیاں کے گلام سو۔ اونھاں نیں کابو میں کرٹ کی بجائے آپ ان کے کابو میں آجو سو۔ پر ایک ہندو مشترکہ کھاندان کا یو وکیل اپنے باپ تئیں کہٹ لاگ رئیا تھا۔ "دادا۔ ایب اس گھرواسے میں میرا گجارا کونی ہوندا۔ نصیحت کرٹ آلے کی جبان اس بکھت تک چالے سے جیب تئیں وا عشق کے مزے کونی لیندا۔ ازیش مینھ آکے ساری برداشت ار حلیمی دور ہو جے سے۔

بینی مادھو سنگھ ہڑبڑا کے اوٹھیا اربولیا۔ "کیوں رے؟"

سری کنٹھ۔ "کیوں جے منے بی اپنی اجت کا مڑا دھوڑا کھیال سے۔ تھارے گھر مینھ ایب ہٹ دھرمی کا برتا ہونٹ لاگ گیا سے۔ جینہاں نیں بڈیاں کا ادب کرنا چاہیے ویہنھ ان کے سر چڈھدے جاویں سیں۔ میں تو دوسریاں کا نوکر سوں۔ گھراں کونی رہندا۔ پر اورے میرے پاچھے لوگائیاں پے جوتیاں کی بارش ہووے سے۔ کڑوی بات کا تو رولا ء کونی۔ چاہے کوئِ

ایک کی دو کہہ لے۔ اورے تک تو میں برداش کر لیوں گا۔ پر یو بات کونی برداش ہوندی کہ کوئے میرے لات ارکے مارے ارمیں بولوں بی ناں۔ "

بینی مادھو سنگھ کوئے جواب نی دے سکیا۔ سری کنٹھ ہمیشہ اس کا ادب کرے تھا۔ اس کے تیور دیکھ کے بوڈھا ٹھاکر لا جواب ہو گیا۔ بس اتنا بولیا۔ "بیٹا۔ توں عقل مند ہو کے نیں اسی بات کرے سے۔ لوگائیاں نیوں ء گھر برباد کریا کرے سیں اسی اسی بات کر کے۔ انہاں تئیں اتنا بدھاوا دیٹا اچھی بات کونی۔"

سری کنٹھ۔ " اتنا تو میں بی جاٹوں سوں کہ تھاری دعا تے بے کوف کونی۔ تھامے جاٹو سو کہ اس گام کے کئی گھر منے نیارے ہوٹ تے بچائے سیں۔ ۔ پر جس لوگائی کا میں رام کے دربار میں اجت بچاٹ کا ذمے دار سوں۔ اس کے گیلیاں اسا برتاو برداشت کونی ہوندا۔ منے اٹے آپ تئیں گھٹا ء روکیا سے کہ میں لال بہاری کی کھنچائی ناں کروں۔"

ایب بینی مادھو سنگھ بی گرم ہو گیا۔ گھنی دیر تک یو کفر ناں سٹ سکیا۔ بولیا۔" لال بہاری تیرا بھائی سے۔ جیب بی اس تئیں کوئے بھول چوک ہووے۔ اس کے کان اینٹھ۔ پر۔۔۔۔۔۔۔

سری کنٹھ۔ " میں ایب لال بہاری نیں اپٹا بھائی کونی ماندا۔"

بینی مادھو۔" لوگائی کے پاھے لاگ کے۔"

سری کنٹھ۔" ناں بابو۔ اس کی بے رحمی ار ڈھٹائی نیں لے کے۔"

دونوں کچھ دیر تئیں چپ رئے۔ ٹھاکر چاہوے تھا کہ چھورے کا گسہ کم ہوجے۔ پر یا بات مانٹ نیں تیا ر کونی تھا کہ لال بہاری پے کوئے گلتی ہوئی سے۔ اتنی دیر میں کئی حٹے حوکا پیٹ واسطے آسٹھے۔ کئی لوگائیاں نیں جیب بیرا پاٹیا کہ سری کنٹھ لوگائی پاھے باپ تئیں لڑٹ نیں تیا ر سے تو ان کا دل گھٹا ء کھس ہویا۔ ایب ان لوگائیاں کے آگ لاگ ری تھی کہ وینھ بات جو دونوں دھڑیاں میں ہوئی سیں وینھ انہاں نیں سنٹ نیں مل جیں۔ گام میں کچھ اسے لوگ بی تھے جو اس گھر نیں کٹھا دیکھ کے جلدے رئہاں کریں تھے۔ سری کنٹھ اتنے باپ تے دبے

سے۔ اس واسطے گلتی اس کی سے۔ وا اتنا پڈھ گیا۔ یا بی اسکی گلتی سے۔ بینی مادھو سنگھ بڈے بیٹے تئیں گھنا پیار کرے سے۔ یا بات بھونڈی سے۔ وینھ اس کی صلاح بنا کوئے کام نی کردے۔ یا اس کے باپ کی بے کوفی سے۔ اس طریاں کے سارے مانّساں کی آس آج بندھ گی۔ کوئے حوکا پیٹ کے بہانے، کوئے لگان کی رسید لیٹ کے بہانے آآ کے بیٹھ گے۔ بینی مادھو سنگھ پراٹا مانّس تھا۔ سمجھ گیا کہ آج یہنھ سارے حنّے بڈے کھوس سیں۔ اس نیں دل ء دل میں یو پھیسلہ کر لیا کہ ان تئیں کھس نی ہونّ دیوے گا۔ چاہے اس نیں اپنے اوپر کتنا ء جبر کرنا پڑے۔ ایک دم اپنا لہجہ نرم کر کے بولیا۔ بیٹا۔ جو تیرے جی میں آوے کر لے۔ میں تیرے تے کوئسا باہر سوں۔ ایب تو چھورے پے گلتی ہو گی۔ "

الہ آباد کا گریجوئیٹ چھورا اس بات نیں سمجھ نی پایا۔ اپنے ڈیبیٹنگ کلب میں اس نیں تو اپنی بات پے اڑنا سیکھیا تھا۔ پر عملی بات چیت میں یہنھ دا۔پیچ اس نیں کونی آویں تھے۔ اس میدان میں وا جماں ء اناڑی تھا۔ باپ نیں جس مطلب واسطے بات گھمائی تھی۔ وا اس تئیں نئیں پہنچ سکیا۔ بولیا: "میں ایب لال بہاری گیلیاں اس گھر میں نئیں رہ سکدا۔ "

باپ بولیا۔ "بیٹا۔ توں عقل مند سے ار عقل مند مانّس کدے گنواراں کی بات پے دھیان نی دیا کردے۔ وا بے سمجھ چھورا سے۔ اس پے جو بی گلتی ہوئی سے۔ توں بڈا بھائی ہونّ کے ناتے ماف کر دے"۔

بیٹا۔ "میں اس کی یا بات ماف نی کر سکدا۔ ایب یا تو میں اس گھر میں رہوں گا یا پھیر وا۔ جے بابو۔ تنے اس تئیں گھٹی موہ سے تو منے اس گھر تے جانّ دے۔ میں اپنا بوجھ آپ ٹھا لیوں گا۔ جے منے را کھے تو اس تئیں کہہ کہ جھڑے چاہوے بگ جے۔ بس یو میرا آکھری پھیسلہ سے۔؟

لال بہاری سنگھ بارنّے کی چوکھاٹ پے چپ چاپ کھڑیا بڈے بھائی کی بات سنّن لاگ رہیا تھا۔ وا بڈے بھائی کا گھٹا ء آدر کرے تھا۔ کدے اس نیں اتنی جرات کونی کری تھی کہ سری کنٹھ کے ہوندے کھاٹ پے بیٹھ جے۔ یا حوکا پی لے۔ یا پان کھا لے۔ اتنے باپ کا بی اتنا

لحاج کونی کرے تھا۔ سری کنٹھ بھی اس تئیں دل تےپیار کرے تھا۔ سری کنٹھ نیں اس تئیں کدے گھور کے بی نئیں دیکھیا تھا۔ جیب بی وا الہ آباد تے آیا کرے تھا تو اس تئیں کوئے ناں کوئے تحفہ لیا یا کرے تھا۔ مگدر کی جوڑی بی بنوا کے دی تھی۔ پاچھلے سال جیب لال بہاری نیں اپنے تے ڈیڈھے جوان تئیں ناگ پنچمی کے میلے میں پچھاڑ دیا تھا تو سری کنٹھ نیں کھاڑے میں جا کے اس تئیں چھاتی کے لا لیا تھا۔ ارپانچ رپئیاں کے پیسے اس کے اوپر لٹائے تھے ۔ آج اپنے بھائی کے مونھ تے اس طراں کی بات سن کے اس کا دل بوہت دکھی ہویا۔ اس نیں گسہ تو نئیں آیا بس بھوں بھوں کر کے روٹ لاگ گیا۔ اس بات میں تو شک کونی کہ وا بی اپنے کام پے شرمندہ تھا۔ بھائی کے آٹ تے پہلاں ء اس کا دل دھڑکے تھا کہ بھائی کہ کہوے گا۔ میں بھائی کہ سیا نمھی کیوکر جاوں گا۔ کس طراں بات کروں گا۔ میری آنکھ اس کے آگے کس طراں اُوٹھے گی۔ وا نیوں سمجھے تھا کہ بھائی منے دھورے بلا کے سمجھادے گا۔ ارآج اپنٹی امید کے برکھلاف بھائی اس کی شکل دیکھٹ نیں بی تیار کونی تھا۔ وا جاہل تو تھا پر اس نیں لاگے تھا کہ بھائی میرے گیل جیادتی کرے سے۔ جے سری کنٹھ اس تئیں ایکلا بلا کے دو چار بات سنا بی دیندا۔ ار دو چار تھپڑبی مار دیندا تو اس نیں گھٹا دکھ کونی ہووے تھا۔ پر بھائی تے نیوں کہٹا کہ ایب میں اس کی شکل بی کونی دیکھوں۔ لال بہاری پے رہیا کونی گیا۔ وا روندا ہویا گھراں آیا ار کوٹھڑی میں بڑ کے لتے بدلے۔ آنکھاں پونجی کہ کوئے نیوں ناں سمجھے کہ رووے تھا۔ پھیر آنندی کے بارٹے پے آ کے بولیا۔ "بھابھی۔ بھائی نیں پھیسلہ کریا سے کہ میرے گیل اس گھر میں کونی رہوے۔ وا ایب میرا مونھ کونی دیکھٹ چاہندا۔ اس واسطے ایب میں جاؤں سوں۔ پھیر میں اس تئیں مونھ کونی دکھاوں۔ میرے پے جو گلتی ہوئی ۔ وا منے ماف کر دیو۔ "

نیوں کہندے کہندے لال بہاری کی آواز بھاری ہوگی۔

(4)

جس بکھت لال بہاری سنگھ سرنیوائیں آنندی کے بارنے پے کھڑیا تھا۔ اے بکھت سری کنٹھ سنگھ بی گسے میں لال آنکھ کر کے باہر تے بھیتر آیا۔ بھائی تے کھڑیا دیکھیا تو نچھرت تے آنکھ پھیر لی ار کترا کے لکڑ گیا۔ جنّوں اس کی چھاں بی نئیں دیکھنا چاہندا۔

آنندی لال بہاری کی شکایت کر تو بیٹھی اپنے خصم تئیں۔ پر ایب اپنے دل میں پچھتاٹ لاگ ری تھی۔ وا، ایک سودھی ار سیلی لوگائی تھی ار اس نیں تو نیوں سوچا ء کونی تھا اک یو مامله اتنا بدھ جے گا۔ ایب اس نے اپنے خصم پہ گسہ آٹ لاگ رئیا تھا کہ وا، اتنا گرم کیوں ہوٹ لاگ رئیا سے۔ یو بی ڈر تھا کہ اس کا خصم اس نیں الہ آباد لے کے جاٹ کا ناں بول دے۔ تو پھیر میں کے کروں گی۔ نیوں سوچ سوچ کہ اسکا مونھ پیلا پڑ گیا تھا۔ جیب اس نیں لال بہاری تے نیوں کہندے ہوئے سنیا۔ "ایب میں جاؤں سوں۔ جو میرے پے گلتی ہو گی۔ اس نیں ماف کر دیو۔ "تو اس کا رئیا سئیا گسہ بی پاٹی ہو گیا۔ ار وا، آپ بی روٹ لاگ گی۔ دل کا میل دھوٹ واسطے آنجھواں تے جیادہ اچھی چیج اور کونی ہوندی۔

سری کنٹھ تے دیکھ کے آنندی بولی۔ "بھائی باہر کھڑیا سے۔ بوہت رووئے سے۔"

سری کنٹھ۔ "تو میں کے کروں؟"

آنندی۔ "بھیتر بلا لے ناں۔ میری جیب میں کیڑے پڑیں۔ منے یو راسا چھیڑا ء کیوں تھا۔

سری کنٹھ۔ "میں تو کونی بلاندا۔"

آنندی۔ "پچھتاوے گا۔ اس نیں گھٹی ء گلاٹ آگی سے۔ اسا نہ ہو کہ کسے پاسے لکڑ جے۔"

سری کنٹھ نئیں اوٹھیا۔ اتنی دیر میں لال بہاری نیں پھیر کہیا۔ "بھابھی۔ بھائی تئیں میرا سلام کہہ دیئے۔ وا میرا مونھ کونی دیکھنا چاہندا۔ اس واسطے میں بی اپنا مونھ کونی دکھاؤں گا۔"

اتنا کہن کے باد لال بہاری واپس پلٹیا ار تو لا تو لا باہر آلے بارنے کانی جاٹ لاگیا۔ آنندی ایک دم اپنی کوٹھری میں تے لکڑی ار اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ لال بہاری نیں پاچھے مڑ کے دیکھیا ار آنکھیاں میں آنجھو بھر کے بولیا۔ "منے جان دے بس۔"

آنندی۔ "کڑے جاوے گا؟"

لال بہاری۔"جڑے تھارے میں تے کوئے میرا مونھ نا دیکھ سکے۔"

آنندی۔"میں تو کونی جاؤں دیوں۔"

لال بہاری۔"میں تھارے گیلیاں رہنڑ کے قابل ء کونی۔"

آنندی۔"تنے میری سوں لاگے۔ جے ایب ایک پیر بی آگے بدھاوے تو۔"

لال بہاری۔"جب تئیں منے نیوں نئیں لاگے کا کہ بھائی کا دل میرے کانی تے صاف ہو گیا اس بکھت تک میں اس گھر میں کونی رہوں۔"

آنندی۔"میں سوں کھا کے کہوں سوں کہ میرے دل میں تیرے کانی کوئے میل کونی۔"

ایب سری کنٹھ کا بی دل ہلکا ہو لیا۔ اس نیں باہر آ کے لال بہاری چھاتی تے لا لیا۔ اردونوں بھائی کھوب جور جور تے روئے۔ لال بہاری نے سسکدے ہوئے کہیا۔" بھائی رے۔ ایب کدے بی نہ کہیے کہ تیرا مونھ کونی دیکھوں۔ اس تے سوا کوئے بی سجا جو تیں بولے گا ۔ میں کھوسی گیلیاں قبول کر لیوں گا"

سری کنٹھ نے کانبدی ہوئی آواج میں کہیا۔" چھورے۔ ان باتاں نیں ایب بھول جا۔ اللہ کرے گا تو ایب اسی باتاں کا موقع ء کونی آوے گا۔ "

بینی سنگھ مادھو بی باہر تے بھیتر آؤں لاگ رہیا تھا۔ دونوں بھائیاں تئیں گلے ملدے ہوئے دیکھ کہ اوبی کھوس ہو گیا۔ اربولیا۔"بڈے گھر کی بیٹیاں اسی ء ہوویں سیں۔ بگڑدا کام بی بنّا دیا کریں سیں۔"

گام میں جس نیں بی یو قصہ سنّیا۔ اس نیں دل کھول کے آنندی کی تاریچھ کری۔ "بڈے گھر کی بیٹیاں اسی ء ہوویں سیں۔"

ایک ہوک

امرتا پریتم

کرمو نیں اپنّی بالٹی مینھ لاہسی گھلوائی۔ دیکھیا تو بالٹی آدھے تے جیادہ کھالی تھی۔ کہنّ لاگی۔"آج کڑیاں بڈی سردارنّی کونی دکھدی؟ راجی تو سے ؟"

سردارنّی نہال کور بس اے رسوئی مینھ آئی تھی۔ چولہے پے کھیر پاکے تھی ار کھیر تلے بلدے دھکڑ بوجھ نیں دیکھ کے اُس نیں لاکڑی پاچھے نیں کھینچ لی۔ "چھوری ویرو! بھلا کھیر ہی کدے اتنی آگ پے پاکی سے؟ کھیر تلے تو جمائے ہلکی آگ بلیا کرے سے"۔ وا بولی ار پھیر چولہے دھورے پیڈھی دھر کے وا پیڈھی پے بیٹھ کے کھیر کے باسنّ مینھ ڈوئی ہلانّ لاگ گی۔ سبیرے نیں اُس نیں آپ لاہسی بلوئی تھی۔ ار لاہسی چھانّدے ہوئے اس نیں ویرو تیں کہیا تھا اک وا ایب مڑی ہانّ ارام کرے گی۔ جو بی چوڑھا چمار لاہسی لینّ آوے۔ ویرو اس نیں لاہسی دے دے۔

کے بیرا لاہسی لیندے ہوئے کسے اور نیں بی یا بات پوچھی ہوگی۔ پر نہال کور نیں اس بات کا بیرا کونی۔ وا تو بھیتر آٹے کوٹھے مینھ تھی۔ پر جب وا رسوئی میں بیٹھی تھی تو کرمو کی واج اُس نیں آپ سُنّی تھی۔

"راجی سے کرمو؟ میں بی راجی ہوں۔" نہال کور نیں بھیتر تے ء واج دی۔ کرمو نیں تولی سی دہلیج پے آ کے بھیتر کانی جھانکیا۔ ار ماتھے پے ہاتھ دھر کے بولی۔"سردارنّی، توں سدا سہاگنّ رہ۔ آج توں دیکھی کونی تھی۔ میں بولی۔ رب کرے میری سردارنّی تندرست ہو۔"

کئی کمینّ سارے ء نہال کور کے صدقے واری جایا کردے۔ یا کوئے نئی بات کونی تھی۔ پر نہال کور نیں بیرا پاٹ گیا اک کرمو نیں لاہسی لیندے ہوئے اِس تیں یاد کریا سے تو جَرور کوئے بات تھی۔ جِب ء نہال کور نیں کرمو کانی دیکھیا۔ تو کرمو نیں بالٹی کا مونھ جُھکا کے اُس تیں دکھایا۔ نہال کور سمجھ گی۔ ار ویرو کانی دیکھدے ہوئے بولی۔"مکھاں کرمو کی بالٹی بھر دے۔ اس کے چھوٹے چھوٹے بالک سیں، لاہسی پین آئے۔"

"اللہ تَنے دِیوہتا دیوے۔ تھارے ہاتھ اتنے صبر آئے ہیں کہ میرے بالک دو دو بَر لاہسی چڈھا جیں سیں۔" لاہسی لیندی کرمو نیں کہیا۔نیوں تو لاہسی دیندے ہوئے ہاتھ تو ویرو کے تھے پر کرمو جو کہنّ لاگ ری تھے وا نہال کور کے ہاتھاں نیں کہوے تھی۔

کرمو بگ گی تو نہال کور اس کی دعا نیں بھول گی۔ بس اس کا بولیا ہوا ایک شبدھ یاد رہ گیا۔ "بڈی سردارٹی۔۔۔" نہال کور ایک ء دن میں سردارٹی تے بڈی سردارٹی بن گی تھی۔ بیرانی اس تے بڈی سردارٹی کہن کا سب تے پہلاں کس نیں کھیال آیا تھا۔ نیوں لاگے ہے کہ ساریاں نیں ایک ء دن کھیال آیا۔ گھر کی نوکراٹی تے لے کے کارکھانے کے منشی اَر کمی کمین سارے ء اس نیں بڈی سردارٹی کہن لاگ گے تھے۔ اور تو اور گھر کے مالک نیں بی اس تئیں بڈی سردارٹی کہہ کے بلایا تھا۔ اس نیں یاد آیا اَک پرسوں اس نیں آپے تو نوکراٹی تے کہیا تھا۔ " جا، جا کے چھوٹی سردارٹی نیں اس کے کمرے تے بلا لیا۔" اَر جے کوئے چھوٹی سردارٹی ہو تو بڈی سردارٹی آپے بن جے سے۔ نہال کور نیں کھیال آیا اَر پھیر گھنڑ ء کھیال چھوٹے چھوٹے چولاں کی طریاں اُس کے دل کے دودھ مینھ پاکن لاگ گے۔

پاکدے ہوئے کھیالاں مینھ تے ایک کھیال یو بی تھا اَک ویرو جب تے اِس گھر مینھ چھوٹی سردارٹی بن کے آئی ہے۔ اُس بکھت تے وا، رات نیں ایک عادت کی طریاں سوندیاں ہاں نہال کور کے کمرے میں آیا کرے ہے۔ اَر اِس کی کھاٹ کے کنارے بیٹھ کے اس کے پَیر بوچیا کرے ہے۔ نہال کور نیں ناں تو بیٹی کا ڈولا بھیجنا تھا۔ اَر ناں بیٹے کا ڈولا لیاٹا تھا۔ اَر جب اتنے ہاتھاں بیاہی ہوئی سوکن پَیر بوچدی تو نہال کور نیں نیوں لا گدا اَک اِس نیں بیٹی بی دیکھ لی اَر بھوبی۔ ارنیوں نہال کور نیں ایک لامبی سانس لے کے ہاٹسدے ہوئے اتنے آپ تے منا لیا اَک وِیرو اس کی بیٹی بی ہے اَر بھوبی۔

نہال کور نیں اتنے سردار کے دوسرے بیاہ کھاتر یا چھوری وِیرو آپے ٹوھی تھی۔ رشتے اچھے گھراں کے بی ملیں تھے۔ پر وینھ سردار نیں کونی ملیں تھے۔ وہنھ رشتے سردار کی ہیلی نیں ملیں تھے۔ سردار کی سیاٹی عمر نیں دیکھ کے، جوٹسا بی رشتہ لے کے آوے تھا۔ رشتہ کرٹ تے پہلاں ہیلی اپٹی بیٹی کے ناں کرواٹا چاہوے تھا۔ سردار اپٹی ہیلی کا وارث جرور ٹووے تھا۔ پر ہیلی اُس لُگائی کے ناں کونی کرا سکے تھا۔ جِس نیں کوئے وارث تو بیرانی کد جامٹا تھا۔ پر ایب حال تو ایک اندازہ ء لایا جا سکے تھا۔

اَر پھیر سردار دوسرا بیاہ کرٹ تے ناٹ گیا۔ پر اِس ناٹٹے مینھ ایک ہوک رلی ہوئی تھی۔ نہال کور نیں یا ہوک سنٹی تھی ۔ ارنیوں اُس نیں ایک چھوٹی جات کے گھر مینھ تے وِیرو ٹوہ کے آپے سرادار تئیں دی تھی۔ اَر اِس کے بدلے مینھ اُس کی ہوک آپ لے لی تھی۔

ایک دن سردارنیں کاندھ میں بٹی ہوئی لوئے کی الماری کھولی ۔ اَر گھٹی ء دیر تئیں کھلی الماری آگے کھڑیا کچھ سوچدا رہیا۔ "بڈی سردارٹی کڑے گئی سے؟" سردارنیں وِیرو تے بے صبری تے پوچھیا۔ بڈی سردارٹی گھراں کونی تھی۔ سردارنیں الماری کے کِواڑ بھیڑ کے تالی گوجھ مینھ گھال لی، ارکارکھانے کانی جاندا ہویا وِیرو تے کہہ گیا، اَک نہال کور جب بی گھراں آوے ۔ منشی تے واج دے کے اس نیں کارکھانے میں نیاپا بھیج دے۔ جب نہال کور آئی، وِیرو باہرلے گُسل کھانے مینھ گھبرائی ہوئی سی بیٹھی تھی ۔ جنّوں ایب اُلٹی آئی کہ آئی۔

نہال کور نیں وِیرو کا ہاتھ پکڑیا، اس کے کاندھے بوچے اَر کھاٹ پے لِٹا دیا۔ پَر وِیرو نیں کانبدے کانبدے کھاٹ تے پیَر تلے تارے اَر بھاج کے نہال کور کے پیَر پکڑ لئے۔۔۔۔۔

"سردارٹی ! تئے ایک دن میرتے کہیا تھا اَک میں تیری بیٹی بی ہوں ار بہو بی۔ آج توں حئے منّے بہو سمجھ اَر حئے بیٹی۔ منّے بچا لے۔" وِیرو بِلک بِلک کے روٹ لاگ گی۔ ار بِلکدی وِیرو نیں نہال کور تئیں بھتایا۔ "کچھ دن پہلاں جب اُسکا بھائی اس تے ملٹ آیا تھا۔ تو اس کے بھائی نیں پیسیاں کی گھٹی ء جرورت تھی۔ وِیرو نیں کچھ پیسے اس تے دئیے تھے۔ پر پیسے تھوڑے تھے۔ اس نیں سرادر کی گوجی مینھ تے الماری کی تالی چوری کر کے کھولی تھی ار الماری مینھ تے چاندی کے باسٹ کاڈھ کے اٹّے بھائی تے دے دئے تھے۔"

"یو تیرا اپٹا گھر سے وِیرو ! جے توں اٹّے گھر نیں آپے اجاڑے گی ۔۔۔۔" بات اب نہال کور کے مونھ مینھ ء تھی، وِیرو بولی۔ "یو گھر ناں تو منّے کدے اپٹا لاگیا ار ناں ء لاگے گا، پر میں تیرے تے وچن دیوّوں سوں سردارٹی ! آج پاحھے میں اس گھر کی کوئے چیج کسے تے نی دیوّوں گی۔ منّے اُس دن بی گلتی کر لی تھی۔ بس کر بیٹھی۔ بادینھ گھٹا ء دل کھراب ہویا۔ تئے تو بیراء سے کہ میرا بیاہ کردے ہوئے، میرے باپ نیں میرے بھائی کے کاروبار کھاتر دو ہجار رئیے مانگے تھے۔ تئے دو ہجار رئیے دے بی دئے تھے ۔ منّے بیچڑ مینھ کونسی کسر رہ گی تھی ؟ دو ہجار کھاتر میں اس بڈھے سردار کے سَلے باندھ دی ۔ میرا باپ اَر بھائی کڑے کے سگے سیں۔ ۔۔۔ میں کسے کا گھر اُجاڑ کے ان کا گھر کیوں بھروں۔۔۔"

"وِیرو۔۔۔"نہال کور مونھ پاڑیں اس کے کانی دیکھدی رہی۔

نہال کور نیں وِیرو کی عجت راکھ لی۔ سردار تے کہہ دیا اَک الماری مینھ پڑے ہوئے چاندی کے باسن پراٹے جمانے کے تھے۔ اس نیں وینھ باسن کاڈھ کے ار کچھ اٹے دھورے تے رلا کے نئے باسن بٹواں دے دئے سیں۔ سردار کی پریشانی دور ہو گی۔ پر نہال کور جب بی وِیرو کے مونھ کانی دیکھدی ۔ اُس کے کالجے مینھ ایک اور پریشانی اوٹھ جاندی۔ وِیرو کی آنکھ جمائے کالے بھور جیوں تھیں۔ رنگ مڑا سا پکا تھا۔ پر اس کے رنگ مینھ جوانی آٹے جنیوں گوندھ راکھی تھی۔ اس کے لامبے ہاتھ بیلن جیوں گول ار ٹھکے ہوئے تھے۔ کھال پے چونٹی کونی بھری جاوے تھی ۔ نہال کور نیں نیوں لاگن لاگیا اَک وا ہوک جو اُس نیں سردار تے لے کے اٹے حمَے لے لی تھی۔ وِیرو نیں وا ہوک اُس پے تے لے کے اپنی چھاتی مینھ گیر لی تھی۔

اَر پھیر وِیرو کے دن چڈھ گے۔ ہیلی بوہت بڈی تھی ار مبارک اتنی تھی اَک ہیلی میں کونی آویں تھیں۔ سردار کو تو پیر ء کڑیاں کڑیاں ٹکے تھا۔ اَر نہال کور وِیرو کے پیر زمین پے کونی لاگن دیوے تھی ۔ پر گام کے لوگ ناں تو سردار تے اتنی مبارک دیویں تھے ناں ء وِیرو تئیں۔ جتنی نہال کور تے۔

"منَے تو جامدے ء جھولی میں گِروا لیٹا سے ۔ پھیر ناں کہیئے۔ میں بڈی سردارنی ہوں۔ توں چھوٹی سردارنی ہے۔ اس واسطے پہلا بیٹا بڈی کا۔ باد مینھ اور جامیں گے تو وینھ تیرے۔۔۔"

نہال کور ہانس کے وِیرو تے کہندی۔ نہال کور نیں آپ بی بیرا کونی تھا اَک اُس کے دل مینھ کوئے ملال کیوں نی تھا؟ اُس نیں اپنا بھرتار ایک پرائی لوگائی تے اٹے ہاتھاں دے دیا تھا۔ اَر ایب اس نیں اپنی ساری زمین بی ایک پرائی لوگائی کے بیٹے تے دینی تھی۔

"اے توں ٹوٹے کرنی لوگائی ! منَے کِس بکت تیرے تے اپنی بیٹی اَر بہو کہیا تھا۔ میں تو جمائے ایک ماں اَر ساسو کی ڈھال کُھش ہوں۔ منَے تو کدے یاد ء کونی رہندا اَک توں میری۔۔۔۔"

نہال کور کی اس بات نیں وِیرو ٹوک دیندی ار ہانس کے کہندی، "سردارنی، میں حئے تری کچھ

لاگوں سوں اَک نئیں۔ منّے بس ایک بات کا بیرا سے اَک میں تیری سوکن کونی لا گدی۔"نہال کور نیں کھاتی پے ایک جھولا بنّوایا اَر اُس مینھ چاندی کی گھنٹی بندھوائی۔ کھالَس ریشم کی سَوڑ بنّوائی۔ شہر کا ایک انگریج اپھسر ولیت جاوے تھا۔ اُس تئیں کہہ کے ایک سُوآٹر منگوایا۔

اُنّے بکھت نہال کور دائیاں دھورے بی گئی تھی اَر شہر کے ڈاکداراں تے بی دِکھایا تھا۔ پر گَدے کسے دیوی ، دیوتا پے منّت کونی مانی تھی۔ ویرو کے جِدپورے تین دن گڑ میں درد ہوندا رہیا ار ایک دن تھوڑا کھون کا داگ بی لاگیا۔ تو نہال کور نیں اپنّی جندگی مینھ پہلی بریاں منّت مانی۔

یو بکھت تو نکھرے کرنْ کا تھا۔ وِیرو چاہندی تو بڈی بڈی پھریش بی کر سکے تھی۔ پر نہال کور نیں بیرا تھا اَک وِیرو مینھ ملے بی اتنی شرم تھی اَک چار کا ایک ٹگڑا بی مانگنّا ہوندا تو شرما کے نہال کور کانی دیکھدی۔ جیاں تے نہال کور آپے وِیرو کا کھیال راکھیا کردی۔ اس سارے بکھت مینھ وِیرو نیں بس ایک بَرنیوں کہیا " آنگنْ مینھ جو شلجم کاٹ کے سکھا راکھے سیں، وینھ تار لیو۔ ان تے دیکھ کے میرے کچھ ہو جے سے۔ شلجماں کے ٹکڑے نیوں لاگے سیں ، جنّوں کسے کا پلپلا ماس۔"نیوں کہہ کے، وِیرو شلجماں کانی دیکھ کے اُبکائی لینْ لاگ گی۔

پھیر وِیرو کے دل میں کے بیرا کے آیا۔ جِب نوواں مہینہ لاگیا تو ضد کرنْ لاگ گی اَک میں چھلا تو اُنّے گھراں جا کے کروں گی۔ سردار اُس کی بات کونی مانے تھا۔ نہال کور بی اس کی منّتاں کرے تھی۔ پر ویرو نیں بس ایک ء ضد پکڑ راکھی تھی۔ اَک میرے گام کی ایک بُڈھی دائی گھنّی ء سیانّی سے۔ منّے تو بس اُس پے ء یقین سے۔ اور کسے پے بی نئیں۔ اس نیں سمجھ ہوگیا تھا اَک جے وا اُورے رہی تو شہر کی ڈاکداراں کے ہاتھ تے مرجے گی۔

"یو ڈر تو بہت بھونڈا ہووے سے۔۔۔۔" ڈاکداراں نیں بی سرادار تئیں مشورہ دیا۔ پر سردار کے جی میں کچھ اور ڈر تھا۔ اس نیں نہال کور تے اکلے مینھ کہیا۔" منّے یو ڈر سے اَک جے اوڑے جا کے اس کے چھوری جام گی ۔ تو اس کے ماں باپ اس چھوری نیں کسے

چھورے گیلیاں بدل دیویں گے۔ منّے پہلاں بی اس ڈھال کی بات سنّ راکھی سیں۔ ان لوگاں نیں لوبھ ہو سے اَک جے چھورا ہویا تو جائیدار کا وارث بنّے گا۔"

"پھیر تو اس کا یوئے علاج سے اَک میں اس کے گیلے بِگ جوں۔ میرے ہوندے ہوئے ویہنھ کچھ نئیں کر سکیں گے۔" نہال کور نیں سوچدے ہوئے کہیا۔ سرادار مان گیا۔ وِیرو نیں بی کوئے اعتراج نی کریا۔ نہال کور نیں گھر کی نوکرانّی بی گیلیاں لی ار وِیرو نیں لے کے اس کے بیئر بِگ گی۔

وِیرو کا جاپا مشکل کونی تھا۔ وا جوان ار صحت مند لوگائی تھی۔ اُس کی ماں ار بھابی اس کا مجاق اُڈایا کریں تھیں۔ "یا تو نیوں ءڈرے سے۔ بیٹا جامنّ میں کے ہو سے؟ ایک چِرلی ماری اُریٹا جام لیا۔"

نہال کور نیں وِیرو کے بیئر آلیاں پے کسے قسم کا بوجھ کونی گیریا تھا۔ کھلے ہاتھاں کھرچ کریا۔ سارے اُس نیں سردارنّی، سردارنّی کہندے کونی تھکیں تھے۔ نہال کور ہانّس کے کہندی۔ "ایک چِرلی ماری اریٹا جام لیا۔ پر بیٹی جامنّی ہو تو۔۔۔۔"

وِیرو کی بھابی جورتے ہانّسدی اَر کہندی۔ "دو چِرلی مارو اَر بیٹی جام لیو۔"

"بیٹی کی بریاں دو کیوں؟" نہال کور ہانّس کے پوچھدی۔

"ایک چِرلی دردکی۔ اَر ایک دکھ کی۔۔۔" وِیرو کی بھابی کہندی۔ "کُھسی تو بیٹے کی ہو سے۔ بیٹیاں کی کسی کُھسی۔"

نہال کور کے کالجے ینھ ایک پھانس سی پڑی۔ "منّے تو ناں ایک چِرلی ماری اَرناں دو۔" اُس نیں اتّے ہانّسدے ہوئے ہونٹاں میں اتّے کالجے کی پھانس نیوں پی لی اَک اُس پھانس کا درد بی اس کے کانی دیکھ کے شرمندہ ہو گیا۔

اَر پھیر جس رات نیں وِیرو کے جاپے کے درد سروع ہوئے۔ اس کے داناں تلے دبے ہوئے ہونٹاں نیں وینھ دردنیوں برداس کر لئے اَک دوسرے کان نیں بیرا کونی پاٹیا۔ بس ایک

بر اس کی چِرلی سٹّی۔ اَر پھیر دائی نیں وِیرو کے سِرہاٹے بیٹھی نہال کور کانی دیکھ کے کہیا۔"سردارٹّی ! مبارک ہو۔ آ میٹے گیلے تیری جھولی بھر دیوں۔"

نہال کور نیں چھورا بی گودی مینھ لیا ار مبارکھاں بی۔ پر سبیرے جِد واتار دیٹ لاگی تو وِیرو نیں نہال کور تے اٹّے دھورے بلایا اَر اٹّے دونوں ہاتھ اس کے پیراں پے دھر دئے۔

"سردارٹّی ! میں دنیا کے آگے جھوٹ بول سکوں سوں پر تیرے آگے نی۔ یو چھورا تیرے سردار کا کونی۔۔۔۔"

"وِیرو۔۔۔۔" نہال کور نیں نیوں لاگیا جٹّوں اس کی جُبان اس کا ساتھ ناں دیندی ہو۔ میں سرادار کی احسان مند کونی پر تیری احسان مند سوں۔ یو چھورا جے سرادار کے آنگٹ میں کھیلدا، تو منّے کوئے اچرج کونی تھا۔ پر میں اس نیں تیری جھولی میں کونی گیر سکدی۔ یو بالک تیری جھولی کے قابل کونی۔۔" وِیرو بولی۔

"کے کہوے سے وِیرو۔۔۔۔"

"کریا تو ہاٹّسی مجاق مینھ تھا۔ پر ہاٹّسی کا کھاتمہ جٹّوں نیوں ء ہووے سے۔ پر تنّے ساچی بھتاؤں۔ منّے کوئے اپھسوس کونی۔ جے اپھسوس سے تو تیرے واسطے۔۔۔"

"وی۔۔۔رو۔۔۔۔"

"تنّے یاد سے ، میں ایک بریاں پیٹ آئی تھی۔ پاچھلے سال۔۔۔ تھارا منشی میرے گیلیاں آیا تھا۔ میرے گھر آئیاں گیلیاں مِلاٹ کھاتر۔ ۔۔۔ اُورے سارے گام میں یا بات مشہور تھی اَک میرے ماں باپ نیں پیسے لے کے میرے تے ایک بُڈھے سردار گیلیاں بیاہ دیا سے۔ سردار کدے بی اس گام مینھ کونی آیا تھا۔ میرا باپ ء منّے تھارے دھورے شہر مینھ لے کے گیا تھا۔ اَر گوردوارے کے پھیرے لوا کے تھارے گھراں چھوڈ گیا تھا۔ ۔۔۔ میں جب گام مینھ آئی۔ ہر کسے نیں میرے تے پوچھیا۔۔ اَک میرا سردار کتنا بُڈھا سے؟ بس منّے نیوں سوچیا۔ ار ان تے پاچھا چُھڈاٹ واسطے کہہ دیا، اَک میرا بیاہ بڈھے گیلیاں کونی ہویا۔ تھارا منشی بڈا گابھرو ، جوان تھا۔ منّے اس کے تئیں کہہ دیا اَک یو سے میرا سردار۔ میرا

بھر تھار۔۔۔ساری میری قسمت پے حیران ہو گی۔ منّے یا بات منشی تے بی بھتا دی۔ وا بی چُپ کر گیا۔ ارجب میری سکھیاں نیں اس پے کلچڑیاں مانگی تو وا سُنار کی دکان پے تے چاندی کی کلچڑیاں لے کے دے دی۔ چھ سات دن میں اٹّے گام مینھ رئی۔ روج روج اس ڈھال کے مجاق کردے کردے منّے بی نیوں لاگٹ لاگیا اَک بیاہ اُس گیلیاں ہو رئیہا سے۔ کسے اور گیلیاں نی۔"

"مھارا منشی مدن سنگھ۔۔؟"

"ہاں، پر ایب میں سردار کے گھراں کونی جاؤں۔۔ ناں اس چھورے نیں لے کے جاؤں۔ میں اسے واسطے جِد کر کے اُورے آئی تھی۔ سردارنٹی ! میں تیرے پے اور کچھ نی مانگدی۔ بس ایک بات مان لے۔ سردار تے اس منشی کا نام ناں بھتائیے۔ نئیں تو وا منشی نیں نوکری تے کاڈھ دے گا۔"

"پر مدن سنگھ کا تو بیاہ ہو رہیا سے۔ اس کے تو دو بالک بی سیں۔"

"اسے واسطے تو واڈرے سے اَک جے سردار نیں بیرا پاٹ گیا تو اس کی نوکری جاندی رہوے گی۔ وا کونسا منّے اٹّے گھراں بسا لے گا۔ جو میں اس کی نوکری چھٹواؤں۔۔۔۔ جڑے رہوے ۔۔۔ کُھس رہوے۔۔ کوئے بات نی۔۔۔ منّے ایک بریاں دیکھ تو لیا اَک جوان آدمی کِسا ہو سے۔۔۔"

نہال کور نیں ڈر کے اپنّی آنکھ موند لی۔ ارجب اُس نیں آنکھ کھولی۔ وِیرو کی جھولی میں پڑیا اس کا بیٹا اس کی چھاتی مینھ تے دودھ پیٹ واسطے مونھ مارٹ لاگ رہیا تھا۔ اَر نہال کور نیں نیوں لاگیا۔۔۔۔ سردار کی جو ہوک اس نیں اٹّے حمّے لے لی تھی اَر وِیرو نیں وا ہوک لے کے اپنّی چھاتی مینھ دھر لی تھی۔ یو چھورا اُس ہوک نیں وِیرو کی چھاتی مینھ تے پیٹ کی کوشش کرٹ لاگ رہیا تھا۔

میری پانچ سال کی چھوری ایک منٹ واسطے بی چُپ کونی رہ سکدی۔ اِس دُنیا مینھ آنڑ کے بعد اُس نیں بولٹا سیکھنڑ مینھ بس ایک ء سال لایا۔ بس اُس دن کے بعد وا چھوری جِب تک رات نیں سونی جاندی، ایک سیکنڈ بی چُب نی رہندی۔ اس کی ماں کئی بَر دھمکا کے اسکا مونھ بند کرا دیوے سے۔ پر میں اِسا کونی کر سکدا۔ جَ وا چُپ ہوجے تو ایک عجیب سی بات دیکھنڑ لاگ جے سے۔ اَر میں اس بات نیں گھنڑی دیر تک برداشت نی کر سکدا۔ نیوں میری اَر اُسکی بات گھنڑے ء جور تے چالدی رہ سے۔

سَبیرے سَبیرے منّے اِبے اٹّے ناول کے سترھویں باب کے ہاتھ لایا ء تھا اَک مُنی آگی اَر آندے سار بس سُروع ہوگی۔

"بابو جی۔ رام دیال چوکیدار "کاگ " نیں کوا کہوے تھا۔ اُس نیں کچھ بی بیرا کونی۔۔۔ ٹھیک سے ناں؟"

میں بس دُنیا کی جباناں کے بارے مینھ اِبے بھتاڑ ء لاگوں تھا۔ اَک اُسکا دھیان کسے اور پاسے مُڑگیا۔

کابلی آلا

رابندر ناتھ ٹیگور

"دیکھ بابو ! بھولا نیوں کہوے تھا اَک ہاتھی اپنڑی سونڈ میں اَسمان پے تے پانڑی لے کے تلے کھنڈا دے سے تو مینھ برسڑ لاگ جے سے۔ بھولا تو بس نیوں ء
جھوٹ موٹ بکواس کردا رہوے سے۔ بس بَکدا رہسے ۔ دن رات بَکدا ء رہوے سے۔"
اِس بارے مینھ مَنے اپنڑی رائے دینڑ کا موقع دِیاں بِنا ء میرے کانی سوالیہ آنکھیاں تے دیکھدے ہوئے بولی۔
"بابُو ! ماں تیری کے لاگے سے؟"
"سالی۔۔۔۔ مَنے دل ء دِل مینھ کہیا۔پھیر بولیا۔۔۔گنی۔۔توں بھولے گیلیاں کھیل جا کے۔ جا میری لاڈو۔ مَنے ایب کام کرٹا سے۔ "
اس نیں میری لِکھڑ آئی میج دھورے بیٹھ کے اٹّے ہاتھ اَر گوڈیاں نیں لے کے اگڑم بگڑم کھیلٹا سُروع کر دیا۔ میرے سترھیویں باب کا پرتاپ سنگھ اُس ٹیم کنچن مالا نیں لے کے اندھیری رات مینھ قید کھانے کی اُونچی جھانکی میں تے تلے چالڑ آلے دریا مینھ کودڑ جاوے تھا۔
میرا گھر سڑک کے کِنارے پے سے۔ ایک دم مُنی اگڑم بگڑم نیں چھوڈ کے جھانکی دھورے پونچی اَر جور جور تے بولڑ لاگی۔
"کابلی آلے۔۔۔۔۔او کابلی آلے۔۔۔ !"
میلے، ڈھیلے کپڑے پَیر ھیں۔ سِر پے کھنڈکا باندیں۔ ٹوکری پکڑیں۔ ہاتھ مینھ انگوراں کی دو چار پٹاری لے کے۔ ایک لامبا سا کابلی آلا چالیا جاوے تھا۔ اُس تیں دیکھ کے میرے چھوری کے دل مینھ کے بیرا کسا کھیال پیدا ہویا۔ بھتاٹا مُسکِل سے۔۔۔۔۔۔اُس نیں جور جور تے رُو کے مارٹا سُروع کر دئے۔ مُنے سوچیا۔
مُنے لاگیا۔ بَس اِیب میرا سترھواں باب پورا کونی ہووے۔

پُر جیوں ء مُنی کی اوآج پے کابلی آئے نیں مونھ پھیریا۔ اُر میرے گھر کاہنی آٹ لاگیا۔ ۔۔۔۔۔۔۔ اُس بکھت وا ایک لامبا سا سانس بھر کے بھیتر کاہنی بھاج گی۔ اُر پھیر اسکا کوئے بیرانی پاٹیا۔ اُس کے دل مینھ ایک ٹھے سا بیٹھ گیا تھا اَک جے اُس کی جھولی کی تلاسی لی جاوے تو اُس مینھ تے مُنی جسے دو تین بالک لِکڑیں گے۔

کابلی آلا ہانسدے ہوئے سلام کر کے میرے شیامھی آ کے کھڑا ہو گیا۔ مَنے سوچیا۔ حالانکہ پرتاپ سنگھ اَر کنچن مالا کی حالت اِس ٹیم گھٹی ء کھراب سے۔ پھیربی اس آدمی نیں گھراں بُلا کے اُس پے تے کچھ بی ناں لینا ٹھیک کونی۔

مَنے اس پے تے کچھ لے لیا پھیر آسے پاسے کی کچھ بات چیت ہوئی۔ روس اَر انگریجاں تے لے کے دیش کی سیما کی دیکھ بھال تک گپ ماری۔

اُس نیں اُوٹھ کے جاندے ہوئے کہیا۔

"بابو جی۔ تھاری چھوری کڑے گئی۔"

مُنی کے دل تے ٹھے دور کرنٹ کی کھاتر مَنے کابلی والا بِھیتر بُلوا لیا۔ وا میرے چمٹی ہوئی کابلی آئے کے مونہہ ار اُس کی جُھولی کانی دیکھدی رئی۔ کابلی آئے نیں اپنی جُھولی مینھ تے کچھ داکھ ار کُھرمانی کاڈھ کے اس تئیں دینٹ کی کوشش کری۔ پر اس نیں کچھ نی لیا۔ اَر اوربی ڈری ہوئی، میرے گوڈیاں گیل چمٹی ہوئی کھڑی رئی۔ پہلا پرچے نیوں ہویا تھا۔

کچھ دن بعد گھر تے کسے جروری کام تے لِکڑدے ہوئے مَنے دیکھیا۔ میری چھوری بارٹے دھورے پڑے بینچ پے بیٹھی بات کرنٹ لاگ ری تھی۔ کابلی آلا اس کے پیراں دھورے بیٹھیا اُس کی بات سُنٹ لاگ رہیا تھا۔ اَر کدے کدے بیچ مینھ وا ان کی تعریچھ مینھ اپنٹی ٹوٹی پُھوٹی بنگالی مینھ کچھ کہہ بی دیوے تھا۔ مُنی نیں اپنی پانچ سال کی جندگی مینھ اتنے بابو نیں چھوڈ کے اتنی تسلی گیلیاں اس کی تقریر سُنٹ آلا کوئے بی کونی ملیا تھا۔ مَنے دیکھیا اَک اُسکی اوڈھنٹی کا پلّو داکھاں اربدام گھیلیاں بھیریا تھا۔ مَنے کابلی آئے تے کیہا۔

"اس تے یہنھ سب کچھ کیوں دیا۔۔۔۔پھیر نا دے دئیے۔"نیوں کہہ کے منّے گوجی ینھ تے اٹھنّی کاڈھی ار اُس تے دے دی۔ اُس نیں بِنا کچھ کہے اٹھنّی لے کے اپنّی چھولی ینھ گیر دی۔

جِب میں گھراں واپس آیا تو مَنّے دیکھیا اَک اُس اٹھنّی تے تو ایک وبال کھڑیا ہو رہیا سے۔ مُنّی کی ماں ہاتھ ینھ ایک چمکیلی چیج ٹھائیں گھٹّی ء ٹھاڈی واج میں پوچھن لاگ رئ تھی۔

"تَنّے یا اٹھنّی کڑے تے ہلی؟"

"کابلی آلے نیں دی ہے۔" مُنّی بولی۔

اُس کی ماں نیں پھیر سوال کریا۔"تَنّے کابلی آلے پے اٹھنّی کیوں لی؟۔"

"منّے کونی مانگی تھی۔ اُس نیں آپے دی تھی۔" مُنّی رونّ برگی واج ینھ بولی۔مَنّے آکے اس بات تے مُنّی کی جان چُھڑائی اَر اس نیں باہر لے گیا۔

منّے بیرا پاٹیا اَک کابلی آلے کی مُنّی گیلیاں یا پہلی پَھیٹ کونی تھی۔ اُس نیں بیچ بیچ ینھ آکے، اَر سَستے اربدام کی رشوت دے کے مُنّی کے بھولے من پے قبجا کر لیا تھا۔

ایک دن دیکھیا، ان دونوں ڈھیباں کے بیچ ینھ کچھ ہانسی مجاق چال رہیا تھا۔

رحمت تے دیکھدے ء میری چھوری اس تئیں پوچھدی۔

"کابلی آلے۔ او کابلی آلے۔۔۔تیری اس جھولی ینھ کے سے؟"

رحمت ہانسے ہوئے کہندا۔" ھاتھی"۔جنّوں اس کی جھولی ینھ ھاتھی ہے۔ اس کے مجاق کرنّ کا یو ء ایک انداج تھا۔ اَر اس قسم کے مجاق تے ان دونواں کے دل سکون ینھ آ جاندے۔ اَر جاڑیاں کے موسم ینھ ایک بوڈھے اَر ایک بالک کے بیچ ینھ اِسا ہانسی مجاق دیکھ کے منّے بڈی کھوسی ہوندی۔

اُن کے بیچ ینھ ایک اور بات بی چالے تھی۔ رحمت مُنّی تے کہندا۔

"چھوری۔۔۔۔توں سُسراڑ کدے نا جائیے۔"

بنگالی چھوریاں بچپن تے ء سسراڑ کا نام سُنڑ کے سمجھنڑ لاگ جے سیں۔ پر مھارے حسے لوگ جو کچھ ترقی کر گے ساں۔ اپنڑی چھوریاں تئیں سُسراڑ کے بارے مینھ گھنڑی بات نئیں بھتا سکے تھے۔ نیوں وا رحمت کی باتاں کا مطلب آچھی طریوں کونی سمجھ پائی تھی۔ پر کسے بی بات نیں سنڑ کے چُپ کر جاٹا میری بیٹی کے من مینھ کونی آوے تھا۔ وا رحمت تئیں پوچھدی۔

"توں سُسراڑ جاوے گا؟"

رحمت اٹے بِن دِکھے سُسرے کانی مُکا تانڑ کے کہندا۔

"میں تو، سُسرے کے ء ماروں گا۔"

مینھ بات سُنڑ کے مُنّی سُسرے نام کے انڑ جانڑ ماٹس کی حالت کے بارے مینھ سوچ کے کھوب ہانسدی۔

نیوں کردے کردے جاڈے آ گے۔ پُراٹے جمانے مینھ راجے، مہاراجے اسے ء موسم مینھ جنگ جیتنڑ جایا کریں تھے۔ پر میں تو کلکتہ چھوڑ کے کدے بی کڑیاں کونی جاندا۔ کیوں جے میرا دل کو ساری ء جمین کے چاروں پاسے گھومے سے۔ میں تو اٹے گھر کے کُوٹیاں میں رہنڑ آلا سوں۔ پر باہر آئی دُنیا کھاتر میرا دل بے قرار رہوے سے۔ کسے گیر دیش کا نام سُنڈے ء میرا دل اُڈنڑ لاگ جے سے۔ نیوں ء جب میں کسے دوسرے دیش کے ماٹس نیں دیکھوں سوں تو میرے دل مینھ دریا، پہاڑ ار جنگل کے بیچ مینھ ایک جھوپڑی سی دیکھنڑ لاگ جے سے اور دل مینھ اُڑے جانڑ کی لگن لاگ جے سے۔

اَر دوسری بات یو سے اَک اٹے گھر نیں چھوڑ کے کڑیاں دور جانڑ کی سوچدے ء میرے اوپر بجلی سی پڑ جے سے۔ نیوں سبیرے سبیرے، اٹے چھوٹے سے گھر مینھ بیٹھ کے کابلی آٹے گیلیاں بات کر کے اس دنیا بارے میرے سارے کام پورے ہو جے سیں۔ دونوں پاسے اونچی نیچی لال رنگ کی پہاڑی بیچ مینھ کو پتھریلے رستے، اس رستے پے کو مال تے لدے ہوئے اونٹاں کی لار، کھنڈ کے باندھے ہوئے سوداگر اَر سیر کرنڑے، کوئی اونٹ پے بیٹھیا سے تو کوئی پیدل چال رہیا سے۔ کسے کے ھاتھ مینھ برچھا سے تو کسے نیں پراٹی بندوق پکڑ راکھی سے۔ نیوں کابلی آلا مھاری بولی مینھ اٹے دیس کی بات بھتاندا جاوے سے۔ اَر یو سارا منظر میری آنکھیاں آگے ناچنڑ لاگ جے سے۔

مُنّی کی ماں گھٹی ء شک کرنْ آئی سے۔ رستے مینھ کوئے ایک شبدھ سُنْ کے اس نیں نیوں لاگنْ لاگ جے سے اَک دنیا کے سارے شرابی میرے گھر کانْی چال پڑے سیں۔ یا دنیا بس شرابی، ڈاکو، چور، کیڑے مکوڑے اَر گوریاں گیلے ء بھری پڑی سے۔ اَریو خیال اُس کے دل تے کونی جاندا۔

رحمت کابلی آئے کانی تے وا جماں بے پھکر کونی تھی۔ رحمت کھاتر اس کے دل مینھ ملے بی شک تھا۔ میرے تئیں وا کئی بریاں کہندی رہوے تھی اَک اس پے نگرانی راکھو۔ منّے اس کی بات ہانْسی مینھ اُڈانْ کی کو سس کری تو اُس نیں ایک ء دم گھٹے ء سوال میرے شیامھی دَھر دیئے۔ "کے کدیے کسے کا بالک چوری کونی ہویا؟۔ کابل مینھ گُلام کونی سچے جاندے؟ ایک موٹے تاجے مانْس واسطے کسے چھوٹے سے بالک نیں چوری کر کے لے جاتا کوئے مُشکِل کام سے؟

مَنّے مانٹا پڑیا اَک یہنھ ساری بات جماں گلت بی کونی۔ اَر ان پے یقین بی کونی کریا جا سکدا۔ یقین کرنْ کی شکتی ساریاں مینھ ایک جِسی کونی ہوندی۔ نیوں میری لُگائی کے دل مینھ کھے بڑیا رہیا۔ پر بس اِس ایک بات نیں لے کے میں رحمت تے اتے گھراں آنْ تے نئیں روک سکیا۔

ہر سال فروری کے مھینے مینھ رحمت اتے دیش واپس بِگ جے سے۔ اس بکھت وا اُن لوگاں پے اتنے میسے واپس لیندا پھردا ہووے سے جنہاں تے اس نیں قرجا دے راکھیا ہو سے۔ ایک گھر تے دوسرے گھر جاندے جاندے بی او مُنّی تے ملنْ جرور آندا۔ دیکھنْ تے تو نیوں ء لاگے سے اَک ان دونواں کے بیچ مینھ کوئے مِسکوٹ چال رئی سے۔ جس دن وا سبیرے ناں آسکدا تو شام نیں آجاندا۔ اندھیرے مینھ، گھر کی کسے کونْ مینھ ایک ڈھیلے پجامے اَر جھولی آلا لامبا سا بندے نیں دیکھ کے دل مینھ کچھ شک سا تو ہو جے تھا۔ پر جب میں اپنْی مُنّی تئیں دیکھدا کہ وا "کابلی والا۔ او کابلی والا کہندی کہندی اس نیں بلاندی ار پھیر دونوں چھوٹی بڈی عمر کے ڈھیّ ایک دوسرے گیل مجاق کرنْ لاگ جاندے تو میں کُھس ہو جاندا۔

ایک دن میں اتے کمرے مینھ بیٹھیا پروف شیٹ مینھ کچھ تبدیلی کرنْ لاگ رہیا تھا۔ ار جاندا جاڈا جاندے جاندے گھٹا ء جور دکھا رئیا تھا۔ ایک دم کاکا رولی ماچ گی۔ جب سبیرے کی دھوپ جھانکی مینھ کو آ کے میرے پیراں پے پڑے تھی تو اُس کی تپش منّے بڈی بھلی لاگے تھی۔ کوئے آٹھ بجے کا ٹیم ہو گا اَک گلی کے رستے مینھ کچھ رولا سا سُنْیا۔

منّے دیکھیا اَک مھارے رحمت تئیں دو پہرے آئے سپائی باندھ کے لیاویں تھے۔ اُس کے پاھے بالکاں کی ایک لار لاگ ری تھی۔ رحمت کے کپڑے کُھون مینھ بھرے تھے۔ اَر پہرے آئے سپائی کے ہاتھ مینھ کُھون تے بھریا ہویا ایک چُھرا تھا۔ منّے پہرے آئے سپائی تئیں باھر آ کے ڈاٹیا ار پوچھیا۔

"کے بات سے۔؟"

کچھ سپائی تے اَر کچھ رحمت کا باتاں تے بیرا پاٹیا اُک ایک پڑوسی نیں ایک لاہوری چادر لیندے ہوئے کچھ رَنیئے ادھار کر لئے تھے۔ ار ایب جھوٹ بول کے وینھ سیے دیڑ تے ناٹ گیا تھا۔ نیوں بات بدھ گی ار اُس نیں چُھرا گھوپ دیا۔

رحمت اُس بے ایمان ماٹس نیں بھونڈی بھونڈی گالہہ دیڑ لاگ رہیا تھا۔ اُسے بکھت مُنّی، "کابلی آلا، کابلی آلا" کہندے ہوئے گھر تے لِکڑی۔

رحمت کا مونہہ اُس تئیں دیکھدے ء چمک پڑیا۔ آج اُس کے کاندھے پے جھولی کونی تھی۔ نیوں جھولی کی کوئے بات نئیں ہو سکی۔ مُنّی نیں آندے ء اُس تے پوچھیا۔

"توں سُسراڑ جاوے گا؟"

"اُڑے ء جاؤں سوں"۔ رحمت نیں ہاٹسدے ہوئے کہیا۔

جِب اُس نیں دیکھیا کہ اُسکا جواب سنڑ کے مُنّی کُھس کونی ہوئی۔ تو اُس نیں اٹے ہاتھ دِکھاندے ہوئے کہیا۔

"میں سُسرے کے ماردا تو سہی، پر کے کروں، ہاتھ بندھ رے سیں۔"

کسے نیں مارڑ کے الجام وینھ رحمت تئیں کئی سال کی جیل ہوگی۔

اُس کی ساری ء بات میں کچھ ء دناں بعد بھول بھال گیا۔ جِب ھم اٹے گھراں وینھ مٹھے اٹے کام کاج کردے ہوئے دن کاٹڑ لاگ رے تھے تو مھارے دل وینھ یا بات کدے نئیں آئی اُک ایک لامبا چوڑا ماٹس کس طریاں جیل کی دیواراں پاھے اپنڑی جندگی کے دن کاٹدا ہووے گا۔

ایب مُنّی بی کھوب سرمیلی ہوگی تھی۔ یا بات تو اسکے باپ نیں بی مانڑی پڑے گی۔ اُس نیں اٹے پُراٹے رستے تے بُھلا کے نبی نام کے ایک نوکر گیلیاں دوستی کر لی تھی۔ جوں جوں اس کی عمر بدھدی گئی۔ اِسے طراں دوستاں کے بدلے، ایک ایک کر کے اس کی سیھلیاں آندی گئی۔ اَر اور سُنڑو۔ ایب وا اٹے بابُو کے لکھڑ پڈھڑ آلے کو ٹھڑے وینھ بی کونی دکھے تھی۔ میرے گیلیاں تو اس کا سمبندھ ٹوٹ ء گیا تھا۔ کئی سال گُجر گے۔ ایک بریاں پھیر جاڈے آ گے۔ میری مُنّی کا ساک پکّا ہو گیا۔ پوجا کی چُھٹیاں وینھ اسکا بیاہ ہونا تھا۔ نیوں مھارے گھر کی رونق مُنّی بابُو کے گھر نیں اُداس کر کے اٹے گھر آلے کے گھراں بِگ جے گی۔

ایک نیا سبیرا اٹے پورے جوبن تے آیا۔ مینھ کے بعد جاڑیاں کی یا سبیر جتّون سہاگے مینھ دھوئے ہوئے سونے کی ڈھال دِکھے تھی۔ اریائے نئیں۔ کلکتہ کی گلیاں کے بھیترہی، پُرانّے، ٹوٹے ہوئے مکاناں پے بی یا دھوپ ایک نئی چمک لے کے آئی تھی۔

مھارے گھراں آج رات کھتم ہونّ تے پہلاں ء شہنائی باجنّ لاگ گی تھی۔ اُسکا سُر جتّوں میرے کالجے کی ہاڈیاں مینھ باجنّ لاگ رہیا سے۔ اریا بھیروں راگ کی راگنی میرے دل کے بھیتر اتردی جاوے سے۔ آج میری مُنّی کا بیاہ سے۔

سبیرے تے ء سارے گھر میں رولا ماچ رہیا سے۔ ۔۔۔۔ لوگاں کا آنا جانا چال رہیا سے۔ آنگنّ مینھ بانس جوڑ کے منڈپ بٹانّ لاگ رے سیں۔ گھر کے سارے سوپے اَر بِسالیاں مینھ روشنی کے ہانڈے لاگنّ لاگ رے سیں۔ اِسا کا کا رولا ماچ رہیا سے کہ بس حد سے۔

میں اٹے لکھنّ آئے کو ٹھڑے مینھ بیٹھیا حساب دیکھنّ لاگ رہیا تھا۔ ایک دم رحمت آیا اَر سلام کر کے کھڑیا ہوگیا۔

پہلاں تو منّے وا پراٹ مینھ ء کونی آیا۔ اُس کے دھورے اُسکی جھولی بی کونی تھی ار اُسکا گات بی ایب ہیلے جِسا کونی تھا۔ پر اُسکے ہونٹاں پے ہاٹسی دیکھ کے میں اس تئیں پراٹ گیا۔ منّے کہیا۔

"کیوں رے رحمت۔ کد آیا؟"

"کالہہ ء جیل تے چھوٹ کے آیا سوں۔" وا بولیا۔

اسکی واج سُنّدے ء میرے کاناں مینھ کھٹ دنّے سی ایک ہور واج آئی۔ اِس تے پہلا ں منّے کدے کوئے کھونی اٹنّے نیڑے کونی دیکھیا تھا۔ اُس تئیں دیکھدے ء میرے پورے گات مینھ کانڈے سے چُبھنّ لاگ گے۔ میرے دل مینھ ایک کھیال آیا اُک آج کے مبارک دن یو ماٹس اُرے تے جتنی جلدی چال جے تو اچھا ہے۔

منّے کہیا۔ "آج مھارے گھر مینھ ایک کام سے۔ اَر میں اس مینھ لاگ رہیا سوں۔ توں آج بِگ جا۔ "

یا بات سُندے ء وا جانّ نیں تیار ہو گیا۔ بارنّے تک پونچ کے آسے پاسے دیکھدے ہوئے بولیا۔

"چھوری نیں ایک بریاں دیکھ نی لیوں؟"

اُس کے دل مینھ پکّا یقین تھا کہ مُنّی ملے بی اُسے طریاں سے۔ اُس نیں اسے بی یقین تھا اَک مُنّی ، "کابلی آلا۔ او کابلی آلا کہندی ہوئی بھاجدی آوے گی۔ اُسکی عادت جمائے کونی بدلی ہووے گی ۔ بس اتنا ء کونی تھا۔ وا اسٹے کسے دیش کے ماٹس پے تے تھوڑے سے انگور، داکھ اَر بدام ایک پٹاری مینھ گھال کے لیایا تھا۔ پَر اُسکی جھولی آج نئیں تھی۔

منّی کہیا۔ "آج گھر مینھ کام سے۔ آج نئیں مل سکے گا"۔

اُس نیں چھو سا آگیا ۔ بس کھڑیا ہو کے آنکھ میرے کانی گاڈ کے دیکھا۔ ار "بابو سلام" کہہ کے بارٹے تے لِکڑ گیا۔

میرے دل مینھ ایک سوئی سی چُبھی۔ ۔ ۔ کھیال آیا۔ ۔ ۔ ۔ اُس نیں الٹا بلا لیوں۔ اُسے ٹیم دیکھیا اَک وا آپے آنْ لاگ رہیا سے۔

نیڑے آ کے بولیا۔

"یہنھ انگور، بدام اَر داکھ میں چھوری کھاتر لیایا تھا۔ اُس نیں دے دیئے۔ "

میں وینھ چیج پکڑ کے اُن کے پیسے دیٹ لاگیا۔ جِب ء اس نیں میرا ھاتھ پکڑ لیا۔

"تھاری بڈی مہربانی سے۔ یا بات منّے قیامت تئیں یاد رہوے گی۔ بابو جی۔ منّے پیسے ناں دئیو۔ جس طراں یا تھاری چھوری سے۔ میرے دیش مینھ بی میری اتنی ء بڈی چھوری سے۔ اُس نیں ء یاد کر کے میں تھاری چھوری کھاتر تھوڑا بوہت میوہ لیاندا رہیا سوں۔ میں اُرے کاروبار کھاتر کونی آندا۔ "

یا بات کہہ کے، اُس نیں اسٹے کُرتے کے بھیتر تے ھاتھ گلیلیاں کاگج کا ایک ٹکڑا کاڈھیا۔ گھٹی ء محنت تے اُس کاگج کی تہہ کھول کے میرے شیامی میج پے دھر دیا۔

منّے دیکھیا۔ کاگج پے ایک جمائے چھوٹے سے ھاتھ کا نشان تھا۔ پھوٹو کونی تھا۔ ھاتھ پے سیاہی لا کے کاگج پے نشان لیا ہویا تھا۔ اپنّی چھوری کی اس یادگار نیں لے کے رحمت ہر سال کلکتہ شہر مینھ میوہ بیچنْ آیا کردا۔ نیوں لاگے تھا جنّوں اس چھوٹے سے نرم ھاتھ یا چھاپا ای باپ کے دل مینھ امرت برسایا کرے تھا۔

یو سب کچھ دیکھ کے میری آنکھیاں مینھ پانڑی آگیا۔ اُس بکھت میں بھول گیا اَک وا ایک کابلی میوہ بیچنڑ آلا سے اَر میں ایک پڈھیا لکھا بنگالی سوں۔ اُس بکھت منڑے نیوں لاگیا اَک جو میں سوں اس ٹیم وا بی وائے سے۔ وا بی بات سے اَر میں بی باپ سوں۔ اونچے پہاڑاں مینھ رہنڑ آئی اُس چھوٹی سی چھوری کے ہاتھ کے چھاپے نیں میرے تے میری منّی کی یاد دیوا دی۔ منڑے واج دے کے اُس تئیں بھیتر بُلا لیا۔ اس بابت بھیتر گھر آئیاں کانی تے اعتراج کریا گیا پر منڑے کسے کی بی نئیں سُنڑی۔ بیاہ کے کپڑے پہریں۔ ماتھے پے چندن لائیں۔ مُنّی میرے دھورے آکھڑی رئی۔

اس تے دیکھ کے پہلاں تو کابلی آلا تھوڑا گھبرایا۔ اَر پہلوں کی طریاں بات ناں کر سکیا۔ ہاتس کے کہنڑ لاگیا۔

"چھوری۔۔۔۔ توں سُسراڑ جاوے سے؟"

مُنّی ایب سُسراڑ کا مطبل جانڑے تھی ۔ پہلاں کی طریاں وا ایب جواب ناں دے سکی۔ رحمت کی بات سنڑ کے، سرما کے نیں ایک کانی کھڑی ہوگی۔ ایک ء دم منڑے کابلی آلے کیلیاں مُنّی کی پہلی ملاقات یاد آگی۔ دل ایک دم ٹڑپ اٹھیا۔

مُنّی کے جانڑ کے بعد رحمت ایک لامبا سا سانس لے کے تلے جمین پے بیٹھ گیا۔ جتّوں ایب وا سمجھ گیا تھا کہ اس کی چھوری بی اتنے لامبے ٹیم کے بعد اتنی ء بڈی ہوگی ہووے گی۔ ۔۔۔۔۔ اُس گیلیاں ایب کوئے اور بات کرنڑی پڑے گی۔ اُس نیں بی وا ایب پہلاں جِسی نئیں پاوے گا۔ کِس نیں کے بیرا اِن آٹھ سالاں مینھ کے ہویا ہووے گا۔

جاڑیاں کی نرم دھوپ مینھ سبیرے کے ٹیم شہنائی باجنڑ لاگ گی۔ رحمت کلکتہ کی گلی مینھ بیتھیا افغانستان کے ایک سوکھے پہاڑ کا منجر دیکھنڑ لاگ گیا۔

منّئ ایک نوٹ کاڈھ کے اُس تے دیا ار کہیا۔

"رحمت۔ ایب توں اتنے دیش مینھ اپنی چھوری دھورے چلیا جا۔ تیری اپنڑی بیٹی گیلیاں ملاقات مینھ ء میرا اَر میری بیٹی کا سُکھ لُکھ رہیا سے۔ "

یہنھ ہیسے دان کرنڑ کے بعد بیاہ کے کاماں بینھ تے ایک دو کام کم کرنڑے پڑے۔ جِس طریاں سوچیا تھا اُتنی بجلی کی لڑیاں ار مرچاں ناں لاگ سکی۔ انگریجی باجے بی کونی آ سکے۔ گھر کی لُگائیاں کچھ کچھ کہنڑ لاگ گی۔

پَر دل کی کُھسی کی ساری چاندنڑی تے مھارا بیاہ ایک دم چکا چک ہو گیا۔